ماہنامہ
جہد حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
HRCP

جلد نمبر 24......شمارہ نمبر 08......اگست 2017
Monthly JUHD-E-HAQ - August 2017 - Registered No. CPL-13

نئے بحرانوں نے دائمی مسائل سے توجہ پھر ہٹا دی

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1
تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ -2
ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔
اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقتدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

دفعہ - 3
ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 4
کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو ممنوع ہوگی۔

دفعہ - 5
کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ - 6
ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

دفعہ - 7
قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

دفعہ - 8
ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، بااختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

دفعہ - 9
کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 10
ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

دفعہ - 11
(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا چکی ہوں۔
(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

دفعہ - 12
کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط وکتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 13
(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔
(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آ جانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ - 14
(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔
(2) یہ حق ان عدالتی کارروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

دفعہ - 15
(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔
(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ - 16
(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔
(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔
(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ - 17
(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔
(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 18
ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتماعی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19
ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

دفعہ - 20
(1) ہر شخص کو پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔
(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ - 21
(1) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔
(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔
(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ - 22
معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشوونما کے لیے لازم ہیں۔

دفعہ - 23
(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔
(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔
(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔
(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ - 24
ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

دفعہ - 25
(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔
(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ - 26
(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔
(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشوونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔
(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

دفعہ - 27
(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔
(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں

دفعہ - 28
ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

دفعہ - 29
(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔
(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح وبہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔
(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔

دفعہ - 30
اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

یہ وقت جمہوریت کے تحفظ اور تعمیرِ نو کا ہے: ایچ آر سی پی

پانامہ پیپرز کیس میں عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے مطالبہ کیا ہے کہ مستحکم جمہوری روایات کی بنیاد ڈالنے کے لیے ملک گیر جدوجہد کی جائے۔ آج جاری ہونے والے اپنے ایک بیان میں کمیشن نے کہا:

ملک کی سب سے بڑی عدالت نے اپنا حکم صادر کیا ہے جس پر من وعن عملدرآمد کیا گیا ہے۔ یہ موقع جشن منانے کی بجائے سنجیدہ غور وفکر کرنے کا ہے کیونکہ مقدمے نے ایسی کئی چیزیں منظرِ عام پر لائی ہیں جو کہ لوگوں کے ضمیر کے لیے طویل عرصہ تک تکلیف کا سبب بنیں گی۔ قانون کے احترام جس کا عملی مظاہرہ کیا جا رہا ہے، کے متعلق جو بھی کہا جائے، پاکستان ایک ایسے ملک کی شہرت کا متحمل نہیں ہوسکتا جو مختصر وقفوں سے اپنے وزرائے اعظم کو پھانسی دیتا یا برطرف کر دیتا ہو۔

جمعہ کو سنائے جانے والے اپنے فیصلے میں، عدالتِ عظمیٰ کے فاضل ججوں نے ایک سے زائد بار کہا کہ اُنہوں نے اُس وقت تک کوئی بھی اقدام کرنے سے گریز کیا جب تک اُن کے سامنے دستیاب یا اُن سے چھپائے گئے حقائق نے اُس اقدام کو درست قرار نہیں دیا تھا۔ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا تاہم قوانین کی تشریح کے طرائق کار پر مستند اختلافات ہمیشہ سے موجود رہے ہیں۔ ہم پُر امید اور دعا گو ہیں کہ حالیہ فیصلہ کل کے عدالتی دماغوں اور جمہوری معاشرے کے اجتماعی شعور کی جانچ کے عمل میں سرخرو ثابت ہو۔

مقدمے میں طلب کیے جانے والوں کے ساتھ جس غیر معمولی طریقے سے پیش آیا گیا اُس پر لوگوں کے ایک طبقے جن میں مدعا علیان کے علاوہ دیگر لوگ بھی شامل تھے، نے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ ان لوگوں کو مطمئن کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انصاف نہ صرف ہو بلکہ ہوتا نظر بھی آئے۔ اس کا ایک طریقہ اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ جمہوری نظام کسی بھی حلقے کی مزاحمت کے بغیر جاری وساری رہے۔ خاص طور پر یہ یقینی بنانا ضروری ہے کہ سول۔ ملٹری تعلقات کا تعین جمہوری ڈھانچے کے تحت ہو اور لوگوں کے ذہنوں سے اس تاثر، چاہے یہ بے بنیاد ہی کیوں نہ ہو، کو زائل کیا جائے کہ جمہوری نظم ونسق کسی ادارے کی اجازت کے رحم وکرم پر ہے۔

پانامہ کیس نے پارلیمان، کابینہ اور سیاسی جماعتوں سمیت جمہوری اداروں کے کام کے طریقہ کار میں پائے جانے والے نقائص بھی اجاگر کیے ہیں۔ جمہوری نظام کو اِن خامیوں سے نجات دلانا سیاسی طور پر باشعور گروہوں اور شہریوں کی بنیادی ترجیح ہونی چاہیے۔

جمہوریت کے تحفظ اور تعمیرِ نو کے لیے ملک گیر مہم چلائے بغیر پاکستان مشکلات سے باہر نہیں نکل سکتا۔ برطرف وزیر اعظم کے خلاف کارروائی آئین کی شق 62 کے تحت کی گئی ہے جس کی جمہوری نظام میں کوئی جگہ نہیں۔ سیاسی قیادت کو چاہیے کہ وہ اپنے گردنوں کو اس طوق سے آزاد کرنے کے لیے سوچ بچار کریں۔ اِس کے ساتھ ساتھ انتظامی پالیسیوں اور رجحانات کی اصلاح کرنا بھی اشد ضروری ہے تاکہ اقربا پروری، رشوت اور اختیار کے ناجائز استعمال کا موقع فراہم کرنے والے راستے بند ہوسکیں قانون یا مسلمہ معیار سے انحراف کے خلاف بروقت کارروائی کی جاسکے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 29 جولائی 2017]

فہرست

ایچ آر سی پی کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز 3
مقدور ہو تو ساتھ رکھو...... 4
گھریلو تشدد: طبقاتی امتیاز قانون سازی میں رکاوٹ 5
عاصمہ جہانگیر......ایک بہادر بیٹی اور قابل فخر ماں 7
آمریت کی شان میں گستاخی 10
پھر کیسی گردن ناپی تمہاری 11
کیا یہ اصلاحات کا راستہ ہے؟ 12
ایک روز کٹہرا بولے گا 13
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا/جنسی تشدد کے واقعات 14
لوٹ مار کی ثقافت کا مظاہرہ 17
خارجہ پالیسی کو درپیش مشکلات 18
حکمرانوں کے پڑھنے کا وقت 19
بلوچستان میں ترقی پسند لوگ کون تھے 20
صحت 21
قانون نافذ کرنے والے ادارے 23
غریبوں کے گھر میں ارب پتی 'بے چارے' 24
مدرسے کے شدت پسند طلبہ کی جگہ جامعات کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طالب علم لے رہے ہیں 25
خودکشی کے واقعات 26
اقدام خودکشی 33
میراث مسلسل توجہ اور پیار مانگتی ہے 40
تعلیم 41
نچلی ذات کے 65 ہندو جوڑوں کی اجتماعی شادی 42
ذہنی امراض کا بڑھتا ہوا رجحان تشویش کا باعث ہے 43
عورتیں 44
بچے 47
دہشت اور فیصلے کا انتظار 51

مقدور ہو تو ساتھ رکھو......

زاہدہ حنا

ملتان زمانہ قدیم سے گرد، گدا اور گورستان کے حوالے سے مشہور ہے۔ چند دن پہلے وہاں کی بستی راجا پور سے جس پنچایتی انصاف کی خبر آئی ہے، اسی کے بعد مختاراں مائی نے کیا غلط کیا کہ مجھے بے حرمت کرنے کا فیصلہ جس جرگے نے دیا تھا، اس کے شریک کار لوگوں کو اگر سزا مل گئی ہوتی تو اس کے بعد ایسے شرم ناک واقعات یقیناً بہت کم ہوتے۔ عاصمہ جہانگیر قانونی نکتہ بیان کرتی رہیں کہ پاکستان کے قانون میں پنچایت کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ کہتے ہوئے وہ اس بات سے آگاہ تھیں کہ پاکستان کے آئین اور قانون میں تو اور بھی بہت سی چیزوں کی گنجائش نہیں لیکن یہاں قانونی کام ذرا کم اور غیر قانونی کام بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

یہ ایک ایسے علاقے کا قصہ ہے جہاں کے مکینوں کو غربت دروازے بھی نہیں لگانے دیتی۔ ان گھروں کے داخلی دروازوں پر ٹاٹ کے پردے لٹکتے رہتے ہیں، جنھیں ہوا اڑاتی رہتی ہے اور بعض گھر ایسے بھی ہیں جن کے گرد کوئی چار دیواری نہیں تو پھر دروازے یا پردے کا کیا سوال اٹھتا ہے۔ ملتان کے علاقے تھانہ مظفر آباد کی بستی راجا پور میں چند دنوں پہلے جو سانحہ ہوا اس کے بارے میں شاید زیادہ کہرام ہوتا لیکن اس وقت ملکی سیاست کی بساط پر انصاف کا نام لے کر جو کچھ ہو رہا ہے، اس کی بنا پر یہ شرم ناک جرم پس منظر میں چلا گیا تو حیرت نہیں ہونی چاہیے۔

ان جرائم میں اضافے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام عدل روز بہ روز کمزور ہوتا گیا۔ پولیس کی حیثیت نظام عدل میں ریڑھ کی ہڈی جیسی ہوتی ہے، اس میں رشوت ستانی اور بدعنوانی کا طاعون اس طرح پھیلا کہ شاید ہی کوئی افسر اور نچلے درجے کا اہلکار اس بیماری سے بچا ہو۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہمارے حکمران طبقات کو ملکی مسائل کو سدھارنے اور غریبوں کی دست گیری جیسے معاملات کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہیں رہی۔

بستی راجا پور میں زیادتی کا نشانہ بننے والی لڑکی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کا والد خدا بخش محنت مزدوری کرتا تھا جو چند سال قبل وفات پا چکا ہے۔ وہ تین بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ دونوں بھائی ایک مقامی فیکٹری میں ملازمت کرتے ہیں۔ علاقے کے لوگوں نے بتایا کہ متاثرہ لڑکی اچھے کردار کی مالک ہے اور غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہے، جب کہ ملزم حق نواز جانوروں کی خرید فروخت کا کاروبار کرتا ہے، اس کی مالی حالت بہتر ہے۔ حق نواز کی ہٹ دھرمی اور بدلہ لینے کے اصرار کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا۔ علاقے کے لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ حق نواز کا کردار ٹھیک نہیں، چند سال قبل بھی اس نے ایک خاتون کو زیادتی کا نشانہ بنایا تھا مگر ملزم کے خلاف قانونی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔

جنوبی پنجاب میں جاگیر دارانہ سماج اور غربت کے سائے اتنے گہرے ہیں کہ لوگ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی پر یا تو خاموشی اختیار کر لیتے ہیں یا پھر اپنے مقدمات اپنے ہی علاقے اور برادری کے لوگوں کے درمیان حل کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پولیس، عدالتیں اور انصاف کی فراہمی کے دیگر ادارے ہونے کے باوجود لوگ آج بھی اپنے مقدمات مقامی پنچایتوں میں لے جاتے ہیں جہاں ناخواندہ اور برادری کے نظام میں جکڑے لوگ غیر قانونی اور غیر اخلاقی احکام دے کر لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں۔ راجا پور میں جو شرم ناک واقعہ ہوا، وہ ''پنچایتی انصاف'' کی تازہ ترین مثال ہے۔ جنوبی پنجاب میں اس سے پہلے بھی پنچایت اور جرگے کے حوالے سے مختاراں مائی کیس عالمی شہرت حاصل کر چکا ہے۔

دیکھا جائے تو یہ دونوں واقعات اور اس نوع کے دیگر تمام واقعات مردانہ سماج کی نفسیات اور ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہاں مردوں کے جرائم کی سزا ان کے خاندان کی خواتین کو دی جاتی ہے۔ مختاراں مائی کے ساتھ ہونے والے سانحے کے **15** برس بعد **2017**ء میں راجا پور کی دو جواں سال لڑکیاں پنچایتوں کے ظالمانہ انصاف کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکومت مختاراں مائی کیس کے بعد ظالمانہ پنچایتی نظام پر پابندی لگاتی اور خواتین سے زیادتی کے ملزموں کو کڑی سے کڑی سزا دے کر عبرت کی مثال بنایا جاتا لیکن آج تک حکومت کی طرف سے کچھ نہیں کیا گیا۔

اگر ہم ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی 2016ء کی سالانہ رپورٹ کا جائزہ لیں تو وہ 308 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہاں میں صرف اس کے ان صفحات پر ایک سرسری نگاہ ڈالتی ہوں جو عورتوں کے خلاف ہونے والی حقوق کی خلاف ورزیوں پر مشتمل ہیں۔ ان کے مطابق 20 برس پہلے حکومت نے عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیاز کے خاتمے کے میثاق، (سیڈا) کے تحت عورتوں کے خلاف تشدد کی تمام اقسام کو ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے باوجود عورتوں کے خلاف تشدد کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ 2016ء میں حکومت عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اقدامات کرنے اور انھیں ایسا ماحول فراہم کرنے میں ناکام رہی جس میں وہ اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کر سکیں۔

اس رپورٹ میں جو اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں، ان کے مطابق عورتوں کی تعلیم میں مناسب بہتری دیکھنے میں نہیں آئی۔ مارچ 2016ء میں پنجاب حکومت نے ایک رپورٹ جاری کی جس کے مطابق عورتوں کے خلاف تشدد میں 20 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ تشدد کے یہ واقعات ان اضلاع میں زیادہ ہوئے جہاں مردوں میں تعلیم کی شرح دوسرے اضلاع کی نسبت کم ہے۔ ان میں رحیم یار خان، سرگودھا، ملتان اور وہاڑی شامل ہیں۔

اسی رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ مجموعی طور پر عورتوں کے خلاف ہونے والے تشدد پر دی جانے والی سزاؤں کی تعداد میں کمی ہوئی۔ 2015ء میں تشدد کے 81 واقعات کا ارتکاب کرنے والوں کو عدالت سے سزا ملی جب کہ 2012ء میں 378 مجرموں کو سزائیں دی گئی تھیں۔ 2016ء میں سینکڑوں لڑکیاں اور عورتیں غیرت کے نام پر قتل کر دی گئیں۔ ان کے قاتل خاندان کے مرد تھے، انھوں نے یہ قتل عزت کے تحفظ کے نام پر کیے۔ جس کی نہ انھیں سزا ملی اور نہ کسی نے انھیں لعن طعن کی۔ کمیشن کی رپورٹ میں 28 اپریل 2016ء کے اس اندوہ ناک واقعے کو بھی بیان کیا گیا ہے جو ایبٹ آباد میں پیش آیا۔ یہاں بھی ملتان کی طرح پندرہ افراد پر مشتمل ایک جرگے نے 16 برس کی ایک لڑکی کو جلا کر ہلاک کرنے کی سزا دی۔ اس لڑکی کو اس خطا کی سزا دی گئی کہ اس نے اپنی سہیلی اور اس کے دوست کو گھر سے فرار ہونے کا موقع فراہم کیا تھا۔ ان دونوں نے اپنے علاقے سے نکل کر شادی کر لی تھی۔ اس لڑکی کو اس کے گھر سے اغوا کیا گیا۔ پھر ایک غیر آباد گھر میں لے جا کر نشے کا انجکشن لگایا گیا جس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ قتل کے بعد اس کی لاش ایک ویگن میں رکھی گئی اور ویگن کو آگ لگا دی گئی۔

اس طرح 19 سال کی ایک سکول ٹیچر تشدد کے بعد اس لیے قتل کر دی گئی کہ اس نے اپنے سکول پرنسپل کے بیٹے سے شادی کا رشتہ قبول نہیں کیا تھا۔ وہ عمر میں اس سے دگنا بڑا تھا۔ اسے بھی جلا کر قتل کیا گیا۔ وہ جب زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھی، اس نے بستر مرگ پر پولیس کو اپنے سکول پرنسپل اور اس کے چار ساتھیوں کے نام بتا دیے تھے جو اس کے قتل کے ذمہ دار تھے۔

2016ء میں سب سے زیادہ شہرت قندیل بلوچ کے قتل کو ملی۔ وہ سوشل میڈیا پر بہت سرگرم تھی اور اس نے 2014ء میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ نام نہاد غیرت کے قتل ریاست کے خلاف جرم کے طور پر درج کیے جائیں۔ وہ 2016ء میں اپنے بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئی جن کا کہنا تھا کہ وہ ان کی غیرت کے نام پر دھبہ تھی۔ یہ وہ بھائی تھے جو اس کی آمدنی سے فیض اٹھاتے رہے تھے۔ قندیل کا قتل پہلی مرتبہ ریاست کی طرف سے درج ہوا تو ریاست نے قصاص اور دیت کے قانون کو ایک طرف رکھتے ہوئے قندیل کے افراد خانہ کو اس کا خون معاف کر دینے کے حق سے محروم کر دیا۔

کمیشن نے یہ بات بھی رپورٹ کی ہے کہ سنی اتحاد کونسل نے پسند کی شادی کرنے والوں کے خلاف فتوے دینے اور لڑکیوں یا عورتوں کو غیرت کے نام پر قتل کرنے والوں کو گنہگار اور غیر اسلامی فعل کا مرتکب ٹھہرایا ہے۔ اکتوبر 2016ء میں قومی اسمبلی نے عورتوں کے تحفظ کے لیے غیرت کے نام پر عورتوں کو قتل کرنے والوں کو مقتولہ کے خاندان کی طرف سے معاف کر دینے کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ ان دو اقدامات سے عورتوں کو نسبتاً تحفظ ملے گا۔

ملک بھر میں پھیلی ہوئی چھوٹی بستیاں اور بڑے شہر عورتوں کے لیے مذبح خانے بن گئے ہیں۔ انھیں سماج، مذہب اور ریاست کی طرف سے تحفظ نہیں ملتا۔ ایسے میں وہ فریاد لے کر کہاں جائیں؟ کون سی عدالت انھیں انصاف فراہم کرے گی؟ ایسے میں غالب کا یہ شعر کیوں یاد نہ آئے کہ:

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں!

(بشکریہ ایکسپریس)

گھریلو تشدد: 'طبقاتی امتیاز قانون سازی میں رکاوٹ'

عادل عزیز خانزادہ

پاکستان جیسے معاشرے میں جہاں کم عمر بچوں سے محنت مزدوری کرانے کا 'کلچر' عام ہے، وہیں حالیہ کچھ سالوں میں کمسن گھریلو ملازمین پر تشدد کے واقعات میں بھی تشویشناک حد تک اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

چند روز قبل ایسا ہی ایک دل دہلانے والا واقعہ لاہور کے علاقے اکبری گیٹ میں پیش آیا، جہاں رکن پنجاب اسمبلی شاہ جہاں کی صاحبزادی فوزیہ بی بی نے اپنے ہی گھر میں مبینہ طور پر تشدد کر کے 17 سالہ گھریلو ملازم کو ہلاک جبکہ اس کی بہن کو زخمی کر دیا۔

اگرچہ یہ اپنی نوعیت کا کوئی پہلا واقعہ نہیں، لیکن ایسے واقعات کی روک تھام کیلئے مناسب قانون سازی نہ ہونے اور عدم دلچسپی کے باعث حکومت ان کمسن گھریلو ملازمین کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام نظر آتی ہے۔

ان واقعات کی بڑھتی ہوئی شرح پر سماجی کارکنان بھی حکومت پر مسلسل زور دے رہے ہیں کہ وہ گھروں میں کام کرنے والے ان بچوں کو 'لیبر قانون' کے تحت لے کر آئے تاکہ ان کا درست انداز میں اندراج ممکن ہو سکے۔

سماجی کارکن ماروی سرمد کی بھی یہی رائے ہے کہ حکومت ان کمسن ملازمین کے تحفظ کیلئے خاطر خواہ اقدامات کرے اور ایک ایسا نظام بنائے جس کی مدد سے معاشرے سے اس برائی کا خاتمہ کیا جا سکے۔

ڈان نیوز کے پروگرام 'نیوز وائز' میں گفتگو کرتے ہوئے ماروی سرمد کا کہنا تھا کہ بدقسمتی سے قانون سازی کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ طبقاتی امتیاز ہے اور نا صرف حکومت، بلکہ ہماری این جی اوز اور انسانی حقوق کے کارکنان بھی اس طرح سے کام نہیں کر سکے جیسا کہ کرنے کی ضرورت ہے۔

انھوں نے کہا کہ 'اس میں ایک اور بڑی وجہ عدم دلچسپی بھی ہے جو کہ صرف ہمارے درمیانے طبقے تک محدود نہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی دیکھنے میں آتی ہے۔'

ان کا کہنا تھا کہ 'اگرچہ 2015 میں سینیٹ میں گھریلو ملازمین پر تشدد کے حوالے سے ایک بل منظور ہوا تھا، لیکن جس قانون سازی کی اس وقت ضرورت ہے وہ اس سے کافی مختلف ہے۔'

ماروی سرمد کا کہنا تھا کہ 'جیسا کہ 18 ویں ترمیم کے بعد سے قانون سازی کا حق صوبوں کو منتقل کر دیا گیا، تو ہمیں چاہیے کہ اس پر جلد از جلد کام شروع کریں تاکہ مستقبل میں بچوں پر تشدد کے مزید کیسز سامنے نہ آسکیں۔'

انھوں نے مزید کہا کہ 'عام طور پر اس طرح کے واقعات میں جو بچے ہوتے ہیں وہ غریب گھروں سے تعلق رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں قانونی جنگ لڑنے کی طاقت نہیں ہوتی اور بہت سے واقعات تو ایسے بھی ہیں جو کہ آج تک میڈیا پر رپورٹ ہی نہیں ہوئے، لہٰذا حکومت اور ایوان میں بیٹھے سیاستدانوں کو اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔'

> اگرچہ یہ اپنی نوعیت کا کوئی پہلا واقعہ نہیں، لیکن ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے مناسب قانون سازی نہ ہونے اور عدم دلچسپی کے باعث حکومت ان کمسن گھریلو ملازمین کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام نظر آتی ہے۔ ان واقعات کی بڑھتی ہوئی شرح پر سماجی کارکنان بھی حکومت پر مسلسل زور دے رہے ہیں کہ وہ گھروں میں کام کرنے والے ان بچوں کو 'لیبر قانون' کے تحت لے کر آئے تاکہ ان کا درست انداز میں اندراج ممکن ہو سکے۔

پروگرام کے دوسرے مہمان پنجاب حکومت کے ترجمان ملک احمد خان کا کہنا تھا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے واقعات کی روک تھام انتہائی ضروری ہے اور ہمیں اس پر بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ بیٹھ کر قانون سازی کرنا ہوگی۔

انھوں نے کہا کہ ملک میں ایسے واقعات کی شرح کا بڑھنا ایک افسوسناک بات ہے، کیونکہ ہر گھر میں ہی یہ بچے کام کر رہے ہیں جن کے حقوق اور تحفظ کا خیال رکھنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ اگرچہ ماضی میں ان واقعات کے خاتمے کیلئے پنجاب حکومت کی جانب سے کچھ اقدامات ضرور ہوئے، لیکن کہیں نا کہیں آج بھی غفلت سے کام لیا جا رہا ہے جو کہ اس شرح میں اضافے کا باعث بن رہی ہے۔

ملک احمد خان نے کہا کہ 'وقتی طور پر تو سول سوسائٹی اور این جی اوز ان واقعات پر آواز بلند کرتی ہیں، لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے قدامات اٹھائے جائیں کہ آئندہ ہم گھریلو تشدد کے اس بدنما داغ سے بچ سکیں۔'

یاد رہے کہ گذشتہ روز یہ رپورٹس سامنے آئی تھیں کہ لاہور کے علاقے اکبری گیٹ میں گھر کی مالکن کے مبینہ تشدد سے 17 سالہ گھریلو ملازم اختر ہلاک جبکہ اس کی 14 سالہ بہن عطیہ زخمی ہوگئی تھی۔

واقعے کے بعد پولیس نے نوجوان کی لاش پوسٹ مارٹم کے لیے مردہ خانے منتقل کر دی جبکہ زخمی عطیہ کو تحویل میں لے کر تفتیش کا آغاز کر دیا گیا۔

'مجھے لوہے کی سلاخوں سے داغا گیا'

لڑکے کی متاثرہ بہن نے ظلم کی داستان بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس کی مالکن نے اس کے بھائی کو گرم چمچے سے مار مار کر ہلاک، جبکہ اسے لوہے کی گرم سلاخیں لگا کر تشدد کا نشانہ بنایا جس سے وہ زخمی ہوگئی۔

بھائی کی ہلاکت پر بہن عطیہ نے شور مچایا اور اہل محلّہ کو اس بدترین تشدد کے واقعے سے آگاہ کیا، تاہم اس دوران گھر کی مالکن اپنے اہل خانہ کے ہمراہ گھر چھوڑ کر فرار ہو چکی تھی۔

ادھر عطیہ کے اہلخانہ اور لواحقین نے پنجاب حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بااثر ملزمہ کو کیفر کردار تک پہنچائے تاکہ انہیں انصاف مل سکے۔

اکبری گیٹ پولیس نے متاثرہ بچوں کے والد اسلم کی شکایت پر رکن پنجاب اسمبلی کی بیٹی فوزیہ کے خلاف مقدمہ درج کر لیا تھا، تاہم بعد میں فوزیہ بی بی نے عبوری ضمانت حاصل کر لی۔

(بشکریہ ڈان)

رکن قومی اسمبلی کو دھمکیاں

خیبر ایجنسی پاکستان کے قبائلی علاقوں میں اصلاحات کے لیے سرگرم رکن قومی اسمبلی شاہ جی گل آفریدی کو مبینہ طور پر شدت پسند تنظیم کی جانب سے دھمکیاں موصول ہوئی ہیں جس میں انھیں کہا جا رہا ہے کہ وہ اصلاحات کے ایجنڈے سے دور رہیں۔ خیبر ایجنسی سے منتخب ہونے والے شاہ جی گل آفریدی نے بی بی سی اردو کے عزیز اللہ خان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ انھیں ٹیلیفون پر دھمکیاں دی گئی ہیں کہ معاملے سے دور رہو۔ انھوں نے دھمکیاں دینے والی تنظیم کا نام تو نہیں لیا لیکن یہ کہا کہ انھیں فون کالز بین الاقوامی نمبر سے کی گئی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس کے پیچھے کون سی تنظیم یا ایجنسی ہے؟ ایسی اطلاعات ہیں کہ انھیں فون کالز مبینہ طور پر شدت پسند تنظیم کی جانب سے کی گئی ہیں لیکن شاہ جی گل آفریدی نے کہا کہ وہ اس کی تصدیق نہیں کر سکتے یہ کس تنظیم نے کی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ انھیں فون کرنے والا شخص پشتو زبان میں بول رہا تھا اور وہ کسی بھی تنظیم سے ہو سکتا ہے۔ رکن قومی اسمبلی نے کہا کہ انھوں نے اس حوالے سے وزارت داخلہ اور دیگر اداروں کو اطلاع دی ہے جس کے بعد انھیں مکمل سکیورٹی فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ شاہ جی گل آفریدی فاٹا اصلاحات کے حوالے سے سرگرم رکن ہیں اور انھوں نے قبائلی علاقوں کے خیبر پختونخوا کے ساتھ انضمام کے حق میں تحریک بھی شروع کی تھی۔ انھوں نے بتایا کہ انھیں دھمکی دینے والے شخص کا کہنا تھا کہ قبائلی علاقوں کو قومی دھارے میں لانے کی کوششوں سے دور رہو تو بہتر ہے۔ خیال رہے کہ فاٹا اصلاحات کا بل اس سال مئی میں پارلیمان میں پیش کیا جانا تھا لیکن مولانا فضل الرحمان اور محمود خان اچکزئی کی مخالفت کی وجہ سے بل پارلیمان میں پیش نہیں کیا جا سکا۔ شاہ جی گل آفریدی کے مطابق وہ ڈرنے والے نہیں ہیں اور ان کی قبائلی علاقوں کی خوشحالی اور اصلاحات کے لیے جدوجہد جاری رہے گی۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

- بسلسلہ عاصمہ جہانگیر بنام لبرٹی پیپرز لمیٹڈ
- ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان بنام لبرٹی پیپرز لمیٹڈ
- عاصمہ جہانگیر بنام روزنامہ خبریں
- روزنامہ خبریں کے چیف ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر ضیا شاہد کی طرف سے
- عاصمہ جہانگیر صاحبہ اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان سے

دلی معذرت

میں معروف قانون دان اور ہیومن رائٹس کمیشن سے روزنامہ خبریں میں شائع ہونے والی خبروں بالخصوص یکم جون 1996ء، 19 جون 1996ء اور 28 اگست 2002ء کو شائع ہونے والی تین خبروں پر معذرت خواہ ہوں جن میں پہلی خبر نیوز ایجنسی این این آئی سے تھی، دیگر دونوں خبریں ہمارے اخبار کے لاہور سے رپورٹر اور اوکاڑہ سے تیار کی گئی بیورو رپورٹ تھی۔ عاصمہ جہانگیر صاحبہ اور ان کے خاندان کی نیک نامی، تعلیمی، سماجی و سیاسی حیثیت بالخصوص ان کے والد محترم اور بزرگ سیاستدان ملک غلام جیلانی (مرحوم) کے ایک مسلسل ملاقاتی اور مداح کے طور پر مجھے افسوس ہے کہ میرے اخبار کی غلط اور بے بنیاد خبروں کے سبب محترمہ اور ان کے خاندان کے ارکان کو رنج پہنچا اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان جس کی سماجی خدمات کا میں ہمیشہ سے معترف رہا ہوں کو شکایت پیدا ہوئی۔

ضیا شاہد چیف ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر
خبریں گروپ آف نیوز پیپرز، ہیڈ آفس لاہور

لاپتہ افراد کی بازیابی کا مطالبہ

ٹنڈو محمد خان وائس آف مسنگ پرسنز سندھ اور سندھ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کی طرف سے جیئے سندھ قومی محاذ آریسر اور جیئے سندھ ہلچل کے کارکنوں کی جبری گمشدگی کے خلاف حیدرآباد سے کراچی کے لیے نکلنے والا پیدل لانگ مارچ ٹنڈو محمد خان اور بلڑی شاہ کریم پہنچا جس کی قیادت سندھ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کے مرکزی کنوینر معشوق چانڈیو، پنھل ساریو، امر فیاض، سورٹھ لطیف، ماروی کاندھڑو، نیلم آریجو اور ذوالقرنین لونڈ نے کی۔ لانگ مارچ کا قافلہ ٹنڈو محمد خان و بلڑی شاہ کریم پہنچنے پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے عثمان احمد، یار محمد کیہر، احمد سندھی، جی ایم ساھڑ، شہری اتحاد کے اسد رند جسقم آریسر کے ضلعی صدر دولت اور شاہ فہد سمیت شہریوں نے قافلے کا استقبال کیا۔ مارچ میں شامل افراد نے ہاتھوں میں جبری گم ہونے والوں کی تصویریں اٹھا رکھی تھیں۔ اس موقع پر قافلے کے شرکاء اور شہریوں سے خطاب کرتے ہوئے سندھ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ سندھ سے 43 قوم پرست کارکنوں کو جبری گم کر دیا گیا ہے، نوجوانوں کا ماورائے آئین قتل کیا گیا ہے، بلوچستان کے بعد سندھ میں بھی قوم پرستوں کو گرفتار کر کے گمشدہ کیا جا رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جبری گمشدہ افراد کا اگر کوئی جرم ہے تو انہیں عدالتوں پیش کیا جائے اگر کسی جرم میں ملوث نہیں ہیں تو انہیں فوری آزاد کیا جائے۔ کسی کو بھی جبری گم کرنا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ سندھ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کے رہنماؤں نے چیف جسٹس آف پاکستان سمیت دیگر متعلقہ حکام سے اپیل کی ہے کہ جبری گم ہونے والے قومی کارکنوں کو بازیاب کرانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ قافلہ بلڑی شاہ کریم سے آگے جھوک شریف میر پور بٹھورو سے کراچی کی طرف روانہ ہو گیا۔

(عثمان احمد)

احتجاج و دھرنے کے بعد مبینہ قاتل گرفتار

عمرکوٹ 30 جون کو عمرکوٹ شہر میں ایک حملے میں زخمی ہونے کے بعد ہلاک ہونے والے سید محبوب شاہ پر حملہ کرنے والے ملزم کی عدم گرفتاری کے خلاف اس کے ورثاء نے احتجاجی مظاہرہ کیا اور ٹائر جلا کر عمرکوٹ شہر کے مرکزی چوراہے اللہ والا چوک کے مقام پر دھرنا بھی دیا۔ مظاہرے کے دوران احتجاجی رہنماؤں سید شجاع شاہ، خدا بخش شیخ، حضور بخش، نظیر علی اکبر اور دیگر نے کہا کہ ایک ہفتے سے زیادہ وقت گزرنے کے باوجود پولیس ملزم کو گرفتار نہ کر سکی۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ملزم کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔ دوسری صورت میں احتجاج کا دائرہ بڑھایا جائے گا۔ عمرکوٹ پولیس نے بچاء بند کے مقام پر چھاپہ مار کر حملہ آور جوابدار دلاور خان کو گرفتار کر لیا۔

(اوکھومنروپ)

عاصمہ جہانگیر......ایک بہادر بیٹی اور قابل فخر ماں

عثمان غازی

عاصمہ جہانگیر کی کہانی کیا سناؤں، وہ غیر معمولی کردار ہے۔ وہ ابھی اکیس برس کی عمر میں قانون کی طالبعلم تھی کہ اس کے والد کو جنرل یحییٰ خان کے مارشل لاء کے تسلسل میں قائم ہونے والی بھٹو حکومت نے جیل میں ڈال دیا۔ وہ اپنے والد کی رہائی کے لیے پاکستان کے ایک سے ایک بڑے وکیل کے پاس گئی، سب نے طاقتور افراد کے خوف سے مقدمہ لینے سے انکار کر دیا۔ اس کم عمر لڑکی نے عدالت سے استدعا کی کہ وہ اپنے والد کا مقدمہ خود لڑے گی، عدالت نے اجازت دی اور وہ لڑکی مقدمہ جیت گئی۔

پاکستان کی اس بہادر بیٹی نے نہ صرف اپنے والد کو رہا کرایا بلکہ آمریت کو عدالت سے غیر آئینی قرار دلوا کر پاکستان کی آئینی تاریخ میں ایک عظیم کارنامہ انجام دیا- اسی کارنامے کی وجہ سے ذوالفقار علی بھٹو کو سول مارشل لاء ختم کرنا پڑا اور ملک کا آئین فوری طور پر تشکیل دیا گیا

اس لڑکی کا نام عاصمہ جہانگیر ہے۔ یہ پاکستان میں ملک دشمنی، غداری اور اسلام مخالف ایک ایسا استعارہ بن چکی ہے جسے گالی دینا گویا ایک روایت ہے

1983 میں تیرہ برس کی نابینا لڑکی صفیہ بی بی سے زیادتی ہوئی اور وہ حاملہ ہوگئی۔ صفیہ بی بی کو عدالت نے قید اور جرمانے کی سزا سنا کر جیل بھیج دیا کیونکہ وہ اپنے ساتھ ہونیوالی زیادتی کے گواہ نہیں لا پائی تھی اور ملزمان نے ثابت کر دیا تھا کہ صفیہ بی بی نے اپنی رضامندی سے یہ گناہ کیا تھا۔

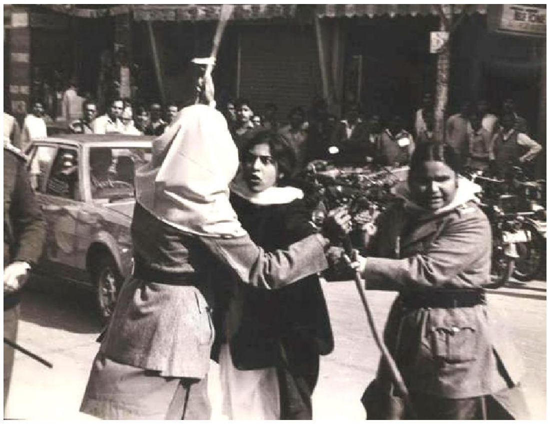

عاصمہ جہانگیر نے یہ مقدمہ لڑا اور مظلوم صفیہ کو بچالیا، ضیاالحق کے اس دور میں عاصمہ جہانگیر نے ایک احتجاجی ریلی بھی نکالی۔ جس پر پولیس تشدد پاکستان کی تاریخ کا افسوس ناک باب ہے۔

1993 میں 14 برس کے سلامت مسیح کو مذہب کی توہین کے جرم میں سزائے موت ہوگئی، ایسے حساس مقدمہ کو کون لڑتا، اس موقع پر عاصمہ جہانگیر آگے آئی اور اس نے سلامت مسیح کے حق میں ایسے دلائل دیے کہ عدالت کو ماننا پڑا کہ سزائے موت کا فیصلہ غلط تھا اور کچھ شر پسندوں نے مذہب کا نام استعمال کر کے ننھے بچے کو پھنسایا تھا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ پاکستان میں کوئی عورت اپنی مرضی سے شادی نہیں کرسکتی تھی کہ پاکستان کا آئین یہ کہتا تھا کہ عورت کی شادی کے لیے اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔۔۔ سرپرستوں کی مرضی لازمی ہے اور یہ بات بھلا عاصمہ جہانگیر کو کہاں برداشت ہوتی۔

اس نے عدالت سے پاکستان کی عورت کو اس کا آئینی و مذہبی حق دلایا کہ وہ اپنی مرضی سے کہیں بھی شادی کرسکتی ہے۔ عاصمہ جہانگیر کی شخصیت کا اگر اندازہ کرنا ہو تو اس کی بےنظیر بھٹو سے مثالی دوستی اور مثالی مخالفت قابل ذکر ہے، بےنظیر بھٹو اور عاصمہ جہانگیر بچپن کی سہیلیاں تھیں مگر ہر دور میں عاصمہ جہانگیر نے بےنظیر بھٹو کی زبردست سیاسی مخالفت کی۔

پاکستان میں عورتوں اور اقلیتوں کے لیے لڑنے والی اس عورت کا معیار بہت عجیب ہے۔ کچھ عرصہ قبل ٹم سبسٹن کو انٹرویو دیتے ہوئے مذہبی انتہا پسندی کی بدترین مخالف عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ اگر طالبان کا بھی ماورائے عدالت قتل ہوا تو وہ طالبان کے حق میں آواز اٹھائے گی۔

کیا کوئی عورت تصور کرسکتی ہے کہ سڑک پر اس کے ملک کے محافظ اس کے کپڑے پھاڑیں اور اور وہ بے بسی سے اپنے تن پر چادر ڈالنے کے لیے ادھر ادھر دیکھتی پھرے؟ عاصمہ جہانگیر پر یہ وقت بھی گزرا ہے۔ یہ لڑکی جب کم عمر تھی تو ایوب خان اور یحییٰ خان کے خلاف لڑی، نوجوان ہوئی تو ذوالفقار علی بھٹو کے غلط اقدامات کے خلاف آواز اٹھائی، یہ ضیاالحق کے خلاف جمہوریت پسندوں کی ننھی ہیروئن کہلاتی تھی، یہ اپنی بہترین سہیلی بےنظیر بھٹو سے لڑی، اس نے نواز شریف کے اقدامات کو چیلنج کیا اور یہ پرویز مشرف کے لیے سوہان روح بن گئی۔

یہ عورت کسی کی نہیں ہے۔ اس کے اپنے اصول ہیں اور یہ ان کے آگے کسی کی نہیں سنتی۔

یہ پاکستان کی بہادر عورت ہے۔ یہ قوم کی ایک قابل فخر ماں ہے۔۔ اس سے اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر اس کو غلط ثابت کرنا آسان نہیں ہے۔

(بشکریہ ہم سب)

کیا کوئی عورت تصور کرسکتی ہے کہ سڑک پر اس کے ملک کے محافظ اس کے کپڑے پھاڑیں اور اور وہ بے بسی سے اپنے تن پر چادر ڈالنے کے لیے ادھر ادھر دیکھتی پھرے؟ عاصمہ جہانگیر پر یہ وقت بھی گزرا ہے۔ یہ لڑکی جب کم عمر تھی تو ایوب خان اور یحییٰ خان کے خلاف لڑی، نوجوان ہوئی تو ذوالفقار علی بھٹو کے غلط اقدامات کے خلاف آواز اٹھائی، یہ ضیاالحق کے خلاف جمہوریت پسندوں کی ننھی ہیروئن کہلاتی تھی، یہ اپنی بہترین سہیلی بےنظیر بھٹو سے لڑی، اس نے نواز شریف کے اقدامات کو چیلنج کیا اور یہ پرویز مشرف کے لیے سوہان روح بن گئییہ عورت کسی کی نہیں ہے۔۔ اس کے اپنے اصول ہیں اور یہ ان کے آگے کسی کی نہیں سنتی۔

1983 میں تیرہ برس کی نابینا لڑکی صفیہ بی بی سے زیادتی ہوئی اور وہ حاملہ ہوگئی۔ صفیہ بی بی کو عدالت نے قید اور جرمانے کی سزا سنا کر جیل بھیج دیا کیونکہ وہ اپنے ساتھ ہونیوالی زیادتی کے گواہ نہیں لا پائی تھی اور ملزمان نے ثابت کر دیا تھا کہ صفیہ بی بی نے اپنی رضامندی سے یہ گناہ کیا تھا۔ عاصمہ جہانگیر نے یہ مقدمہ لڑا اور مظلوم صفیہ کو بچالیا، ضیاالحق کے اس دور میں عاصمہ جہانگیر نے ایک احتجاجی ریلی بھی نکالی۔ جس پر پولیس تشدد پاکستان کی تاریخ کا افسوس ناک باب ہے۔

نہر سے نوجوان کی نعش برآمد

عمرکوٹ 19 جولائی کوڈھورونارو پولیس تھانے کی حدود کے گوٹھ نور محمد پلی کے رہائشی دودو چھچھر نے پریس کلب عمرکوٹ کے آگے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ میرے نوجوان بیٹے نذر محمد کو بے گناہ قتل کر کے نعش نہر میں پھینک دی گئی تھی۔ اس نے مزید کہا کہ اس کا اٹھارہ سالہ بیٹا نذر محمد آم کے باغ پر مزدوری کرتا تھا۔ اس کے بیٹے کی نعش چھواری کینال کو بند کر کے چار گھنٹوں کی مسلسل تلاش کے بعد ماندل مائنر سے برآمد کی گئی تھی۔ جس کے بعد ڈھورونارو پولیس نے نعش کو اپنی تحویل میں لے کر پوسٹ مارٹم کے یے سول ہسپتال عمرکوٹ پہنچایا لیکن وہاں ڈاکٹروں کی طرف سے پوسٹ مارٹم سے انکار کرنے پر نعش چار گھنٹوں تک مردہ خانے میں پڑی رہی۔ بعد میں رورل ہیلتھ سنٹر ڈھورونارو کے ڈاکٹر کو بلا کر پوسٹ مارٹم کرایا گیا۔ سول ہسپتال عمرکوٹ کے ڈیوٹی ڈاکٹر نے حد بندی کا جواز پیش کر کے پوسٹ مارٹم سے انکار کیا۔ پھر ضلعی صحت افسر کے حکم پر ڈاکٹر تارا چند سونارو نے عمرکوٹ ہسپتال پہنچ کر پوسٹ مارٹم کیا۔ ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ مقتول کے ہاتھوں اور بازوؤں پر خراش کے نشانات تھے۔ مقتول کے والد کے بقول اس کے بیٹے کو کسی نے قتل کر کے اس کی نعش کو نہر میں پھینک دیا تھا۔ اور ڈھورونارو پولیس اس کے بیٹے کے قتل کا مقدمہ درج کرنے کو تیار نہیں۔ اس سلسلے میں ڈھورونارو پولیس کا کہنا تھا کہ نذر محمد چھچھر والے واقعے کی میڈیکل رپورٹ ابھی تک نہیں پہنچی۔ رپورٹ آنے کے بعد ورثاء کی مرضی اور منشا کے مطابق مقدمہ درج کر کے غیر جانبدار طریقے سے انکوائری کر کے واقعے میں ملوث افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ ورثاء کے مسلسل احتجاج کے بعد آخر کار ڈھورونارو پولیس نے نوجوان کے والد دودو چھچھر کی فریاد پر 22 جولائی کو سات ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ مقتول کے والد کے مطابق اس کے بیٹے کو آریسر برادری کے افراد نے مل کر قتل کیا ہے۔ مقدمہ میں نامزد قادر بخش آریسر کے مطابق ان کی کسی سے بھی کوئی دشمنی نہیں ہے۔ نوجوان نذر محمد چھچھر کو انہوں نے قتل نہیں کیا۔ انہیں بے گناہ جھوٹے مقدمے میں پھنسایا جا رہا ہے۔ گوٹھ کے لوگ گواہ ہیں جنھوں نے نوجوان کو چھوروا کینال میں نہاتے ہوئے دیکھا تھا۔ نوجوان کے والد نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ نوجوان کے قتل کی غیر جانبدار تحقیقات کر کے ان سے انصاف کیا جائے۔

(اوکھومنروپ)

بھیل برادری کا احتجاج اور مقدمہ

عمرکوٹ 22 جون کو عمرکوٹ شہر کے قریب گوٹھ شومندر کے رہائشی بھیل برادری کے افراد بھورو، رانجھو، آڈو، جامین، میراں بائی، سیتا بائی خاتون اور دیگر نے بیویوں اور بچوں سمیت عمرکوٹ سٹی پولیس تھانے کے آگے احتجاجی دھرنا دے کر شدید نعرے بازی کی۔ اس موقع پر مظاہرین نے کہا کہ ان کے گوٹھ شومندر میں سمیجا برادری کے بااثر افراد نے ہتھیاروں کے زور پر ان کے قبرستان اور گھروں پر قبضہ کرنے کے لیے افراد بٹھا دیے ہیں اور انہیں بے گھر کر دیا گیا ہے۔ اعلیٰ حکام معاملے کا نوٹس لے کر انہیں انصاف دلوائیں۔ مظاہرین نے ڈی ایس پی سٹی عمرکوٹ کی سربراہی میں انکوائری کمیٹی کا مطالبہ کیا ہے۔ ڈی ایس پی کے مطابق مذکورہ پلاٹ/ زمین کا جائزہ لیا گیا ہے اور ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کر کے پلاٹ کی پیمائش کے لیے کہا جائے گا، جس میں پتہ چلے گا کہ پلاٹ فرد کی ملکیت ہے اور کسی بھی فریق سے ناانصافی نہیں کی جائے گی۔

(نامہ نگار)

چارسدہ میں فائرنگ، امام مسجد جاں بحق

چارسدہ چارسدہ میں نامعلوم حملہ آوروں نے ایک امام مسجد کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ متعلقہ پولیس تھانے کے اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) غفیر اللہ کے مطابق شیخ الحدیث مولانا حق نواز کو نامعلوم موٹر سائیکل سوار حملہ آوروں نے چارسدہ کی تحصیل شبقدر میں اُس وقت نشانہ بنایا جب وہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر واپس جا رہے تھے۔

حملہ آوروں کی فائرنگ سے مولانا حق نواز موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے، جبکہ حملہ آور موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ ایس ایچ او نے بتایا کہ مولانا حق نواز جمعیت علمائے اسلام (ف) سے وابستہ تھے اور علاقے میں ان کی شہرت اچھی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ قتل کی وجوہات کا تاحال تعین نہیں کیا جا سکا۔ گذشتہ برس مئی میں بھی صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں جمعیت علماء اسلام (ف) کے مقامی رہنما حاجی عالم شاہ کوان کی رہائش گاہ پر قتل کر دیا گیا تھا۔ اس سے قبل 2015 میں ڈیرہ اسماعیل خان میں ہی نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے جے یو آئی (ف) کے ایک رہنما حاجی نذیر کو زخمی کر دیا تھا۔

(بشکریہ ڈان)

ہاری کانفرنس

عمرکوٹ 2 جولائی کو سندھ ہاری کمیٹی کی طرف سے سامارو شہر میں سندھ کی نامور شخصیت مائی بختاور شہید کی 70 ویں برسی کی مناسبت سے 'ہاری کانفرنس' منعقد کی گئی۔ ہاری کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کے درجنوں افراد نے شرکت کی۔ ہاری کانفرنس میں شرکاء نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مائی بختاور شہید ہاریوں اور پسماندہ طبقات کے لیے مشعل راہ اور جدوجہد کی علامت ہے۔ آج بھی سندھ کے عوام وڈیروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور موقع پرست سیاسی کارندوں کی بربریت کا شکار ہیں۔ ایسے مشکل اور کٹھن حالات میں شہید مائی بختاور جیسی باہمت اور بہادر ہاری رہنماؤں کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سندھ ایک زرعی خطہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود حکمرانوں کی طرف سے مناسب زرعی پالیسیاں نہیں ہیں۔ پالیسی نہ ہونے کے باعث منڈی میں اجناس کا درست دام نہیں ملتا جس کی وجہ سے آبادکاروں کو اپنی فصلوں پر کیا گیا خرچہ بھی پورا نہیں ملتا۔

(نامہ نگار)

آمر کا قانون 63,62 نواز شریف پر لاگو کیا گیا

اسلام آباد سپریم کورٹ بار کی سابق صدر اور سینئر وکیل عاصمہ جہانگیر نے کہا ہے کہ جس طرح فوجی آمر ضیاء الحق کا بنایا گیا قانون 63,62 نواز شریف اور دیگر سیاستدانوں پر لاگو کیا گیا ہے اگر یہ ججوں پر لاگو کیا جائے تو میں دیکھتی ہوں کہ کونسا جج عدلیہ میں رہنے کے قابل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اگر 63,62 کے تحت عمران خان کو بھی نااہل قرار دیا گیا تو میں اس کی بھی شدید مخالفت کروں گی، سیاستدانوں کو یہ بات سمجھ آجانی چاہیے کہ ان کے سیاسی کردار کو کم کرنے کے لیے کھیل کھیلا گیا ہے۔ نواز شریف کے وکلاء نے یہ کیس صرف قانونی طریقے سے لڑنے کی کوشش کی یہ ایک قانونی نہیں سیاسی کیس تھا اور اسے سیاسی انداز سے بھی لڑنا چاہیے تھا۔

(نامہ نگار)

بھانجے نے ماموں کی جان لے لی

گمبٹ تحصیل گمبٹ کے گاؤں ٹاگڑو میں نوجوان نعیم اللہ ولد ارشاد اللہ پنھور نے فائرنگ کر کے اپنے 24 سالہ ماموں محمد طاہر کو قتل کر دیا۔ مقتول کے درمیان گھر کی جگہ کے معاملے پر جھگڑا چل رہا تھا۔ ملزم کی والدہ اور مقتول کی بہن طلاق یافتہ تھی جسے مقتول نے رہائش کے لیے اپنی ملکیت میں سے گھر کی جگہ دی تھی۔ ملزم اس جگہ کی رجسٹریشن کے لیے جھگڑتا تھا اور چار دن قبل دونوں میں تلخ کلامی ہونے کے بعد ملزم نے اپنے ماموں کو اپنے ہی گھر کے سامنے قتل کر دیا۔ ملزم نعیم اللہ کا کہنا تھا کہ اس نے اپنے ماموں کو زمین کے جھگڑے پر قتل کیا تھا۔ فریادی محمد طارق کا کہنا تھا کہ اس نے 13 افراد کے خلاف مقدمہ داخل کروایا ہے جن میں سے پولیس نے صرف تین ملزمان گرفتار کیے ہیں۔ باقی ملزمان انہیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔

(عبدالمنعم ابڑو)

حفاظتی انتظامات کے فقدان نے محکمہ سیوریج کے دو ملازمین کی جان لے لی

احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ کی بلدیہ میں ملازم ناظم اور خالد سول ہسپتال کے گندے پانی کے کنواں کو صاف کرتے ہوئے چل بسے۔ ہسپتال کے عملہ نے بلدیہ کے افسران کو اطلاع دی کہ ڈیلائسز سینٹر اور ایمرجنسی کے ساتھ واقع گندے پانی کا کنواں پانی سے بھر چکا ہے اور نکاسی نہیں ہو رہی ہے لہٰذا سیورمین بھجوائے جائیں، بلدیہ افسران نے ناظم اور خالد کو صفائی کرنے کے لیے وہاں بھجوایا۔ دونوں سیورمین صبح نو بجے پہنچ گئے اور بغیر آکسیجن باکس سلنڈر کے کنویں میں اتر گئے۔ ہسپتال کا عملہ تھوڑی دیر ساتھ رہنے کے بعد واپس چلا گیا پھر کسی نے ان کی خبر نہ لی۔ حتیٰ کہ انچارج سیورمین محمد اقبال نے بتایا کہ جب وہ دو بجے تک نہ آئے تو اس نے ان کو فون کیا مگر جواب نہ آیا تو میں سمجھا کہ ابھی کام ہو رہا ہے۔ رات کے دس بجے چوکیدار جب وہاں اس جانب چکر لگانے آیا تو دیکھا کہ سائیکل پر سامان موجود ہے مگر آس پاس کوئی نہیں۔ اس نے کنویں میں دیکھا تب صورتحال واضح ہوئی۔ بعد ازاں محکمے کے افسران بالا اطلاع پر موقع پر پہنچے اور سیورمینوں کو رسی کی مدد سے باہر نکالا۔ سیورمینوں کی ہلاکت کی خبر پر عملہ صفائی، سیورمین اور ان کے عزیز واقارب جمع ہو گئے اور احتجاج کیا جس پر ڈی پی او بہاولپور بھی پہنچ گئے۔ سیورمینوں کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیں، شہر کی سول سوسائٹی نے غفلت کا مظاہرہ کرنے والے افسران کے خلاف کارروائی اور متاثرین کے خاندانوں کی مالی امداد کا مطالبہ کیا۔ یہ واقعہ 17 جولائی کو پیش آیا۔

(خواجہ اسد اللہ)

نوجوان کے اغواء کا خدشہ

نواب شاہ 26 جولائی کو نواب شاہ کے علاقہ عظیم کالونی کا مکین 20 سالہ سلیمان راہو پراسرار طور پر لاپتہ ہو گیا۔ سلیمان کی تلاش کے بعد اس کے ورثاء نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے اراکین کو بتایا ہے کہ سلیمان راہو کو ایک فون کال موصول ہوئی تھی جس میں اسے کہا گیا تھا کہ اس کی ملازمت کا آرڈر آ گیا ہے جس کے لیے وہ زرداری ہاؤس آ جائے۔ اس اطلاع کے ملتے ہی وہ اپنے اہل خانہ کو آرڈر سے متعلق بتا کر روانہ ہو گیا جس کے بعد سے وہ رات بھر گھر واپس نہیں لوٹا۔ سلیمان راہو کے والد حاجی یار محمد راہو نے مزید بتایا ہے کہ نامعلوم فون کال کس کی اور کہاں سے آئی تھی ان کے بیٹے نے اس بارے کچھ نہیں بتایا۔ البتہ گھر سے وہ بہت خوش خوش گیا تھا کہ اسے ملازمت کا آرڈر ملنے والا ہے۔ اس کے والد یار محمد راہو کا کہنا ہے کہ سلیمان راہو کی عمر 20 سال ہے اور اس نے میٹرک مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازمت کے لیے درخواست دے رکھی ہے تاکہ وہ خاندان کی کفالت میں میرا سہارا بن سکے۔ ایچ آر سی پی کے اراکین آصف البشر، مراد خان اور صحافی رضوان تھیبو نے متعلقہ پولیس اسٹیشن ایئرپورٹ تھانے کے ایس ایچ او محمد اویس منگریو سے رجوع کیا اور ان سے سلیمان راہو کی گمشدگی کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے بتایا کہ سلیمان راہو کی گمشدگی کی اطلاع ایک روز بعد مورخہ 27 جولائی 2017 کو ایئرپورٹ پولیس اسٹیشن میں درج کرائی گئی تھی جس میں ورثاء کی جانب سے بتایا گیا تھا کہ سلیمان راہو اپنے گھر میں موجود تھا کہ اسے ایک فون کال موصول ہوئی جس میں اسے ملازمت کے آرڈر کا جھانسہ دیکر زرداری ہاؤس بلایا گیا تھا، تاہم اس سلسلے میں جب پولیس نے زرداری ہاؤس نواب شاہ کے ذمہ داران سے رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ سلیمان راہو زرداری ہاؤس نہیں گیا تھا، جبکہ زرداری ہاؤس کے ترجمان الیاس زرداری کا کہنا تھا کہ اس نام کے کسی نوجوان کے لیے نہ تو کوئی سرکاری ملازمت کا آرڈر زرداری ہاؤس میں موجود ہے اور نہ ہی زرداری ہاؤس کے کسی ذمہ داران میں سے ایسی کوئی فون کال کی گئی ہے۔ زرداری ہاؤس میں جانے کے لیے سیکیورٹی نظام نصب ہے اور ہر آنے جانے والے کا یہاں مکمل ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔ پولیس نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ عین ممکن ہے کہ ملازمت کا جھانسہ دیکر سلیمان راہو نامی نوجوان کو نقصان پہنچایا گیا ہو۔ ایس ایچ او اویس منگریو نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو بتایا کہ سلیمان راہو کی گمشدگی کے متعلق ضلع کے دیگر تھانوں سے بھی رابطہ کیا گیا ہے تاکہ اس کو حراست میں لیے جانے کے خدشات بھی دور کیے جا سکیں۔ سلیمان راہو کے بھائی ارسلان راہو نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ سلیمان راہو کو اغواء کیا گیا ہے جس کی بازیابی کیلئے پولیس اپنا کردار ادا کرے۔ آخری اطلاعات تک پولیس نے سلیمان راہو کے والد یار محمد راہو کی مدعیت میں مقدمہ درج کر لیا تھا جبکہ سلیمان راہو کی تلاش جاری تھی۔

(آصف البشر)

تین افراد جنسی زیادتی کے مرتکب

چنیوٹ 10 جولائی کو تھانہ صدر کے علاقے ٹھٹھہ گلوتراں میں تیرہ سالہ بچہ قاسم عمران کے ساتھ اس کے چار دوستوں نے زبردستی جنسی زیادتی کی اور اس کی ویڈیو بھی بنائی۔ قاسم عمران کی درخواست پر پولیس نے ملزمان منصب، نواز، سلیم کے خلاف مقدمہ درج کر کے انہیں گرفتار کر لیا ہے۔

(سیف علی خان)

لاش برآمد

قلات 5 جولائی کو قلات کی تحصیل سوراب کے علاقہ خالق آباد سے ایک شخص کی لاش برآمد ہوئی۔ پولیس کے مطابق سوراب پولیس کو اطلاع ملی کہ خالق آباد ماراپ کے مقام پر سڑک کنارے ایک پل کے نیچے ایک شخص کی لاش پڑی ہے۔ بعد میں پولیس اہلکاروں نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر لاش قبضہ میں لے لی اور سول ہسپتال سوراب شناخت کے لیے پہنچایا مقتول کو فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ پولیس کے مطابق مقتول کی شناخت اسرار احمد ولد محمد اسحاق کے نام سے ہوئی۔ ضروری کارروائی کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔ تاہم کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور ملزمان کی تلاش جاری ہے۔

(محمد علی دھوار)

آمریت کی شان میں گستاخی

سجاد میر

میں بعض بہت سنجیدہ سوچنے والوں کے ذہنوں میں جب اس خیال کو کلبلاتے دیکھتا ہوں کہ ترقی کے لیے کیا جمہوریت ضروری ہے، تو سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ یہ ہم کس سمت جا رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ جمہوریت میرا مذہب ہے لیکن حالات نے مجھے یہ سکھا رکھا ہے کہ فی زمانہ اس کے سوا ہر راستہ بربادی کی طرف جاتا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر اس خیال کا کیا کریں جو ہم سے پوچھتا ہے کہ مثال کے طور پر مشرق بعید کے جن ممالک میں ترقی ہوئی، وہ جمہوریت کے کڑے معیار پر کس قدر پورا اترتے تھے۔ کوریا، سنگاپور، انڈونیشیا، ملائشیا کے معاشروں کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ بعض اوقات ذرا سخت قسم کے نظام حکومت کی بات کرتے ہیں جو ہمارے معیار سے بھی جمہوری اصولوں پر فٹ نہیں بیٹھتا۔

آج ہی میں ایک ایسا آرٹیکل پڑھ رہا تھا جس میں ایک نہایت معتبر لکھنے والے نے بتایا ہے کہ ایشیا میں بعض آمروں نے اپنے ملکوں میں معاشی ترقی کے عمل کو تیز تر کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار پاکستان میں امریکہ کے ایک سفیر کروکر نے بڑی دلچسپ بات کی تھی۔ پاکستان میں آمریت، آمریت کا ورد سن کر اس نے کہا تھا بھئی آپ نے آمریت دیکھی ہی نہیں، میں مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کے بعض ممالک میں رہا ہوں، مجھ سے پوچھو آمریت کیا ہے۔ یہ مشرف کا زمانہ تھا، گویا وہ کہہ رہے تھے جسے تم آمریت کہہ رہے ہو یہ کوئی آمریت نہیں ہے، تمہیں تو گویا آمریت کی ہوا تک نہیں لگی۔

آج بھی اس ملک میں بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں، ہمارے سارے مارشل لاء مفاہمت کر لیتے تھے اور جمہوریت کے شوق میں مبتلا ہو جاتے تھے حالانکہ ہمارا علاج یہ ہے کہ ایک بار ذرا زوردار ڈنڈا چلایا جائے۔ ایوب خان کو جلد ہی آئین بنانے کا خیال آ گیا اور اس نے بنیادی جمہوریت کی بنیاد رکھ ڈالی۔ ان دنوں محدود جمہوریت کا بھی تذکرہ تھا۔ غالباً انڈونیشیا کے حوالے سے جنرل یحییٰ خان نے تو آتے ہی انتخاب کا اعلان کر ڈالا اور ملک توڑ دیا۔ ضیاء الحق تو آئے ہی جمہوریت لانے کے لیے تھے۔ وہ سارا وقت اسی دکھ میں مبتلا رہے۔ البتہ انہوں نے پہلے احتساب پھر انتخاب کے نعرے کو صدق دل سے قبول کیا۔ مشرف کو خیر اپنے جواز کے لیے بھی جمہوریت کی ضرورت تھی۔ وہ تو عالمی اسٹیبلشمنٹ کی لڑائی میں ایسے کودے کہ عوام سے الجھنے کی ہمت ہی نہیں کر سکتے تھے۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ ملک کے مسائل کا حل یہ ہے کہ ایسا نظام لایا جائے جو چاہے جمہوری نہ ہو، بلکہ جمہوری ہرگز نہ ہو اور عوام کی مشکیں ایسی کسے کہ ترقی کی راہ پر چلنے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ میں سوچ کی یہ لہریں بین السطور نہیں بلکہ ذرا سطح پر تیرتی دیکھ رہا ہوں۔ ایشیاء میں جن ملکوں نے ترقی کی ہے اور کر رہے ہیں وہ سب کے سب خاصے غیر جمہوری ماڈل پر استوار کیے گئے تھے، موجودہ صورت حال میں اس خیال کو پروان چڑھتے دیکھ کر میں خوف زدہ ہو جاتا ہوں، جانے یہ سوچنے والوں کے ارادے کیا ہیں۔ یہ بھی لہر اٹھتی ہے کہ کہیں یہ لوگ سچ مچ اس راہ پر چل نہ پڑیں۔

آج ہی میں ایک ایسا آرٹیکل پڑھ رہا تھا جس میں ایک نہایت معتبر لکھنے والے نے بتایا ہے کہ ایشیا میں بعض آمروں نے اپنے ملکوں میں معاشی ترقی کے عمل کو تیز تر کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار پاکستان میں امریکہ کے ایک سفیر کروکر نے بڑی دلچسپ بات کی تھی۔ پاکستان میں آمریت، آمریت کا ورد سن کر اس نے کہا تھا بھئی آپ نے آمریت دیکھی ہی نہیں، میں مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کے بعض ممالک میں رہا ہوں، مجھ سے پوچھو آمریت کیا ہے۔ یہ مشرف کا زمانہ تھا، گویا وہ کہہ رہے تھے جسے تم آمریت کہہ رہے ہو یہ کوئی آمریت نہیں ہے۔ تمہیں تو گویا آمریت کی ہوا تک نہیں لگی۔

سی پیک کے بعد ایک مشکل یہ آن پڑی ہے کہ چین کی اقتصادی ترقی کا نمونہ بھی پیش کیا جاتا ہے، جہاں سیاسی آزادی کے بغیر اقتصادی ترقی کا سفر بہت کامیابی سے جاری ہے۔ امریکہ اور مغرب کی مخالفت نے ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ انسانی ترقی کا ایک ہی طریقہ نہیں ہے جسے مغربی جمہوریت کہتے ہیں۔ اس جمہوریت کے خلاف ہم بہت سے دلائل لے آتے ہیں حتیٰ کہ اقبال تک کو لے آتے ہیں۔ اس سرمایہ دارانہ جمہوریت کے بارے میں ہم کہتے رہے ہیں کہ جمہوریت تو ٹھیک ہے، مگر اس کا سرمایہ داری سے ملاپ ذرا بے ڈھب ہے۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ سرمایہ داری تو ٹھیک ہے (چین، روس کی طرح) مگر لازمی نہیں کہ ہم اسے جمہوریت سے ملا کر دیکھیں۔ غور کیا آپ نے، ہم کہاں آ پہنچے ہیں۔

میں خود گزشتہ دنوں وسط ایشیا کے دو ممالک میں گیا، آذر بائیجان اور قازقستان۔ ہمارے کچھ دوست تاجکستان سے ہو کر آئے ہیں۔ اشتراکی انقلاب کے خاتمے کے بعد بھی وہاں جو جمہوریت آئی ہے، وہ اشتراکیت کے زیر سایہ ہی پروان چڑھی ہے، اس لیے "جمہوریت" سے مشرق بعید دور نہیں ہے۔ انتہائی سخت گیر نظام ہے مگر زندگی بڑی پرسکون اور روبہ ترقی ہے۔ تو کیا یہ بھی کوئی نمونہ ہے جس پر سوچا جا سکتا ہے۔ امریکہ میں تو قدامت پسندوں کے ظہور کے بعد جب یہ سوال اٹھا کہ ریاست ہائے متحدہ سلطنت ہے یا جمہوریہ تو ہمارے دلوں کے خط افق پر بھی کون و مکاں ڈولنے لگے۔

یہ ساری بحثیں وہ ہیں جن پر میں تو بڑی سنجیدگی سے بات بھی کر لوں، مگر کیا کروں ہمارے ہاں اس کا مطلب سول آمریت سے زیادہ فوجی آمریت ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں سول آمریت بھی کچھ نہ دے سکی۔ کم از کم معاشی ترقی تو بالکل نہ دے پائی۔ باقی الٹا اسے ہم سے چھین کر لے گئی۔ اس کی مثال بھٹو کی سول آمریت ہے۔ یورپ میں جو نظام سرمایہ داری کے خلاف اٹھے وہ کمیونزم یا فسطائیت کی شکل میں جو تھا، اسے بھی چھین کر لے گئے۔ اس لیے میری اپنے ان دانشوروں سے درخواست ہے کہ خدارا قوم کو یہ راہ نہ دکھائیں نہ خود اس طرف چلنے کی کوشش کریں۔ سب کچھ ڈوب جائے گا۔ یہ درست ہے کہ سیاست دانوں نے لٹیا ہی ڈبو دی ہے، مگر ہمارے ہاں تو تجربہ کرنے کا بہت عمدہ نمونہ موجود ہے۔ ہم پر ہر طرح کا نظام بیتا ہے۔ ہم نے فوجی آمریت بھی دیکھی، سول آمریت بھی، جمہوریت کے نام پر انارکی یا بدانتظامی بھی۔ ہم کھرے کھوٹے میں بہت آسانی سے تمیز کر سکتے ہیں۔ ہمیں تو کسی غیر جمہوری ماڈل نے بھی کچھ نہ دیا، آمریت ہمارا کچھ نہ سنوار سکی۔ ہم سب سیاستدانوں سے مایوس بھی ہو جائیں تو بھی یہ سوچنا کہ آمریت ہمارے مسائل کا حل ہے' آگ میں کودنے کے مترادف ہے۔

خیال پہلے اہل دانش کے ذہن میں جنم لیتا ہے، پھر وہ معاشرے کا چلن بنتا ہے۔ اس لیے میں ڈر گیا ہوں، مجھے کسی جمہوریت مخالف تحریک کے برپا ہونے کا خوف آنے لگا ہے۔ خدا جانے، ذرا اس کی مشکیں اچھی طرح کس لیں۔ سارے پیچ ٹائٹ کر لیں۔ انشاءاللہ یہی راستہ ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔

(بشکریہ 92 نیوز)

پھر کیسی گردن ناپی تمہاری

طلعت حسین

آخر کار ہم نے تمہیں پکڑ ہی لیا۔ کہا تھا نہ پکڑ لیں گے۔ اور تمہیں لگا کہ ہم مذاق کر رہے ہیں، کہ یہ محض صرف ایک کھیل ہے اور اس کھیل کا اختتام مزاحیہ طریقے سے ہو جائے گا۔ بے وقوف تھے تم۔ کم عقل۔ تم نے کبھی بھی خطرے کی گھنٹی کو سنجیدگی سے نہیں لیا اور یہی سمجھتے رہے کہ یہ سب ہو ہی نہیں سکتا۔

ہم نے تمہیں کہا تھا کہ چلے جاؤ یہاں سے مگر تم نہیں گئے۔ ہم نے کہا تھا سدھر جاؤ اور طے کردہ حدود مت پھلانگو۔ تم نہیں سدھرے اور وہی حدیں پار کیں جن سے منع کیا گیا تھا۔ تمہیں چپ رہنے کے لیے کہا تھا مگر تم نے سیاسی اجتماعوں میں "استحصال کیے جانے" کا زہر اگلا۔ ہم نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ علاقائی مفادات سے بھرپور نازک اشیا کی دکان ہے جس میں صرف اس کے اصلی مالک کو دھڑلے سے گھومنے کی اجازت ہے۔ کسی کو بھی اس دکان میں آنے کی اجازت نہیں چاہے وہ کتنا ہی بے ضرر کیوں نہ ہو۔ مگر تم نے بے قابو بھینسے کی طرح دکان میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ ہم نے تمہیں جانے کیلئے کہا مگر تم شکایتوں کے انبار لگاتے رہے اور ہم نے جو بھی کہا یا کیا اس کو نظر انداز کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ہماری طرف سے بڑھنے والا ہاتھ مکے میں تبدیل ہوا تو تم نے پھر بھی اپنی وہی پرانی ہٹ دھرمی والی حکمت عملی جاری رکھی۔ تم دکھاوا کرتے تو کہ بہت بڑے منصوبہ ساز ہو مگر تمہیں بالکل بھی سمجھ نہیں، کوئی مہارت نہیں۔ تمہیں تو حکمت عملی کی الف ب کا بھی نہیں پتا تو کیسے تم ان کے تجربے اور مہارت کو چیلنج کر پاؤ گے جو روزانہ کی بنیاد پر اپنی مہارت کو بروئے کار لاتے ہیں۔

اسی لیے تمہیں سبق سکھانا ضروری تھا۔ ایسا سبق جو صدیوں یاد رکھا جائے اور تمہارے لئے اور دیگر کے لیے شرمندگی کا باعث ہو۔ دو دفعہ پہلے بھی تمہاری گردن ہمارے ہتھے چڑھی تھی مگر اس بار ہم نے تہیہ کیا تھا کہ تمہاری گردن ناپنی ہی ناپنی ہے۔ اور اس کو یقینی بھی بنایا۔

اور اس سب کے لیے سب سے پہلا مرحلہ ایک ڈریس ریہرسل تھی جس میں ڈاکٹر طاہر القادری اور عظیم خان کو ساتھ ملا کر اسلام آباد لایا گیا۔ میدان جنگ کا جائزہ لیا گیا اور وسائل بروئے کار لائے گئے۔

دوسرا مرحلہ تھا تمہیں کمزور کرنے کا۔ تمہاری ساکھ کو نقصان پہنچانے کا، تمہاری گردن سے سریہ نکالنے کا۔ تمہیں با آسانی پیچھے دھکیل دیا گیا۔ تم مزید پیچھے جاتے رہے اور ہار مانتے رہے۔ ڈرپوک انسان! اور یہ سب ہونے کے بعد تم نے آخر میں تھوڑی سی ہمت دکھانے کی کوشش کی مگر پھر ہمیشہ کی طرح تمہیں پیچھے دھکیل دیا۔ ڈان لیکس کے بعد تمہاری تمام ساکھ کو تباہ کر دیا گیا۔ اس سب کے باوجود تم اپنے منصب پر قائم رہے اور ایسے دکھاوا کیا جیسے سب ٹھیک ہو۔ مگر تمہیں یہ نہیں پتا تھا کہ تمہارے گرد گھیرا تنگ ہو چکا ہے، تمہیں گرتی ہوئی دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔

اور آخری مرحلہ تھا تمہیں ہٹانے کا۔ بتدریج اور مناسب طریقے سے۔ عدالت تمہارے لیے فیصلہ کن میدان جنگ تھا۔ تمہیں جھوٹی امید دلائی گئی کہ تم ابھی بھی بچ سکتے ہو۔ مگر تمہیں یہ سمجھ نہیں کہ یہ امید محض ڈوبتے کیلئے تنکے سے زیادہ نہ تھی۔ تم نے اس تنکے کا سہارا لے کر سمجھا کہ کسی ٹھوس بنیاد کا سہارا لے لیا ہے۔

دو اختلافی نوٹ کے بعد تمہیں لگا کہ چھومنتر قانونی منطق کا عمل ختم ہو گیا ہے۔ تمہاری غلط فہمی تھی کہ جو تمہیں لگا کہ انصاف کے تمام مراحل پورے کیے جائیں گے۔ بے شک احمق احمق ہی رہتا ہے۔ قانونی ایجادات کی اس ملک میں کمی نہیں۔ ایک قانونی شق کو دوسری شق کے ساتھ ملا کر قانونی کھچڑی بنا کر ایسے قانون مرتب کیے ہیں کہ دنیا کا بڑے سے بڑا قانون دان بھی شرما جائے۔

تو ہم نے تمہیں ایک ایسے میگا کرپشن اسکینڈل کی بحث میں پھانسے رکھا جو کچھ بہترین تحقیقاتی صحافیوں کی مدد سے ہر جانب پھیلی۔ وہ صحافی جن کو تمام تحقیق پکی پکائی پلیٹ میں مل جاتی ہے۔ تمہیں لگا کہ یہ اسکینڈل لندن فلیٹس، یا کرپشن سے حاصل کیے گئے پیسے، یا آف شور کمپنی یا قطری

تو ہم نے تمہیں ایک ایسے میگا کرپشن اسکینڈل کی بحث میں پھانسے رکھا جو کچھ بہترین تحقیقاتی صحافیوں کی مدد سے ہر جانب پھیلی۔ وہ صحافی جن کو تمام تحقیق پکی پکائی پلیٹ میں مل جاتی ہے۔ تمہیں لگا کہ یہ اسکینڈل لندن فلیٹس، یا کرپشن سے حاصل کیے گئے پیسے، یا آف شور کمپنی یا قطری خط کے بارے میں ہوگا۔ مگر نہیں۔ یہ تو ایک بہانہ تھا تمہیں پھانسنے کا اور پھر پھانس کر گرانے کا۔

خط کے بارے میں ہوگا۔ مگر نہیں۔ یہ تو ایک بہانہ تھا تمہیں پھانسنے کا اور پھر پھانس کر گرانے کا۔

ہم نے تو تمہیں ایک بند ہوئی کمپنی سے نہ ملنے والی تنخواہ کے ذریعے معزول کرنا تھا۔ عجیب لگتا ہے نا بہت عجیب؟ بالکل عجیب ہے۔ تنخواہ تو وہ ہوتی ہے جو مل چکی ہو۔ مگر اب کیا فرق پڑتا ہے۔ اب یہ سب تکنیکی باتیں کرنے کا وقت گزر گیا ہے۔ اور ویسے بھی کسی کی کیا مجال وہ یہ سب سوال ہمارے سامنے اٹھائے۔ کون اٹھائے گا سوالات، تم؟ جس کو ہم پہلے ہی فارغ کر چکے ہیں یا وہ جو یہ جانتے ہیں کہ اگر سوال اٹھایا تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا؟ تم کیا سوال اٹھاؤ گے تمہارے لیے تو چند ہزار درہم کی تنخواہ جو تم نے کبھی لی ہی نہیں کافی تھی۔ یہی حقیقت ہے اور یہی ہمارا حکم۔

اور یہ کتنی شرمندگی والی بات ہے کہ تمہارے پاس اقامہ تھا۔ نہایت باعث شرم۔ نوکری لینے کا یہ بھی کوئی طریقہ ہے؟ نوکری لینا سیکھنا ہے تو راحیل شریف سے سیکھو۔ یا اگر مدد چاہیے تو سعودی بادشاہ اور امارات کے شہزادوں کے پاس جا کر سیدھے طریقے سے مانگو جیسے پرویز مشرف نے مانگی تھی۔ یہ ہے اصل طریقہ۔ بغیر کچھ کیے ڈھیر سارا پیسہ۔ مفت کے چیک۔

اب تمہارے پاس صرف ایک ہی راستہ ہے۔ زوال کا۔ ہم نے تمہاری شہ رگ پر وار کیا ہے۔ سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی۔ سیاستدانوں کی وفاداریاں تبدیل کروانا پرانا طریقہ تھا۔ نیا طریقہ قانون کا سہارا لے کر اپنا کام پورا کرنا ہے۔ اس طریقے کے ثمرات سو فیصد ہیں اور یہ آزمودہ ہے۔ جیسا کہ پرانے زمانے میں برطانوی کہتے تھے کہ مصر پر حکومت کی کیا ضرورت ہے جب ہم مصر کے حکمرانوں پر حکومت کر سکتے ہیں۔

اب تم ایک ڈھلان پر ہو اور یہاں سے جتنی بھی کوشش کر لو نیچے ہی جاؤ گے۔ تمہاری تمام کوششیں تمہارے زوال کو قریب ہی لائیں گی۔ تم خاندانی دباؤ کی وجہ سے شہباز شریف کو مرکز میں لانا چاہتے ہو۔ ضرور لاؤ۔ یہ حکمت عملی سیاسی خودکشی کے مترادف ہے۔ مرکز الٹ پلٹ ہے پنجاب میں افراتفری مچے گی۔ شہباز شریف کے لیے اسلام آباد ایک نئی بساط ہے جس کے داؤ پیچ سے وہ بالکل ناواقف ہے۔ ویسے بھی اس کے ذاتی معاملات کی لمبی فہرست، اس کے بچے اور ان کا پولٹری کاروبار اس کو کنٹرول کرنے کے لیے کافی ہے۔ دیکھنا ہم کیسے اس کی بھی فائلیں کھولتے ہیں۔ تمہیں کنٹرول کرنا تو مشکل تھا، اس کو تو بہت آسان ہے۔ تو لاؤ اس کو یہاں پر لا کر جو کچھ تمہاری سلطنت کا بچا ہے وہ بھی تباہ کرو۔ کیوں عمران خان کو ایک اور آسان ہدف فراہم کرو! اپنا مذاق اڑواؤ!

یہاں سے اب تم صرف ایک تماشہ بن کر رہ گئے ہو اور اگر پھر بھی کچھ نہ ہوا تو نیب کے کیسز تو ہیں ہی جن کے ذریعے تمہیں اور تمہارے بچوں کو عبرتناک مثال بنا دیں گے۔ تمہارے سیاسی مستقبل کا خاتمہ تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ تم اب نہیں بچ سکتے۔ کاش کہ تم اپنی حد میں رہتے، جی حضوری کرتے اور احکامات پر سر تسلیم خم کرتے تو شاید تمہارے ساتھ یہ سب نہ ہوتا۔ مگر نہیں، کیا پتا پھر بھی ہو جاتا۔ یا نہیں۔ اب یہ باتیں کرنے کا فائدہ؟

یہ ہے نیا پاکستان تمہارے بغیر۔ چیمپئنز کا پاکستان۔

شیخ رشید ہے چیمپئن
عمران خان ہے چیمپئن
جے آئی ٹی ہے چیمپئن
عدالتیں ہیں چیمپئن
میڈیا (سوائے جیو) ہے چیمپئن
ہم چیمپئن
تمہارے سوا سب چیمپئن۔۔۔

تمہیں کوئی نہیں یاد کرے گا۔ تم چیمپئنز کے مابین ایک معمولی سے ہارے ہوئے کھلاڑی ہو۔

تمہیں ہرانے سے پاکستان کا فائدہ ہوا ہے۔ تمہاری ہار سے فضا میں جیت اور خوشی کی ایک لہر ہے۔ تم اٹھارویں تھے۔ دعا ہے کہ یہ تعداد آنے والے دنوں میں بڑھتی رہے کیونکہ اسی طرح ملک مضبوط ہو سکتا ہے۔ اور ہم اس قوم کے صحیح نمائندے ہونے کے ناطے اسی طرح ڈومیسٹک ٹورنامنٹس میں کامیابی حاصل کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔

(بشکریہ جنگ)

کیا یہ اصلاحات کا راستہ ہے؟

بابر ستار

پاکستان کی 70 سالہ تاریخ میں ہماری سب سے بڑی ناکامی یہ رہی کہ ہم ترقی اور اصلاح کے کسی متفقہ راستے کا انتخاب نہ کرسکے۔ ایک لمحے کے لیے سازش کے نظریے کو ایک طرف رکھتے ہوئے فرض کرتے ہیں کہ اصلاح کے لئے جو راستے بھی اختیار کیے جارہے ہیں، اُن کے پیچھے درست نیت اور اچھا ارادہ کارفرما ہے۔ لیکن کیا اچھی نیت کسی طرز عمل کو درست اور قابل عمل بنا دیتی ہے؟ نظام میں بہتری لانے کے لئے ہنگامہ خیز وقتی اقدامات نے نہ تو ماضی میں کام دیا تھا اور نہ ہی مستقبل میں کام دیں گے۔ محدود جمہوریت (controlled democracy) ایک بے معانی تصور ہے۔

یہ دلیل بھی ایک جانا پہچانا بہانہ ہے کہ معاملات کو سدھارنے کے لیے کسی غیر معمولی (یا ماورائے آئین) اقدام کی ضرورت ہے کیونکہ معاملات انتہائی بگڑ چکے ہیں۔ اس دلیل کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ یہ اُن تفاصیل کا کبھی جائزہ نہیں لیتی کہ ایک تعمیر کے لئے کیا کچھ تخریب کرنا پڑے گا۔ سیاسی نظام کو تہہ وبالا کرنے کے نتائج پر سوچنے میں ناکامی کو اکثر اوقات ''مثالیت پسندی'' کا نام دیا جاتا ہے۔ مثالیت پسندی یہ ہے کہ آپ کسی اصول پر ڈٹ جائیں چاہے اس پر عمل درآمد کتنا ہی مشکل اور صبر آزما کیوں نہ ہو۔ لیکن معجزات پر اندھا دھند انحصار کرنا مثالیت پسندی نہیں۔

قوم کی آزاد زندگی کے نصف عرصے پر محیط ایوب، ضیا اور مشرف کے براہِ راست تسلط (بالواسطہ کی تو ابھی تاریخ لکھی جانی باقی ہے) اور اس کے نتیجے میں سر اٹھانے والی خرابیوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں اس نتیجے پر پہنچ جانا چاہیے تھا کہ سیاست میں فوجی مداخلت کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتی۔ لیکن ہم نے نہ کوئی نتیجہ نکالا اور نہ کسی نتیجے پر پہنچے۔ ہر چند کہ پاکستان کا آئین فوج پر سویلین کے کنٹرول کی بات کرتا ہے کہ خاکی وردی پوش ملک کو کسی مخصوص سمت چلانے کا ماسٹر پلان بنانے کے مجاز نہیں، لیکن اس کے بالکل برعکس، اُن سے توقع اسی بات کی رکھی جاتی ہے۔ اس کے لیے جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ وردی پوش ہی کوئی منصوبہ بنا کر اُس پر عمل درآمد کرانے کے اہل ہیں۔

ہمارا فردِ واحد پر مبنی نجات دہندہ کا ماڈل بھی اسی غیر معمولی تصور کی بنیاد پر پروان چڑھا ہے۔ گزشتہ دو عشروں کے دوران ہم نے ایسے بہت سے افراد کو دیکھا جنہیں قوم کے نجات دہندہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ پہلے مشرف آئے، پھر افتخار چوہدری، اور پھر ہم نے ''شکریہ راحیل شریف'' مہم دیکھی۔ اس کے بعد سیاسی میدان میں عمران خان کو نجات دہندہ سمجھا گیا۔ یہ تمام نابغہ پیش کش کسی دلیل یا منطق کے بغیر تھی کہ آخر کس طرح ایک فرد پوری قوم کا مقدر سنوار سکتا ہے؟ لیکن ہم عقل اور معقولیت سے دور، ایک جذباتی قوم ہیں۔ ہمارے ہاں اندھی پیروی کا نام وفاداری اور چشم پوشی کا نام خلوص ہے۔

فردِ واحد یا کسی ایک ادارے کی طرف سے ہنگامی رستاخیز برپا کرکے بہتری لانے کا تصور بذاتِ خود مضحکہ خیز ہے۔ کیا مشرف کے بدنام زمانہ سات نکاتی ایجنڈے کا مقصد تمام چوروں کو تحفظ فراہم کرنا نہیں تھا؟ کہا گیا تھا کہ وردی میں ملبوس ایک دلیر سپاہی ڈنڈے کے زور پر تمام معاملات درست کرسکتا ہے، لیکن ایسا کچھ نہ ہوا۔ بحالی کے بعد افتخار چوہدری نے آرٹیکل 184(3) کا ڈنڈا اٹھا لیا۔ اُس وقت ہر کوئی جوش سے وارفتہ تھا کہ سپریم کورٹ ازخود نوٹسز لیتے ہوئے تمام بیوروکریسی اور بگڑے ہوئے معاملات درست کردے گی۔ ہم نے بدعنوانی کے اسکینڈل کی بھرمار دیکھی، بدعنوانی کے مرتکب افراد کی بے عزتی ہوتے دیکھی، سرکاری افسران کی سرزنش کی گئی، حتیٰ کہ انتظامیہ کی اتھارٹی میں بھی دراندازی ہوتے دیکھی۔ لیکن جسٹس چوہدری کی قیادت میں سپریم کورٹ، جسے عوامی حمایت اور مقبولیت سمیت تمام اختیارات حاصل تھے، نظام کی بہتری تو درکنار، کوئی عدالتی اصلاحات بھی نہ لاسکی۔ اُس ہنگامہ خیز دور نے ملک کو کیا دیا؟ کیا ہمارا سیاسی طبقہ اوپر سے لے کر نچلی سطح تک قانون کی حکمرانی کے تابع ہوگیا؟ کیا ملک میں قانونی مساوات قائم ہوگئی؟ کیا ریاستی ادارے فعال ہوگئے؟ کیا نظام انصاف کی اصلاح ہوگئی؟

قوم کی آزاد زندگی کے نصف عرصے پر محیط ایوب، ضیا اور مشرف کے براہِ راست تسلط (بالواسطہ کی تو ابھی تاریخ لکھی جانی باقی ہے) اور اس کے نتیجے میں سر اٹھانے والی خرابیوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں اس نتیجے پر پہنچ جانا چاہیے تھا کہ سیاست میں فوجی مداخلت کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتی۔ لیکن ہم نے نہ کوئی نتیجہ نکالا اور نہ کسی نتیجے پر پہنچے۔

ہنگامی اقدامات کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ اگر بڑے افراد کو سزا مل جائے تو نچلے طبقے پر اس کا اثر پڑے گا۔ بہت معقول افراد بھی یہی سوچ رکھتے ہیں کہ اگر ''کچھ چوروں'' کو سرعام لٹکا دیا جائے تو تمام ملک میں قانون کی حکمرانی قائم ہوجائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ایک سیاسی رہنما کو پھانسی دے دیں تو تمام سیاسی طبقہ سیدھا ہوجائے گا۔ تو کیا یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ اگر مداخلت کرنے والے ایک جنرل کو لٹکا دیا جائے تو سیاست میں فوجی مداخلت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رک جائے گا؟ کیا کوئی ایسی مثال موجود ہے کہ کسی ایک دہشت گرد کو پھانسی دینے سے ملک سے دہشت گردی ختم ہوگئی ہو؟

ہمارے آئین اور قانون کی حکمرانی کا تقاضا تھا کہ مشرف غداری کیس کا سامنا کرتے۔ لیکن یہ سوچنا حماقت ہوگی کہ ایک غداری کیس، چاہے وہ کتنا ہی شفاف اور غیر جانبدار کیوں نہ ہو، کا فیصلہ ہمارے ہاں پائے جانے والے سول ملٹری عدم توازن کو دور کردے گا۔ مزاحمت (Deterrence) سے بڑھ کر جو چیز درکار ہے وہ اس حقیقت کی بتدریج تفہیم ہے کہ فوجی مداخلت ملک کے سیاسی مسائل کا حل نہیں اور نہ ہی اس راستے پر چل کر ملک ترقی کرسکتا ہے۔ اور یہ ادراک کسی ایک جنرل کو پھانسی پر لٹکانے سے نہیں آئے گا۔

اسی طرح ایک وزیر اعظم کو آرٹیکلز 62/63 کی من پسند تشریح سے چلتا کرنے سے ملک میں پھیلی ہوئی بدعنوانی کا سیلاب نہیں اتر جائے گا۔ نواز شریف کو اثاثے چھپانے اور دیگر جرائم کی پاداش میں سزا ملنی چاہیے تھی۔ کسی بھی سیاسی نظام میں قانونی اور سیاسی احتساب ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں، ایک دوسرے کا نعم البدل نہیں ہوتے۔ نواز شریف کو سزا ملنے سے جمہوریت کا نقصان نہیں ہوگا، لیکن ایک وزیر اعظم کو کسی واضح قانونی طریق کار کے بغیر گھر بھیجنے سے ملک میں قانون کی حکمرانی قائم نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی قانون کی حکمرانی کو جمہوریت کے مقابلے پر کھڑا کرنے سے ملک کا بھلا ہوگا۔

وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو توہین عدالت کی پاداش میں سزا ملنے سے ملک سے بدعنوانی کا خاتمہ نہیں ہوگیا تھا اور نہ ہی اشرافیہ کے دل میں قانون کی حکمرانی کا خوف بیٹھا تھا۔ یوسف رضا گیلانی کو عدالت کے واضح احکامات سے سرتابی پر ٹھیک سزا ملی تھی لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کہ ایسے کیسز، جن کے وسیع تر سیاسی نتائج ہوں، عوامی اخلاق کی تطہیر کردیں گے۔ جس طرح یوسف رضا گیلانی کو نااہل قرار دینے سے قانون کی حکمرانی قائم نہیں ہوگئی تھی، اسی طرح نواز شریف کو چلتا کرنے سے بھی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ طاقت کے ایک دھڑے کی تباہی سے دوسرا سیاسی دھڑا کسی طور پر سبق نہیں سیکھتا، بلکہ اُسے مزید شہ ملتی ہے۔

نواز شریف کو آرٹیکل 62/63 کے تحت سزا دینے کی بھرپور وکالت اسی لیے کی گئی کیونکہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے جوڈیشل ٹرائل میں بری ہونا آسان ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمارا نظام طاقت ور کو سزا نہیں دے سکتا، اس کے لمبے ہاتھ صرف غریب اور کمزور افراد تک ہی پہنچتے ہیں؟ اب جبکہ ہم نے نواز شریف کو گھر بھیج دیا ہے اور ہم کسی اور کو اس منصب پر بٹھا سکتے ہیں، اور یہ کام بہت آسان ہے۔ لیکن اداروں کی اصلاح دلدل میں تیرنے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے نجات دہندہ کے تصور سے باہر آکر نظام کو بتدریج مضبوط کرنا ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

اک روز کٹہرا بولے گا

ڈاکٹر خالد جاوید جان

یہ بہت پرانی بات ہے غالباً اپریل 1979ء کی کوئی تاریخ تھی۔ بھٹو صاحب کی سزائے موت کو ابھی کچھ دن ہی ہوئے تھے۔ پورے ملک میں اس پھانسی کے خلاف ہنگامے جاری تھے۔ میں اس زمانے میں میڈیکل کالج کا طالبعلم تھا۔ لاہور جنرل اسپتال کے باہر چائے کے ایک کھوکھے پر جہاں ایک شخص بلند آواز میں اخبار پڑھ کر دوسروں کو سنا رہا تھا۔ جنرل ضیاء نے عوام سے کہا تھا کہ ’’بھٹو ایک قاتل تھا جسے اس کے جرم کی سزا مل چکی اور امید ظاہر کی کہ عوام اسے بہت جلد بھول جائیں گے‘‘ یہ سنتے ہی وہاں موجود ایک بوڑھا دیہاتی اپنی جگہ سے اٹھا اور چلاتے ہوئے کہنے لگا ’’جنرل ضیاء یہ تمہاری بھول ہے! میں وہ دن دیکھنے کے لیے شاید زندہ نہ رہوں لیکن میرے بچے ضرور دیکھیں گے کہ بھٹو ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں زندہ رہے گا۔ اور تم تو کیا تمہارے کسی ساتھی کا بھی انجام اچھا نہ ہوگا‘‘۔ یہ وہ وقت تھا جب بھٹو کے خلاف کردار کشی کی مہم اپنے عروج پر تھی۔ اور اس میں آج کے بڑے نامور صحافی بھی شامل تھے جو اب جمہوریت کے سب سے بڑے چیمپئن بنے پھرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے قلم کی سیاہی سے بھٹو کے خلاف ایسی زبان استعمال کی کہ اس کے مسلمان ہونے تک کو مشکوک بنا دیا۔ اسے ’’گھاسی رام‘‘ تک کہا گیا۔ اسکی والدہ، بیوی اور بیٹی کے بارے میں نازیبا کلمات کہے گئے۔ اسے قاتل، نام کا مسلمان اور عادی دروغ گو قرار دیا گیا۔ اس کی تصویر کو چھاپنا ’’جرم‘‘ اور اس کی حمایت کو ’’وطن دشمنی‘‘ بنا دیا گیا جس کی کم از کم سزا دس کوڑے، پچاس ہزار روپے جرمانہ اور ایک سال قید بامشقت تھی۔ اسی جرم میں کئی بیگناہوں کو سزائے موت اور ہزاروں کو قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ کئی خاندان اس ظلم کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گئے۔ ہر طرف ضیاء کے مراعات یافتہ اس کی جے جے کار کر رہے تھے اور اسے عظیم محبِ وطن اور ’’اسلام کا سپاہی‘‘ قرار دے کر اس کے مشن کی تکمیل کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کا عہد دہرا رہے تھے۔ ان میں فوجی جرنیل، بیوروکریٹ، مذہبی علماء، جج اور نواز شریف جیسے سیاسی نوآموز بھی شامل تھے۔ اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پاکستان کے ہر سیاہ سفید کا مالک جنرل ضیا اور اس کا ہر قابل ذکر ساتھی گمنامی اور بدنامی کی دھند میں کھو جائے گا۔ پھر وقت نے کروٹ لی اور ’’مکافاتِ عمل‘‘ نے قدرت کے انصاف کا دروازہ کھول دیا۔ اور جنرل اسپتال کے باہر کھوکھے پر آبدیدہ بزرگ کی پیشن گوئی نے حقیقت کا روپ دھارنا شروع کر دیا۔ جس نے مجھے قدرت کے غیر مرئی دستِ انصاف کا قائل کر دیا ہے کہ تاریخ کی عدالت کا فیصلہ گو دیر سے آتا ہے لیکن آتا ضرور ہے اور وہ ہر شخص کے ’’انجام‘‘ کی شکل میں ہوتا ہے۔ یہاں انجام سے مراد وہ عزّت یا ذلّت ہے جو ہمیشہ کے لیے اس شخص کا مقدر بن جاتی ہے کہ موت تو ہر ذی روح کا طبعی انجام ہے لیکن کچھ لوگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں اور کچھ جیتے جی مر جاتے ہیں۔ ہماری موجودہ سیاسی تاریخ گزشتہ چالیس سالوں سے دو شخصیات کے گرد ہی گھوم رہی ہے ایک جنرل ضیاء اور دوسری ذوالفقار علی بھٹو کی۔ بھٹو کی براہِ راست سیاسی وراثت بے نظیر بھٹو شہید پر ختم ہو گئی تھی جبکہ جنرل ضیاء کی بلاواسطہ سیاسی وراثت کی آخری نشانی موجودہ حکمران ہیں۔ جن کا انجام آج کل زیرِ بحث ہے۔ اس تمام عرصے کے دوران ضیاء اور بھٹو کے کیمپس میں جو کچھ ہوا وہی مکافاتِ عمل یا دونوں کے اچھا یا بُرا ہونے کا ثبوت ہے۔ یہ ثابت ہوا کہ بھٹو کا مقدمہ، انصاف اور انسانیت کا قتل تھا۔ دنیا کے تمام ماہرینِ قانون نے اسے ’’عدالتی قتل‘‘ قرار دیا۔ یہاں تک کہ پاکستانی عدالتوں میں بھی اس مقدمے کی نظیر (Precedence) نہیں دی جاتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس وقت کی حکومت کی تمام تر کوششوں کے باوجود ’’عوام‘‘ نے بھٹو کو قاتل کی بجائے ’’ہیرو‘‘ قرار دیا اور انہیں جب بھی موقع ملا انہوں نے بھٹو کے نام پر ووٹ دیے۔ عام لوگوں نے اپنے بچوں کے نام بھٹو کے نام پر رکھے حالانکہ بھٹو ایک نام نہیں ’’ذات‘‘ ہے۔ جبکہ جنرل ضیاء جب تک زندہ رہا وہ مردہ بھٹو سے بھی خوفزدہ رہا کہ بھٹو کی پارٹی کی فتح کے خوف سے اس نے غیر جماعتی انتخابات کروائے۔ اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوا تو وہ بھی عبرتناک منظر تھا۔ اس نے بھٹو کی اولاد اور ورثاء کو اس کی میّت کا چہرہ دیکھنے کی اجازت تک نہیں دی تھی لیکن اس کی موت کے بعد اس کے بچے اور ورثاء تو تھے لیکن چہرہ سلامت نہ تھا۔ اس سے پہلے بھٹو کے ’’عدالتی قتل‘‘ کے سب سے بڑے کردار لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مولوی مشتاق حسین کے جنازے پر شہد کی مکھیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ بھٹو کو سزائے موت دینے والے ایک جج نسیم حسن شاہ نے تو خود بھی اس ناانصافی کے ’’جرم‘‘ کا اعتراف کر لیا تھا۔ رہا بھٹو کی آخری سیاسی وارث محترمہ بے نظیر بھٹو کا انجام۔ تو وہ بھی یوں ہوا کہ آج اس کے سیاسی مخالفین بھی اس کا نام احترام سے لیتے ہیں۔ آج ملک کے دارالحکومت اسلام آباد میں واقع جنرل ضیاء کی قبر کی ویرانی اور گڑھی خدا بخش جیسے دور دراز کے پسماندہ گاؤں میں بھٹو کے مزار پر دن رات عقیدت مندوں کا ہجوم اور قرآن خوانی دونوں شخصیات کے درمیان عوامی نفرت اور عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ضیاء کے سیاسی وارثوں نے بھی اس کا نام لینا چھوڑ دیا تھا بلکہ آج کل تو وہ اپنے سیاسی مرشد کے بدترین دشمن ذوالفقار علی بھٹو کی تعریفیں بھی کر رہے ہیں۔ لیکن بیس سال تک ضیاء کی سیاسی وراثت کے دعویدار عوام، جمہوریت اور بھٹو کی سیاسی وراثت کے خلاف جو سازشیں کرتے رہے ہیں۔ کیا قدرت کا انصاف انہیں اس کی سزا دے گا یا معاف کر دے گا۔ یہ دیکھنا ابھی باقی ہے۔ اسی حوالے سے اس زمانے میں نے ایک نظم لکھی تھی ’’اک روز کٹہرا بولے گا‘‘ جس میں کٹہرے کو تاریخ کی عدالت کا گواہ قرار دیا تھا۔ جس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کا آخری بند یوں تھا۔

ہر طرف ضیاء کے مراعات یافتہ اس کی جے جے کار کر رہے تھے اور اسے عظیم محبِ وطن اور ’’اسلام کا سپاہی‘‘ قرار دے کر اس کے مشن کی تکمیل کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کا عہد دہرا رہے تھے۔ ان میں فوجی جرنیل، بیوروکریٹ، مذہبی علماء، جج اور نواز شریف جیسے سیاسی نوآموز بھی شامل تھے۔ اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پاکستان کے ہر سیاہ سفید کا مالک جنرل ضیا اور اس کا ہر قابل ذکر ساتھی گمنامی اور بدنامی کی دھند میں کھو جائے گا۔

جب پھر تاریخ نے عدل کیا
اس روز کٹہرا بولے گا
اس دور کا عیسیٰ کون بنا؟
سب راز پرانے کھولے گا
اک روز کٹہرا بولے گا

اب دیکھنا یہ ہے کہ چالیس سال پہلے جنرل اسپتال کے باہر چائے کے کھوکھے پر بیٹھے ہوئے بزرگ کی آبدیدہ آواز سے نکلی ہوئی پیشین گوئی پوری ہوتی ہے یا نہیں؟ اور کٹہرا کیا بولتا ہے؟۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہدحق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **29** جون سے **18** جولائی تک **7** افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں **5** خواتین اور **2** مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
29 جون	زرینہ جتوئی	خاتون	36 برس	شادی شدہ	-	-	-	لکی غلام شاہ، ضلع شکار پور	کارو کاری	درج	-	کاوش
3 جولائی	پھاگل	خاتون	-	شادی شدہ	مجید پھوڑ	بندوق	شوہر	گوٹھ اقبال پھوڑ ضلع گھوٹکی	کارو کاری	درج	گرفتار	کاوش
4 جولائی	ملوکاں مگسی	خاتون	-	شادی شدہ	لعل مگسی	بندوق	شوہر	گوٹھ علی آباد۔ قبو سعید خان ضلع قمبر	کارو کاری	درج	گرفتار	کاوش
4 جولائی	یوسف چانڈیو	مرد	30 برس	شادی شدہ	لعل مگسی	بندوق	مقامی	گوٹھ علی آباد۔ قبو سعید خان ضلع قمبر	کارو کاری	درج	گرفتار	کاوش
6 جولائی	کلچی	مرد	35 برس	شادی شدہ	خان محمد حمزائی	بندوق	مقامی	گوٹھ در محمد حمزائی ضلع جیکب آباد	کارو کاری	درج	-	کاوش
16 جولائی	زاہدہ شیخ	خاتون	-	شادی شدہ	شیر باز کھوسو	گلا دبا کر	رشتہ دار	گوٹھ ارباب کھوسو، کندھ کوٹ	-	درج	-	کاوش
18 جولائی	سبحان خاتون	خاتون	22 برس	شادی شدہ	محمد مٹھل ملک	بندوق	شوہر	تنگوانی، جیک آباد	-	درج	-	کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **21** جون سے **19** جولائی تک **51** افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں **27** خواتین شامل ہیں۔ **29** واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور **6** واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
21 جون	-	بچہ	-	غیر شادی شدہ	-	-	شاہ کوٹ	درج	-	نوائے وقت
21 جون	س	بچی	8 برس	غیر شادی شدہ	-	-	رسول پورہ، تاندلیانوالہ	درج	-	مشرق
22 جون	-	بچی	5 برس	غیر شادی شدہ	-	-	سانگلہ	درج	گرفتار	جنگ
23 جون	فہد	-	10 برس	-	-	-	ہڈیارہ، لاہور	درج	-	نئی بات
24 جون	-	بچی	8 برس	غیر شادی شدہ	-	-	لانڈھی، کراچی	-	-	نوائے وقت
29 جون	الف	خاتون	-	-	دو نامعلوم	-	ضلع جیکب آباد	درج	-	کاوش
29 جون	فراز	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	محمد شفیق	-	کوٹ رسولپور، علی پور چٹھہ، گوجرانوالہ	درج	گرفتار	نوائے وقت
29 جون	ایاز آصف	بچہ	7 برس	-	عدنان عابد	-	محلّہ کشمیریاں، علی پور چٹھہ	درج	گرفتار	نوائے وقت
29 جون	ن ب	خاتون	-	-	محمد اسلم	-	پاکپتن	-	-	خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29جون	م ن	بچی	14برس	غیرشادی شدہ	محمد رمضان	-	58ایس پی، پاکپتن	-	-	خبریں
29جون	نبیل	بچہ	6برس	-	عثمان	-	دھانا نوالی، سنمبڑیال، سیالکوٹ	-	-	خبریں
29جون	س ب	خاتون	-	-	حمیداللہ خان	-	چک 117ج ب، دھنولہ، فیصل آباد	درج	-	نوائے وقت
29جون	م	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	عمردراز و دیگر	-	چک 197ر ب، فیصل آباد	درج	-	نوائے وقت
30جون	ح	خاتون	-	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	مشرک کالونی ضلع ٹنڈو محمد خان	نہیں	-	کاوش
30جون	-	بچی	14برس	غیرشادی شدہ	-	-	بستی محمد پورہ، وہاڑی	درج	گرفتار	ڈان
30جون	علی رضا	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک 422، تاندلیانوالہ	درج	-	نوائے وقت
30جون	-	بچہ	-	-	عبدالرحمان	-	آبادی ٹاؤن، مریدکے	درج	گرفتار	جنگ
30جون	ت	بچی	14برس	غیرشادی شدہ	حنان	-	گگومنڈی، وہاڑی	درج	-	خبریں
30جون	رمضان	مرد	18برس	-	صدیق، اقبال	-	گاؤں دنیانارتھ، بھائی پھیرو	درج	-	خبریں
30جون	عاطف علی	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	-	-	جلال پور بھٹیاں، ضلع حافظ آباد	درج	-	خبریں
30جون	الف	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	ارشد علی	اہل علاقہ	ساکھی، حافظ آباد	درج	-	خبریں
30جون	گلفام	بچہ	14برس	-	محمد فیاض	-	ویرم چک 4، پاکپتن	درج	-	خبریں
یکم جولائی	نعیم	بچہ	8برس	-	نعمان	-	غلام محمد آباد، فیصل آباد	درج	-	نوائے وقت
3جولائی	محمد طیب	بچہ	5برس	-	ظہیر	اہل علاقہ	چک امروہ، بورے والا	درج	-	نوائے وقت
3جولائی	ارم خان	خواجہ سرا	-	-	عقیل، پانچ نامعلوم	-	آبادی مرضی پورہ، بورے والا	-	-	نوائے وقت
3جولائی	الف	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	نعیم جکھرانی۔نصراللہ ابڑو۔امان اللہ رند	اہل علاقہ	سول لائنز ضلع جیکب آباد	درج	-	کاوش
4جولائی	-	بچی	6برس	غیرشادی شدہ	-	-	گاؤں ساگوبھاگو، نوشہرورکاں	-	-	نوائے وقت
4جولائی	ف ب	خاتون	-	شادی شدہ	نصراللہ	اہل علاقہ	چک 283، فیصل آباد	درج	-	نوائے وقت
5جولائی	-	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	شمالی چھاؤنی، لاہور	درج	گرفتار	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6جولائی	ج	خاتون	15برس	ـ	موہن۔تلو۔ویرمن کولہی	اہل علاقہ	گوٹھ بھرانی۔ننگر پارضلع تھرپارکر	درج	ـ	عوامی آواز
8جولائی	ز	بچہ	ـ	ـ	نعمان	اہل علاقہ	ڈگری ضلع میرپورخاص	ـ	ـ	عوامی آواز
8جولائی	ش	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	سہیل احمد	تعلق دار	اسماعیل ٹاؤن،فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
8جولائی	ج	ـ	ـ	ـ	طارق،ریاست	ـ	ساہیوال	ـ	ـ	نوائے وقت
9جولائی	ـ	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	شاہ عنایت کالونی،قصور	ـ	ـ	نئی بات
10جولائی	ارمان	بچہ	10برس	ـ	ـ	ـ	چک270رب،فیصل آباد	درج	ـ	نوائے وقت
10جولائی	سرور	مرد	ـ	شادی شدہ	نواز	ـ	گاؤں122،ڈہرانوالہ	درج	ـ	نوائے وقت
10جولائی	ـ	خاتون	25برس	ـ	ساجد	اہل علاقہ	گکھرمنڈی،گوجرانوالہ	درج	ـ	نوائے وقت
10جولائی	حارث	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	فاروق آباد،شیخوپورہ	ـ	ـ	نوائے وقت
10جولائی	عاطف	مرد	ـ	ـ	وقاص،پاشا	ـ	فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
10جولائی	ث	خاتون	ـ	ـ	شمس	ـ	فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
13جولائی	ث	بچی	10برس	غیرشادی شدہ	احمد علی	ـ	غوثیہ کالونی،مریدکے	درج	ـ	خبریں
13جولائی	ش ب	خاتون	ـ	ـ	اعجاز	ـ	حسوبلیل، جھنگ	ـ	ـ	خبریں
13جولائی	ن ب	ـ	ـ	ـ	امجد	ـ	پاکپتن	ـ	ـ	خبریں
13جولائی	س ب	خاتون	ـ	ـ	عبدالقادر	ـ	چیچہ وطنی	ـ	ـ	خبریں
14جولائی	ـ	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	ابرار	اہل علاقہ	مصطفیٰ آباد،قصور	درج	ـ	خبریں
15جولائی	شعیب	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	فیاض احمد	ـ	جلال پور جٹاں، گجرات	درج	ـ	خبریں
17جولائی	ن	خاتون	ـ	ـ	علی محمد،تین نامعلوم	ـ	پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
17جولائی	مبشرعلی	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	بشارت	ـ	مصطفیٰ آباد،قصور	ـ	ـ	نوائے وقت
19جولائی	ک	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	حق نواز، دونامعلوم	ـ	گاؤں مکھی والا،ننکانہ	ـ	ـ	نوائے وقت
19جولائی	الف	خاتون	ـ	ـ	سعید	ـ	فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
19جولائی	ـ	خاتون	ـ	ـ	ظفر	ـ	سرگودھا	ـ	ـ	نوائے وقت

لوٹ مار کی ثقافت کا مظاہرہ

آئی۔اے۔رحمان

بہاولپور سانحے نے ان لوگوں کے طرزِ عمل اور عزائم کے متعلق ایک نئی بحث چھیڑ دی ہے جو پٹرول چوری کرنے کے لیے جائے وقوعہ کی طرف غول در غول بھاگے تھے۔اس واقعے سے ہمارے اجتماعی ضابطہ اخلاق پر اٹھنے والے سوالات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

بہاولپور میں جو کچھ ہم نے دیکھا وہ لوٹ مار کی ہر دلعزیز ثقافت یعنی سانحات کے متاثرین کو لوٹنے کی روایت کا بدترین مظاہرہ تھا۔ جب کبھی ریل گاڑیوں، موٹر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کے حادثات پیش آتے ہیں بعض لوگ متاثرین کی مدد کے لیے آگے بڑھتے ہیں مگر کئی واقعات میں مرنے والوں کی قیمتی اشیاء لوٹ لی جاتی ہیں۔ چند ایک یا متعدد پاکستانی اس قسم کے رویے کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں؟

غربت اور جہالت کو اس کی بنیادی وجہ قرار دیا جاتا ہے مگر یہ بات بڑی حد تک غلط ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ غریب اور کم علم لوگ اخلاقی لحاظ سے اچھے نہ ہوں مگر مجموعی طور پر وہ برائی کے ارتکاب کی اہلیت سے عاری ہوتے ہیں۔ان کے پاس لوٹ مار کے جدید ذرائع نہیں ہیں اور انہیں کارپوریٹ وکلاء اور ٹیکس مشیروں (خاص طور پر دغابازوں) کی خدمات میسر نہیں ہوتیں جو لوٹ کی ثقافت کو دوام بخشنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ لوٹ مار کی ثقافت کو امراء تقویت دیتے ہیں خاص طور پر طاقت کے عہدوں پر براجمان یا ان کے ساتھ جڑے ہوئے لوگ۔

ہم پاکستانی عرصہ دراز سے لوٹ کی تہذیب کو فروغ دے رہے ہیں۔ ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے انگریزی زبان میں لفظ 'لوٹ' متعارف کروایا اور ہمارے کئی ہیرو نامی گرامی لٹیرے تھے۔ نو آبادیاتی دور کے دوران، برصغیر کے لوگوں کی دولت اور وسائل کو بے رحمی سے لوٹا گیا اور اس طرح انہوں نے بھی اپنے کمزور ہم وطنوں کی املاک لوٹنے کا ہنر سیکھا۔

تقسیم ہند سے لوٹ مار کی ثقافت کو بہت زیادہ فروغ ملا۔ متروکہ املاک ہتھیانے کی داستان سے ہر کوئی واقف ہے۔ ناقابل انتقال جائیداد کے علاوہ، گھریلو استعمال کی اشیاء (قالین، فرنیچر، برقی ساز و سامان)، کتابیں (بشمول قانون کی کتابیں)، غیر مسلم ڈسٹری بیوٹرز کے گوداموں میں پڑی فلمیں اور نو وارد ریاست پاکستان سے نقل مکانی کرنے والے دانشوروں کے ایم اے اور پی ایچ ڈی مقالوں کے مسودات بھی لوٹے گئے تھے۔

پاکستان میں سرکاری لوٹ کے تانے بانے بھی نو آبادیاتی دور سے ملتے ہیں مگر اُس وقت لوٹ کے اصول متعین تھے۔مثال کے طور پر، شعبہ عوامی امور ڈویژنل اکاؤنٹس کو منصوبے کی لاگت کا دو فیصد ادا کیا جاتا تھا اور بدعنوانی کا پیسہ انتظامیہ کی تمام سطحوں پر دیانتداری کے ساتھ تقسیم ہوتا تھا۔ آزادی کے بعد، کمیشن کے طور پر جانی جانے والی رشوت کے نرخ میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ گزشتہ سات عشروں کے دوران، بہت کم چیزوں کو لوٹ جتنا فروغ ملا ہے۔

پاکستان جیسے مذہبی معاشرے میں، عقیدے سے لوگوں کے لالچ اور اخلاقی بگاڑ پر قابو پانے کی توقع کی جاتی ہے۔علمائے کرام کو سوچنا چاہیے کہ کیا یہ ایک ایسے ملک میں ممکن ہے جہاں مساجد مشتبہ افراد کو مار مار کر قتل کرنے یا ناکارہ ٹینکر سے پٹرول اکٹھا کرنے کے لیے اعلانات کریں۔

اہم معاملہ یہ ہے کہ لوٹ مار کی اس ثقافت کو پھلنے پھولنے کی اجازت دینے پر ریاست کو کس حد تک ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے؟

وزیر اعلیٰ پنجاب کی بات اس حد تک درست ہے کہ تیل لوٹنے والوں کا رویہ 70 سالہ بدعنوانی کے ساتھ جڑا ہوا ہے......اور وہ پنجاب میں اپنے اور اپنے بھائی نواز شریف کے اقتدار کے دورانیے سے لاعلم نہیں ہوں گے......تاہم وہ اگر عوام میں راست بازی کے فقدان کا سبب بدعنوانی کی بجائے ناقص نظم و نسق کو قرار دیتے تو سچائی کے زیادہ قریب ہوتے۔ریاست پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ ایک باشعور اور متحرک قوم کو جنم دینے میں ناکام رہی ہے۔لوٹ کی تہذیب کو فروغ دینے میں ریاستی کردار کا جائزہ لینے کے لیے مفصل بحث کی ضرورت ہے مگر اس وقت ہم اس معاملے کے چند پہلوؤں پر ہی روشنی ڈالیں گے۔

ہوسکتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت ریاست سے ڈرتی ہو مگر وہ اس کا احترام نہیں کرتے۔اس کی کئی وجوہ ہیں۔ریاست ان سے بات نہیں کرتی اور نہ ہی ان کی بات سنتی ہے۔لوگ ریاست کو تھانیدار کے ظلم اور ریونیو افسر کے جبر کے روپ میں دیکھتے ہیں۔ وہ ریاست کو اپنا نہیں سمجھتے کیونکہ اقتدار کی علامتوں قوانین، اداروں اور بیوروکریسی کے ڈھانچے پر ابھی بھی نو آبادیاتی دور کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔کئی لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین اور اخلاقی اصولوں سے انحراف کرسکتے ہیں کیونکہ وہ صرف سب سے بڑے مقتدر کو جوابدہ ہیں۔

ریاست کو اپنا اخلاقی رہنما تسلیم کرنے سے عام لوگوں کے انکار کی بنیادی وجہ ان کا یہ خیال ہے کہ ریاست غریب و امیر، کمزور و طاقتور اور مرد و عورت کے درمیان انصاف نہیں کرتی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ریاست نے نو آبادیاتی حکمرانوں کی پالیسی کو ترک کردیا ہے جس کے مطابق وہ اگر مقامی لوگوں اور انگریزوں یا استعماری قوت کے مابین نہیں تو مقامی لوگوں کے تمام طبقوں کے درمیان انصاف ضرور کرتے تھے۔عام عوام کے خیال میں ریاستی محکموں کی بدعنوانی اس بات کا ثبوت ہے کہ ریاست عوام کے وسائل لُوٹ کر پھل پھول رہی ہے۔

یہ بات جزوی طور پر ہی درست ہے کہ ریاست اپنے لوگوں کی اقدار اور رسوم کی عکاسی کرتی ہے۔قدرے زیادہ درست بات یہ ہے کہ لوگ اپنی ریاست کے کردار کی عکاسی کرتے ہیں جیسا کہ ایک عربی مقولہ سے اس حقیقت کی توثیق ہوتی ہے کہ عوام اپنے حکمرانوں کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں۔مزید برآں، عام شہری کو اس بات پر شبہ ہے کہ سیاسی رہنما، وزراء، قانون ساز، بڑے زمیندار، تاجر اور سرکاری عہدیدار جائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرتے ہیں۔ انہیں 'کامیاب' نمونوں کی تقلید میں کوئی نقصان نظر نہیں آتا اور اگر دولت مند لوگ اپنی بدعنوانی کے محاسبے سے بچ نکلتے ہیں تو لوگ اس کا ذمہ دار ریاست کو ٹھہراتے ہیں۔

پاکستان جیسے مذہبی معاشرے میں، عقیدے سے لوگوں کے لالچ اور اخلاقی بگاڑ پر قابو پانے کی توقع کی جاتی ہے۔علمائے کرام کو سوچنا چاہیے کہ کیا یہ ایک ایسے ملک میں ممکن ہے جہاں مساجد مشتبہ افراد کو مار مار کر قتل کرنے یا ناکارہ ٹینکر سے پٹرول اکٹھا کرنے کے لیے اعلانات کریں۔اس معاملے کا واحد حل ریاست کے پاس ہے۔مگر ریاست کو محض تبلیغ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔لوگ صرف اس صورت میں لوٹ مار چھوڑیں گے اگر انہیں یہ یقین ہو کہ کوئی بھی فرد چاہے وہ دولت مند ہو یا بااثر، ریاست یا عوام کو لوٹ کر خوشحال نہیں ہوسکے۔

اگر ریاست لوٹ کی ثقافت کا خاتمہ چاہتی ہے تو اسے سب سے پہلے اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی لانا پڑے گی اور اسے دیانتدار، شفاف اور جوابدہ ہونا پڑے گا۔اسے میرٹ اور انصاف کا نظام قائم کرنا پڑے گا جو تمام شہریوں کے ساتھ ان کے حقوق و ذمہ داریوں کے حوالے سے یکساں سلوک کرے اور جس کے سامنے تمام ریاستی اہلکار اور تاجر بلا امتیاز جوابدہ ہوں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

خارجہ پالیسی کو درپیش مشکلات

آئی۔اے۔رحمان

گزشتہ کچھ عرصہ سے منظر عام پر آنے والی متعدد پیش رفتوں سے پاکستان کے لیے ضروری ہوگیا ہے کہ وہ اپنے بعض بنیادی مفروضوں پر نظر ثانی کرے جو روایتی طور پر اس کی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہیں۔ بدقسمتی سے، کئی اہم معاملات سر اٹھا رہے ہیں جبکہ کمزور حکومت کو اپنی بقاء کی فکر لاحق ہے۔

مثال کے طور پر ہندوستانی وزیر اعظم کے دورہ اسرائیل کو ہی لے لیں جس سے پاکستان کے مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کے ساتھ تعلق کو حفاظتی ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کی پاکستانی خارجہ پالیسی کو خطرات لاحق ہوئے ہیں۔

ہندوستان عرصہ دراز سے اسرائیل کے ساتھ تعلقات کو فروغ دے رہا ہے مگر مسلم برادری، خاص طور پر دولت مند عرب ملکوں کی ناراضگی کے خوف سے وہ ان تعلقات کو اب تک زیادہ تر پس پردہ ہی رکھتا آ رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی رہنما اسرائیلی حکمرانوں سے کھلے عام میل ملاپ سے اجتناب کرتے رہے تھے۔ صدر ٹرمپ سے گرم جوش ملاقات کے بعد، مودی نے اپنی کامیابیوں کے تاج میں ایک اور تمغہ سجانے کا فیصلہ کیا اور اپنے عوام کو بتایا کہ عالمی تعلقات کے میدان میں وہ خود کو جذباتیت سے آزاد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

مودی ایسا اس لیے کر سکے کیونکہ اب مسلم برادری کی ناراضگی کے خدشات کم ہوگئے ہیں۔ عرب کیمپ کے موجودہ رہنما اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے خواہشمند ہیں اور یہاں تک کہ دیگر مسلم ریاستوں کے ساتھ اپنے تنازعات کے حوالے سے اسرائیل کی مدد بھی طلب کر رہے ہیں۔

اس صورتحال نے پاکستان کے لیے دو مسائل کھڑے کیے ہیں۔ پاکستان اس خدشے سے پریشان ہوسکتا ہے کہ ہندوستان اور اسرائیل میں موجود بعض امن دشمن عناصر پاکستان کے خلاف فتنہ برپا کرنے کے لیے کسی سازش کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔ اس مسئلے کا حل ہر وقت چوکس رہنے میں ہے۔ دوئم، مودی کے دورہ اسرائیل اور دونوں ممالک کے مابین بڑھتے ہوئے تعاون پر مسلم ممالک کے سخت ردعمل کے فقدان سے ظاہر ہوتا ہے کہ صیہونی ریاست کے متعلق مسلم ریاستوں کا رویہ تبدیل ہو رہا ہے اور اس سے تنظیم اسلامی تعاون (او آئی سی) کے وجود کی ضرورت پر بھی سوالات کھڑے ہوئے ہیں۔

قطع نظر اس پریشان کن کیفیت سے جس سے ہمارے پالیسی ساز گزر رہے ہوں گے، انہیں اپنے او آئی سی ساتھیوں سے مل کر تنظیم کے مقاصد نئے سرے سے طے کرنا ہوں گے۔ انہیں مشترکہ عقیدے کی بنیاد پر قائم ہونے والے ریاستی اتحادوں کے استحکام کا جائزہ لینے میں شرمندگی محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ پاکستان کو ابھی بھی تمام مسلم ریاستوں کے ساتھ قریبی تعلقات برقرار رکھنے چاہئیں تاہم اگر وہ اپنے قومی مفاد کو رہنما اصول کے طور پر سب سے آگے رکھیں تو اسلام آباد کو بھی اپنی ترجیحات کا نئے سرے سے جائزہ لینا ہوگا۔

اُمہ کے انتہائی اہم تصور کیے جانے والے معاملات کے متعلق ہندوستان کے رویے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کے ساتھ خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے کے لیے مسلم ممالک کے فیصلے سے پاکستان کو غیر ضروری پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہندوستان کو اس کے استحقاق سے بھی زیادہ سیاسی و معاشی اہمیت ملتی ہے تو پھر بھی پاکستان کو برہم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ زیادہ تر مسلم ریاستیں پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے کا سلسلہ جاری رکھیں اور ان میں سے بعض کشمیر کے معاملے پر پاکستان کی حمایت بھی کرسکتی ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی ملک پاکستان کی خاطر ہندوستان کے ساتھ تعلقات سے ملنے والے فوائد کی قربانی نہیں دے گا۔

اس امر کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے کہ اسلام آباد نے قائداعظم کے اس نظریے پر کس حد تک عملدرآمد کیا ہے کہ تمام اقوام کے ساتھ دوستی کی جائے اور عداوت کسی کے ساتھ بھی نہ رکھی جائے۔ بین الاقوامی تعلقات کے طالبعلم حالیہ دنوں میں عربوں کے بیانیے میں ایران کے لیے پائے جانے والے بُغض پر اسلام آباد کی بظاہر خاموشی پر پریشان ہیں۔ ایران ایک مسلم ملک ہے اور اس کا شمار پاکستان کے قریبی ہمسایہ ممالک میں ہوتا ہے۔

پاکستان کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اس صورتحال کا خاموشی اور وقار کے ساتھ مشاہدہ کرتا رہے اور اپنے امور کی بہتر انجام دہی کے ذریعے اقوام عالم کے ساتھ تعلقات بہتر کرے اور بنی نوع انسان کے اہم مسائل کے حل کے لیے تعمیری ڈپلومیسی اختیار کرے۔

اس امر کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے کہ اسلام آباد نے قائداعظم کے اس نظریے پر کس حد تک عملدرآمد کیا ہے کہ تمام اقوام کے ساتھ دوستی کی جائے اور عداوت کسی کے ساتھ بھی نہ کی جائے۔ بین الاقوامی تعلقات کے طالبعلم حالیہ دنوں میں عربوں کے بیانیے میں ایران کے لیے پائے جانے والے بُغض پر اسلام آباد کی بظاہر خاموشی پر پریشان ہیں۔ ایران ایک مسلم ملک ہے اور اس کا شمار پاکستان کے قریبی ہمسایہ ممالک میں ہوتا ہے۔

ان ممالک کے سوا جن کے ساتھ سنگین تنازعات کے باعث عام دوستانہ تعلقات ممکن نہیں، پاکستان کی پالیسی نہ صرف تمام لوگوں کے خلاف عداوت سے پاک ہونی چاہیے بلکہ دوست اقوام کے حقیقی مفادات سے لاتعلقی بھی اس پالیسی کا حصہ نہیں ہونی چاہیے۔

ایک اور مفروضہ جس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ کو افغانستان کی دلدل سے نکلنے کے لیے پاکستان کی مدد کی اس قدر ضرورت ہے کہ یہ پاکستان کو بغیر کسی قسم کے معاوضے کے امداد دیتا رہے گا۔ پاکستان کو نہ صرف سینیٹر جان مکین کی تنبیہ پر توجہ دینی چاہیے جو کہ ریپبلکن پارٹی میں پاکستان کے سب سے قریبی دوست تصور کیے جاتے ہیں بلکہ ٹرمپ انتظامیہ کے مزاج کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔ چونکہ پاکستان نے واشنگٹن کی سرپرستی کے بغیر خود کو چلانے کے لیے کبھی تیار نہیں کیا اس لیے اسے پہلے سے ناخوشگوار تعلقات کو مزید خراب نہیں کرنا چاہیے۔

پاک۔امریکہ تعلقات کو متاثر کرنے والے معاملات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر کیا انہوں نے افغانستان کے مستقبل پر پیدا ہونے والے اختلافات سے جنم لیا یا سنٹرل ایشیائی ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے بڑھتے ہوئے تعلقات کا نتیجہ ہیں، ان مسائل کو دیانتدارانہ اور کھلے مذاکرات سے حل کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک ہندوستان کے ساتھ اسٹریٹیجک تعلقات مستحکم کرنے کی امریکی پالیسی کا تعلق ہے، یہاں بھی پاکستان کو اپنے ردعمل پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ امریکہ نے ایشیا میں ہندوستان کو اپنے دیگر اتحادیوں پر ہمیشہ ترجیح دی ہے اور پاکستان کو اکثر نئی دہلی کے ساتھ تعلقات کی بحالی کے لیے استعمال کیا ہے۔ 1962ء کی چینی۔ہندوستانی کشمکش کے بعد یہ مقصد کسی حد تک غیر متوقع طور پر حاصل کر لیا گیا تھا۔ اُس وقت سے لے کر نکسن کے اعلامیے تک کا عرصہ محض ایک چھوٹی سی چھلانگ تصور کیا جاسکتا ہے۔ چینی۔ہندوستانی جنگ کے تقریباً ایک عشرہ بعد جاری ہونے والے نکسن اعلامیے میں امریکی پالیسی میں ہندوستان کے مقام کا تعین کیا گیا تھا۔ اسلام آباد کو ہندوستانی۔امریکی رومان پر غیر ضروری نکتہ چینی کرنے کی بجائے، ہندوستانیوں کو موقع دینا چاہیے کہ وہ خود معلوم کرسکیں کہ انہیں غیر وابستگی سے مکمل وابستگی کی پرواز کی کیا قیمت چکانی پڑی ہے۔ آخر میں، خارجہ پالیسی کی مشکلات سے نمٹنے کی پالیسی کا تعین کون کرے گا؟ دفتر خارجہ کی سابقہ حیثیت کو بحال کرنے اور قدیم زمانوں کی متروک دانش سے ماورا ہو کر سوچنے میں دفتر خارجہ اس کی مدد کرنے کے حوالے سے بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی میں سیکیورٹی اسٹیبلشمنٹ کے کردار اور دفتر خارجہ کی معاونت کے طرائق کار کا تعین بھی ضروری ہے۔ مگر بنیادی ذمہ داری پارلیمان پر ہی عائد ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسی خارجہ پالیسی تشکیل دینے کے لیے ریاست کی رہنمائی کرے جو انتہائی واضح، ممکنہ حد تک آزاد ہو اور قوم کے مفاد کی ترجمانی کرتی ہو۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

حکمرانوں کے پڑھنے کا وقت

غازی صلاح الدین

میرے ایک قریبی دوست کو سندھ کے ایک چھوٹے شہر کے ایک اسکول کے بچے اکثر یاد آتے ہیں۔ ڈیڑھ دو سال پہلے ان کا وہاں جانا ہوا تھا۔ انہیں اس اسکول کا ماحول خلاف توقع اچھا لگا۔ انہیں لگا کہ بچے ذہین اور پڑھنے میں تیز ہیں۔ لیکن سربراہ استاد نے بتایا کہ بورڈ کے امتحان میں ان کے گریڈ اچھے نہیں آتے۔ کیوں؟ سادہ سا جواب یہ تھا کہ ''یہ بچے غریب ہیں''۔ اگر آپ اس جواب کا مطلب فوری طور پر نہیں سمجھ پائے تو ایک دو بار گہری سانس لے کر یہ سوچیں کہ ہمارا تعلیمی نظام کیا ہے اور بورڈ کے امتحانات میں بدنظمی اور کرپشن کو کتنے نمبر دیئے جاسکتے ہیں۔ یعنی یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ اچھے گریڈ اکثر کسی قیمت پر فروخت ہوتے ہیں۔ کراچی کے بورڈ کے بارے میں آپ خبریں پڑھ چکے ہیں۔ اسی ہفتے ''جیو'' نے یہ دکھایا کہ کوئی استاد پرچے کس لاپروائی اور برق رفتاری سے جانچ رہا ہے۔ امتحانوں میں کی جانے والی نقل تو جیسے قومی کردار کا ایک آئینہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے دوست کا سنایا ہوا واقعہ کسی تعجب یا حیرت کا سبب نہیں ہوسکتا۔ گویا اسے سن کر اور تعلیم کی بدحالی پر چند ماتمی فقرے ادا کرکے آپ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ٹیلی وژن کی اسکرین پر شاید شعلہ فشاں شیخ رشید آپ کا انتظار کررہے ہوں لیکن ٹھہریئے۔ اپنے ذہن میں وہ تصویر بنایئے جسے میرے دوست نے بیان کیا۔ ایک پسماندہ پس منظر میں' ان بچوں کو دیکھنے کی کوشش کیجئے کہ جن کے کپڑے میلے ہوں اور آپ یہ جان جائیں کہ ان کے ذہن اور ان کے خواب اجلے ہیں تو پھر آپ کیا محسوس کریں گے؟ کیا آپ میں اتنی سمجھ ہے کہ آپ اس قومی المیے کو پہچان لیں؟ ظاہر ہے کہ آپ یہ سوچیں گے کہ میں کیا کروں؟ آخر یہی اکیلی مثال تو نہیں کہ ہمارے معاشرے میں کتنا ظلم ہے اور کتنی ناانصافی ہے؟ ان توضیحات سے قطع نظر' میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اپنے ملک کے ٹھکرائے ہوئے بچوں کی محروم زندگی کی عکاسی کرسکوں۔ سوچتے سوچتے دل ڈوبنے لگتا ہے۔ تب میں بھی کسی فروعی مصروفیت سے اپنا دل بہلانے کی کوشش کرتا ہوں۔ دوسری کئی باتیں ہیں جو حیران کرتی ہیں اور سمجھ میں بھی نہیں آتیں۔ کسی دعوت میں اگر کوئی یہ بتائے کہ اس کے بچے کی اسکول کی ماہانہ فیس اب 25 ہزار روپے ہوگئی ہے تو میں چپ رہتا ہوں۔

یہ بتانا ضروری ہے کہ میں نے آج یہ موضوع کیوں چنا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تعلیم کا معاملہ ہماری قومی زندگی کی ہر سرگرمی یا مشغلے کے پیچھے کھڑا ہمیں اپنی موجودگی کا احساس دلاتا رہتا ہے۔ ہوا یہ کہ اس ہفتے منگل اور بدھ کے دنوں کا بڑا حصہ میں نے ایک ورکشاپ میں گزارا جس میں سندھ اور بلوچستان کے کالجوں کے استاد شریک تھے۔ ورکشاپ کا عنوان تھا' سماجی ہم آہنگی اور مذہبی رواداری میں اساتذہ کا کردار'' اس کا انتظام اسلام آباد کی ایک غیر سرکاری تنظیم نے کیا تھا کہ جو خاص طور پر اس ملک میں شدت پسندی اور عدم برداشت کے پھیلاؤ کو روکنے اور امن اور سماجی ہم آہنگی کی ترویج کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ میں اس ورکشاپ کی روداد بیان کرنا نہیں چاہتا۔ کئی معروف دانشوروں اور تعلیم کے ماہرین نے الگ الگ موضوعات پر اساتذہ سے گفتگو کی اور اساتذہ نے بھی اہم نکتے اٹھائے۔ تعلیم کے مکمل نظام کے ساتھ ساتھ پاکستان کی شناخت کے بحران اور قومی سلامتی کی ترجیحات پر بھی غور کیا گیا۔ چنانچہ یہ سب میں ایک کالم میں کیسے سمیٹ سکتا ہوں۔ بس یہ بتادوں کہ ورکشاپ میں

> پاکستان کے تعلیمی نظام اور سماجی ہم آہنگی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا خاص طور پر جائزہ لینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن شاید آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ بات کچھ بھی ہو حوالہ کوئی بھی ہو' کہنے والوں اور سننے والوں کی اپنی سیاسی اور معاشرتی وابستگیاں کتنی ہی مخالفانہ کیوں نہ ہوں' مایوسی اور بے بسی کے تاثر سے نجات نہیں ملتی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنے مسائل اور زندہ حقائق کا سچا تجزیہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔

عمومی رویوں' نصاب' پاکستان کے فکری چیلنج' غیر مسلموں کے مسائل' استاد کے کردار اور میڈیا کے رول کے بارے میں سنجیدہ گفتگو ہوئی۔ پاکستان کے تعلیمی نظام اور سماجی ہم آہنگی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا خاص طور پر جائزہ لینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن شاید آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ بات کچھ بھی ہو حوالہ کوئی بھی ہو' کہنے والوں اور سننے والوں کی اپنی سیاسی اور معاشرتی وابستگیاں کتنی ہی مخالفانہ کیوں نہ ہوں' مایوسی اور بے بسی کے تاثر سے نجات نہیں ملتی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنے مسائل اور زندہ حقائق کا سچا تجزیہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اور ایسی ہر کاوش کے نتیجے میں چند بڑے سوال سر اٹھاتے ہیں جن سے ہمارے حکمراں مسلسل آنکھیں چراتے رہے ہیں۔ تعلیم ہماری قومی زندگی کی سب سے بڑی پہیلی بن گئی ہے۔ دہشت گردی' انتہا پسندی اور عدم برداشت کی پرورش یا تو ناخواندگی اور جہالت نے کی ہے یا ایسی تعلیم نے کہ جو سماجی انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی اور شاگردوں کو ذمہ دار شہری نہیں بناتی۔

جب ہم تعلیم کے بارے میں سوچتے ہیں تو بے شمار الجھنیں ہمارے خیالات کو منتشر کردیتی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ بات کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ یہ شکایت اب بہت پرانی ہوگئی کہ تعلیم کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ اور یہ کہ استادوں کی تنخواہیں بہت کم ہیں۔ تعلیم کے بجٹ میں بھی آٹھویں ترمیم کے بعد صوبوں کی سطح پر کافی اضافہ ہوا ہے گو اتنا نہیں کہ ہم دوسرے ملکوں کی حدیں چھو لیں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ کئی اعلیٰ سرکاری عہدیدار بھی اس سلسلے میں بہت پریشان رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہے لیکن زمینی حقائق تبدیل نہیں ہو پارہے۔ سول سوسائٹی کی کاوشیں بھی قابل قدر ہیں۔ ادھر ادھر روشنی کے چند دائرے موجود ہیں لیکن اندھیرے کا غلبہ واضح ہے۔ ایک وضاحت یہ کی جاسکتی ہے کہ عمومی سطح پر اداروں کی کرپشن اور نااہلی نے تعلیمی نظام کو برباد کردیا ہے۔ لیکن زیادہ گمبھیر مسائل پالیسی کے ہیں۔ حکمرانوں کی سوچ کے ہیں۔ اب یہ تو کوئی نہیں کرسکتا کہ حکمراں اشرافیہ کے اہم افراد کو گھیر کر انہیں ایک کلاس روم میں بٹھادے اور انہیں تعلیم کے بنیادی نکات کی تعلیم دے۔ مثال کے طور پر تعلیم کا ایک کلیدی مقصد طالب علم کو سوچنا سکھانا ہے۔ سوچنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وہ تمام لوگ جو خالی بیٹھے خلا میں گھورتے رہتے ہیں سوچ نہیں رہے ہوتے۔ سوچنے کیلئے علم اور حقائق سے آگاہی لازمی ہے۔ تعلیم کی پہیلی کو حل کرنا تو حکمرانوں کا کام ہے۔ اب یہ جو انتہا پسندی کا سیلاب ہماری بقا کیلئے خطرہ بنتا جارہا ہے تو اس کا تعلق بھی تعلیم کے ذریعے معاشرے کو بدلنے سے ہے۔ ایک مشکل یہ ہے کہ عدم برداشت صرف معاشرہ کی سطح پر ہی نہیں بڑھی ہے۔ ریاست کی سطح پر بھی ہم نے اس کا مظاہرہ دیکھا ہے۔ ورکشاپ کی فضا میں آزاد ذہنوں کی آبیاری کوئی کیسے کرے گا؟ مطلب یہ ہے کہ عملی مسائل اپنی جگہ جو نظریاتی الجھنیں ہمارے اعصاب پر سوار ہیں انہیں کون سلجھائے گا؟ تعلیم کی اور پورے ملک میں یکساں نظام کے اطلاق کی بات تو بعد میں ہوگی پہلے یہ تو فیصلہ کریں کہ قائداعظم کی 11 اگست 1947 کی تقریر ہم سے کیا کہتی ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کے تناظر میں یہ فیصلہ زیادہ ضروری ہے۔ پھر بیٹھ کر یہ بھی سوچیں کہ سیاست میں مذہب کا کتنا دخل ہوسکتا ہے اور اب تک تجربے سے ہم نے کیا سیکھا ہے اور جہاں تک سیکھنے کی بات ہے تو مشال خاں کے قتل سے جو سوال پیدا ہوئے ہیں وہ بھی تو ہمارے راستے میں کھڑے ہیں۔ اور آخر میں مجھے تعلیم کے حوالے سے اپنے ملک کی اس بدنصیبی کا ذکر کرنا ہے جس کا نام ملالہ یوسف زئی ہے۔ ہم کیوں تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہیں جب ساری دنیا کے لیے تعلیم اور خاص طور پر لڑکیوں کی تعلیم کی سب سے درخشاں علامت اپنے ہی ملک میں بڑی حد تک ایک ناپسندیدہ شخصیت ہے۔ حکمرانوں کے امتحان کا ایک سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ (بشکریہ جنگ)

بلوچستان میں ترقی پسند لوگ کون تھے

کشور ناہید

ہم لوگ جو خود کو پڑھا لکھا سمجھتے تھے۔ترقی پسند تحریک کو پنجاب، یوپی اور حیدر آباد دکن تک محدود سمجھتے تھے۔خدا بھلا کرے ڈاکٹر شاہ محمد مری کا کہ جنھوں نے ''لٹ خانہ'' کے عنوان سے عبداللہ جمال دینی کے تاریخی کالموں کو مرتب کرتے ہوئے، ہم جیسے جاہلوں کو بتایا کہ 1935ہی سے دیہاتوں سے نکلنے والے نوجوان کیسے چھوٹے سے کمرے میں اکٹھے ہوکر بیٹھتے تھے۔کوئی زمین پر سوتا تھا تو کوئی چارپائی پر اور کوئی تخت پر، بہر حال ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی۔روسی انقلاب کے متعلق کتابوں کے علاوہ گورکی اور ٹالسٹائی کی کتابیں پڑھنے لگے کہ اس زمانے میں دو چار روپے میں کتاب مل جایا کرتی تھی۔بلوچستان کا یہ وہ زمانہ ہے کہ وہاں اخبار نکالنا تو کجا، اخبار پڑھنا بھی گناہ تھا۔عبداللہ جمال دینی کے بقول، عنقا صاحب، نظامانی صاحب، اسلم اچکزئی، یہ سب لوگ یوسف عزیز کے ہمراہ، کمیونسٹ تحریک کو ہوا دے رہے تھے بلکہ نوجوانوں میں کتاب پڑھنے کی عادت بھی ڈال رہے تھے۔پڑھتے ہوئے غوث بخش بزنجو، سوبھو گیان چندانی، خیر بخش مری، ڈاکٹر خدائیداد، سائیں کمال شیرانی، یہ وہ سینئرز تھے کہ جن کے سامنے نوجوان گل خاں نصیر، نادر قمبرانی اور ابراہیم جویو نے ادب کی سمت رجوع کیا۔

بقول جمالدینی صاحب،اس زمانے میں 20 روپے تنخواہ پہ یہ سب لوگ ملازم ہوئے اور 5 روپ کرائے پر ایک اڈہ بنایا جہاں سب دوست جمع ہوکر انگریزوں کے برصغیر سے جانے کے حوالے سے بات چیت کیا کرتے تھے۔انگریز خان آف قلات کے ساتھ سازباز کرنے اور انہیں اپنے ماتحت رکھنے کی کوششیں کرتے رہے، جبکہ خان آف قلات نے انگریزوں کے تحفظ میں رہنے کو قابل عزت نہ جانا اور قائداعظم کے ساتھ گفت وشنید کو اول جانا۔یہ سب نوجوان، کچھ کام بھی کرنا چاہتے تھے۔انہوں نے اپنے اپنے چند روپوں کو ملا کر ایک اسٹیشنری کی دکان کھول لی تاکہ بیٹھنے اور کتابیں پڑھنے کے لیے نوجوانوں کو راغب کرسکیں۔مینگل زئی قبیلہ ہوکہ عام مستری، ڈاکیا ہو کہ حبیب اللہ مینگل قبیلہ کہ سنجرانی بلوچ، ان کے آباؤ اجداد، مال مویشی کی دیکھ بھال کے علاوہ بہتر زندگی کی تلاش میں پوچھتے پاچھتے کبھی ہماری اسٹیشنری کی دکان پر کبھی لٹ خانہ پہنچ جاتے، پڑھے لکھے لوگوں سے ملنے کے شوق میں وہاں پہنچ جاتے، کتابیں پڑھنے لگتے، بحث و مباحثہ سنتے، سب لوگ مل کر صفائی ہوکہ چائے بنانی ہومل کر کرتے، جو کچھ روکھا، سوکھا میسر ہوتا، چائے کے ساتھ کھا کر مطمئن رہتے۔

اب تعلیم کا سلسلہ نوشکی اور ضلع چاغی تک پھیل گیا۔گل خاں نصیر ہوں کہ عطاء اللہ مینگل کہ غوث بخش بزنجو ان سے ملنے اور باتیں کرنے کے لیے مختلف علاقوں کے

مجھ جیسا ہر شخص لٹ خانہ پڑھنے کے بعد نہ صرف اپنے استاد عبداللہ جمالدینی کا شکرگزار ہے، بلکہ ڈاکٹر شاہ محمد مری کا بھی کہ وہ اپنی ڈاکٹری کے علاوہ بلوچستان کے حریت پسندوں کے بارے میں ''عشاق کے قافلے'' کے عنوان سے بہت سی کتابیں لکھ چکے ہیں اور خاص کرانہوں نے ''لٹ خانہ'' میں ترقی پسندی سے وابستہ بیشتر اشخاص کا حوالہ بھی دیا ہے، جن کی خدمات سے ہم لوگ ناواقف تھے۔آج بھی ہم جیسے لوگ کوئٹہ یا تربت جاتے ہیں تو تمام استاد اور نوجوان جاگیرداری کے خلاف بولتے اور لکھتے نظر آتے ہیں۔

لوگ، اپنے اپنے علاقے میں عملی سیاست میں آنے کے لیے پرتول رہے تھے۔سامنے تھا کہ انگریز دوسری جنگ عظیم میں شکست کھانے کے بعد، برصغیر کو دوملکوں کی شکل میں تقسیم کرکے اپنے وطن واپس جاچکے تھے۔دنیا بھر میں عوام، محنت کش اور روشن خیال لوگوں میں سویت یونین کی حمایت کا بہت چرچا تھا اور لوگوں کو یقین تھا کہ سماج کے تمام مسائل کا حل سوشلزم ہی ہے۔تقسیم کے بعد، انڈیا نے تو خود کو سوویت روس سے وابستہ کر رکھا تھا مگر پاکستان نے امریکہ کا دم چھلا بننے پر اکتفا کیا۔جاگیرداروں کی گرفت بڑھتی گئی۔کمیونسٹ پارٹی پر پابندی عائد کردی گئی۔تحریر وتقریر پر پابندیاں عائد ہوئیں۔پاکستان پر جاگیرداروں اور بیوروکریسی نے حکومت شروع کردی۔زیادہ تر آزاد خیال لوگوں کو گرفتار کرلیا گیا۔گل خاں نصیر ہوں کہ بزنجو صاحب، سب کو داخل زنداں کیا گیا۔ایسا انقلاب سارے ملک میں آیا کہ جہالت اور پس ماندگی ہی بڑھتی گئی۔دوسری طرف کابل ادبی مرکز بن گیا۔پشتو ادبی ٹوانہ سے بڑی ادبی شخصیات منسلک تھیں۔ادھر اسکندر مرزا نے خان آف قلات کے شاہی محل جس میں قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح قیام پذیر رہے تھے۔وہاں قلات کی چاروں ریاستوں، یعنی مکران، خاران، لسبیلہ اور قلات کو اسٹیٹ یونین کی شکل دے کر خان صاحب کو اسی محل میں گرفتار کرلیا گیا۔بعدازاں، ایوب خان نے قبضہ کرلیا۔قائداعظم کے جمہوری ارادوں پر پانی پھیر دیا۔

مجھ جیسا ہر شخص لٹ خانہ پڑھنے کے بعد نہ صرف اپنے استاد عبداللہ جمالدینی کا شکرگزار ہے، بلکہ ڈاکٹر شاہ محمد مری کا بھی کہ وہ اپنی ڈاکٹری کے علاوہ بلوچستان کے حریت پسندوں کے بارے میں ''عشاق کے قافلے'' کے عنوان سے بہت سی کتابیں لکھ چکے ہیں اور خاص کرانہوں نے ''لٹ خانہ'' میں ترقی پسندی سے وابستہ بیشتر اشخاص کا حوالہ بھی دیا ہے، جن کی خدمات سے ہم لوگ ناواقف تھے۔آج بھی ہم جیسے لوگ کوئٹہ یا تربت جاتے ہیں تو تمام استاد اور نوجوان جاگیرداری کے خلاف بولتے اور لکھتے نظر آتے ہیں۔یہ ہمارے ملک کے سیاست دان کسی وقت بھی ریفرنڈم کروالیں۔تاہم لوگ جس میں نوجوانوں کے علاوہ، مجھ جیسے بزرگ بھی جاگیرداری کے خلاف ووٹ دیں گے۔مگر وہ کیوں کریں گے۔وہ تو ٹکٹ دیتے ہوئے پارٹی فنڈز کے لیے لاکھوں مانگتے ہیں۔امیدوار کروڑوں خرچ کرتا ہے۔وہ تو صرف بھٹو صاحب کے دن تھے کہ غریب امیدوار بھی زیادہ سے زیادہ ووٹ حاصل کرلیتے تھے۔نہ اب ایسی کوئی پارٹی رہی اور نہ اب ایسے رہنما۔یہ بھی سوچ میرے اندر سے نکل نہیں رہی کہ بلوچستان میں بھی ڈاکٹر مالک کے علاوہ اور کوئی رہنما نہیں جو فیض صاحب یا مظہر علی خان جیسے دانشوروں کے ملک کی باگ ڈور سنبھال سکے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

صحت

آب نکاسی کا ناقص بندوبست

اوکاڑہ سیٹھ کالونی، اوکاڑہ کی گلی میں گٹروں کا پانی جمع ہوگیا تھا۔ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود بلدیہ پانی کی نکاسی کروانے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ مکین سراپا احتجاج ہیں۔ تعفن اور بدبو سے مکینوں کا باہر نکلنا مشکل ہوگیا ہے۔ چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ محمد اظہر اور کونسلر صاحبان نے سیٹھ کالونی کا دورہ کیا مگر مکینوں کو کوئی ریلیف نہیں مل سکا۔ مسجد کو جانے والا راستہ بھی بند ہو چکا ہے۔ سیٹھ کالونی میں صفائی کا نظام بری طرح متاثر ہوا ہے۔ خاکروب کئی کئی دن صفائی نہیں کرتے، جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر بنے ہوئے ہیں۔ شہریوں نے ڈی سی اوا کاڑہ سے ان معاملات کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

(اصغر حسین حماد)

طبی سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ

اوکاڑہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال اوکاڑہ میں سٹی سکین مشین نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو لاہور ریفر کر دیا جاتا ہے۔ ایک ویلفیئر ادارے نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرا ہسپتال میں سٹی سکین مشین میں لگائی تھی جس سے عوام مستفید ہو رہے تھے۔ ویلفیئر ادارہ وہ مشین اتار کر لے گیا۔ جس کی وجہ سے مذکورہ ہسپتال سٹی سکین مشین سے محروم ہوگیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ضلعی ہسپتالوں کو سٹی سکین مشین دینے کا وعدہ کر رکھا ہے مگر تا حال اس وعدے پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔

(اصغر حسین حماد)

ڈاکٹرز کو ڈیوٹی کا پابند بنایا جائے

چمن بارہ لاکھ آبادی پر مشتمل شہر چمن میں ایک ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ہے جس میں درجنوں ڈاکٹرز تعینات ہیں۔ لیکن ہسپتال میں صبح گیارہ بجے کے بعد بعض ڈاکٹرز نظر آ جاتے ہیں جو مریضوں کے علاج میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لیتے۔ بس اپنے مریضوں کو نجی کلینک میں بلاتے ہیں جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح مریضوں کو دو قسم کی گولیاں دی جاتی ہیں۔ بااثر لوگوں کو قیمتی ادویات دی جاتی ہیں جو کہ غریب طبقہ کے افراد کے ساتھ سخت زیادتی ہے۔

(نامہ نگار)

طبی سہولیات کا فقدان

اوکاڑہ ضلع اوکاڑہ کے مراکز صحت میں مریضوں کے لیے طبی سہولیات ناپید ہوگئی ہیں۔ بنیادی دیہی مراکز سمیت تمام سرکاری ہسپتالوں میں ایکسرے فلمیں، ادویات، طبی آلات، سرنجیں اور جنریٹر وایمبولینسز جیسی سہولیات دستیاب نہیں ہیں جس کی وجہ سے مریض شدید تشویش کا شکار ہیں۔ مسٹر خالد اور محمد اسلم نے بتایا کہ مختلف بیماریوں کا شکار افراد سرکاری ہسپتال پہنچتے ہیں تو میڈیکل آفیسر اور عملہ انہیں ادویات اور سرنجوں وغیرہ کی لمبی فہرست تھما دیتا ہے جس کی وجہ سے غریب شہری نجی کلینکوں اور ہسپتالوں کا رخ کرنے پر مجبور ہیں۔ شہریوں نے وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا ہے کہ مراکز صحت سمیت ضلع اوکاڑہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں طبی سہولیات کی کمی کو دور کیا جائے۔

(اصغر حسین حماد)

ڈاکٹروں کی مبینہ غفلت سے خاتون جاں بحق

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ڈی ایچ کیو ہسپتال میں ڈاکٹروں کی مبینہ غفلت سے خاتون جان کی بازی ہار گئی۔ متاثرین کا الزام ہے کہ ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹرز نے مریضہ کو بروقت طبی امداد فراہم نہیں کی۔ نواحی گاؤں ناگرہ کا رہائشی محمد شبیر اپنی بہن عظمی بی بی کو پیٹ میں درد ہونے پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال لایا، جہاں شعبہ ایمرجنسی میں ڈاکٹر موجود نہیں تھے جس پر اس نے شور کیا۔ شور کرنے پر ہسپتال میں موجود عملہ نے اسے گالیاں دیں اور بدتمیزی کی۔ متاثرہ شخص کے ہنگامہ کرنے پر ڈیوٹی سے غائب ڈاکٹر بھی پہنچ گئے مگر اس دوران خاتون دم چکی تھی۔ متاثرہ شخص نے میڈیا کو واقعہ کی اطلاع دی۔ ہسپتال میں میڈیا سے وابستہ افراد آئے مگر ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف نے نجی ٹی وی کے کیمرہ مین اور رپورٹر کو دھکے دے کر باہر نکال دیا اور کیمرہ چھیننے کی کوشش کی۔ متاثرہ شخص نے مطالبہ کیا ہے کہ غفلت برتنے والے ڈاکٹرز اور عملہ کیخلاف کارروائی کی جائے۔

(اعجاز اقبال)

دواؤں کی قلت، ڈاکٹروں کی بھی شکایت

سامارو تحصیل سامارو کے تعلقہ ہسپتال میں دواؤں کی قلت کی وجہ سے مختلف بیماریوں میں مبتلا مریض علاج کے لیے اکثر دوائیاں بازار کے نجی میڈیکل سٹورز سے خریدنے پر مجبور ہیں۔ جبکہ ہسپتال میں شام اور رات کی شفٹ میں کام کرنے والے تین میڈیکل افسروں نے تحریری طور پر ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو دواؤں کی قلت کی شکایت بھی کی ہے۔ تعلقہ ہسپتال سامارو کے میڈیکل افسر ڈاکٹر شیوارام مالہی کے مطابق اس کے پاس ہسپتال میں مریضوں کا بہت رش رہتا ہے۔ اس لیے مختلف بیماریوں کی دواؤں اور انجیکشن کی ضرورت پڑتی ہے لیکن انہیں انتظامیہ کی طرف سے مطلوبہ دوائیاں کم تعداد میں دی جا رہی ہیں۔ اس لیے انہیں مریضوں کا علاج کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ تعلقہ ہسپتال سامارو کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر کیلاش لانگھنی کا کہنا تھا کہ اس کے پاس دواؤں کی قلت نہیں ہے۔ دوائیاں ہسپتال کے مرکزی اسٹور میں موجود ہیں اور ضرورت کے مطابق مریضوں کو دی جا رہی ہیں۔

(نامہ نگار)

پارک کی خستہ حالی کا نوٹس لیا جائے

اوکاڑہ منڈی احمد آباد کی واحد تفریح گاہ سرکار کی عدم توجہ کا شکار ہونے کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہے۔ شہریوں، خاص طور پر بچوں نے پارک میں تفریح کے لیے پارک آنا چھوڑ دیا ہے۔ پارک میں لگائے گئے درخت اور پودے سوکھ چکے ہیں۔ شہریوں کے بیٹھنے کے لیے مختص بنچ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں۔ دیواریں شکستہ ہیں اور پھولوں کی کیاریاں جھلس گئی ہیں۔ پارک کا گیٹ بھی ٹوٹ چکا ہے۔ شہریوں نے ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ سے مطالبہ کیا ہے کہ منڈی احمد آباد میں قائم واحد تفریح گاہ پارک کی حالت بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

(اصغر حسین حماد)

تفریح گاہ خستہ حالی کا شکار

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ کے جھنگ روڈ پر شہریوں کی سیر وتفریح کے لیے بنائی گئی ضلع کی واحد بڑی تفریح گاہ، فاریسٹ پارک محکمہ جنگلات اور ضلعی انتظامیہ کی بدعنوانیوں اور غفلت کے باعث تباہ حالی کا شکار ہے۔صوبائی محکمہ جنگلات کے مطابق پارک کی تزئین وآرائش پر گزشتہ سال 10 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کی گئی تھی۔ٹوبے کی ہاؤسنگ کالونی نمبر 2 سے ملحقہ فاریسٹ پارک شہر ہی نہیں بلکہ پورے ضلع میں اپنی نوعیت کا واحد پارک ہے جس میں عید اور دیگر تہواروں کے علاوہ عام دنوں میں بھی شہریوں کی بڑی تعداد سیر وتفریح کے لیے آتی تھی۔تاہم سہولیات کے فقدان اور گندگی کے باعث اب اس کی رونقیں دن بدن ماند پڑتی جارہی ہیں۔صوبائی محکمہ جنگلات کے سب ڈویژنل آفیسر علی ابوالحسن کے مطابق گزشتہ برس پارک میں روشنی کے انتظام کو بہتر بنانے کے لیے تین لاکھ، بیٹھنے کے لیے بنچوں پر اڑھائی لاکھ جبکہ جھولوں وغیرہ پر ساڑھے چار لاکھ روپے خرچ کیے گئے تھے اور ان کی دیکھ بھال کے لیے محکمہ جنگلات کے 12 اہلکار ہر وقت پارک میں موجود رہتے ہیں۔اُن کے مطابق پارک میں موجود پودوں کو پانی لگانے، نئے پودے اُگانے اور گھاس سمیت دیگر جھاڑیوں کی کٹائی کا کام بھی انہی 12 اہلکاروں کے ذمے ہے۔تاہم پارک میں ٹوٹے ہوئے بنچ، جھولے، لائٹس اور ہر طرف پھیلی جھاڑیاں اعلیٰ افسران اور اہلکاروں کے زبانی جمع خرچ کی کہانی بیان کرتی دکھائی دیتی ہیں۔علی ابوالحسن کے بقول 'ہمارے مسائل زیادہ اور وسائل کم ہیں، پارک میں آنے والوں سے کوئی پرچی فیس وصول نہیں کی جاتی اور تمام تر اخراجات محکمہ خود برداشت کرتا ہے جو کہ خاصا مشکل کام ہے۔'اُن کے مطابق پارک کی مکمل بحالی کے لیے کم از کم 30 سے 40 لاکھ روپے کے فنڈر درکار ہیں تاہم محکمے کے پاس اتنے پیسے موجود نہیں۔پارک میں اپنے بچوں کے ساتھ موجود ایک شہری نے کہا کہ 'دیگر بدانتظامیوں اور بدعنوانیوں کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ پارک میں سیکورٹی کا کوئی خاص بندوبست نہیں۔اس کی دیواروں کے آہنی جنگلے ٹوٹ جانے کے باعث لوگ گیٹ کی بجائے کہیں سے بھی پارک میں داخل ہوسکتے ہیں۔ٹوبہ کے ڈپٹی کمشنر معظم اقبال سپرا نے پارک کی حالت کے حوالے سے کہا کہ 'میں پارک کا دورہ کرکے وہاں انتظامات کا جائزہ لوں گا اور اگر ذمہ دار افسران نااہل ثابت ہوئے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔'انھوں نے کہا کہ وہ پارک کی موجودہ حالت کے بارے کسی بھی طرح کی جانکاری نہیں رکھتے تاہم وہ اس پارک کے ساتھ ساتھ ضلع کے دیگر پارکوں کو بھی بہتر بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ شہریوں کو سیر وتفریح کی بہترین سہولیات میسر آسکیں۔

(اعجاز اقبال)

اقلیتیں

اقلیتوں کے جان ومال اور عزت کا تحفظ کیا جائے

حیدرآباد 22 جون کو مختلف اقلیتی تنظیموں نے ننگر پارکر سے ہندو لڑکی کے اغواء اس کے اور مذہب کی جبری تبدیلی کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ نابالغ لڑکی کو اس کے والدین کے حوالے کیا جائے۔پاکستان منارٹیز پروگریسو آرگنائزیشن حیدرآباد کے رہنما گگا رام چادریہ اور فقیر ابھیکا نے کہا ہے کہ ننگر پارکر کی پندرہ سالہ ہندو لڑکی روتیا کماری کو جبری اغواء کرکے مذہب تبدیل کرانے کے واقعے پر حکومت پاکستان، حکومت سندھ اور اقلیتی اراکین خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، اقلیتی اراکین گھروں میں بیٹھنے کے بجائے اقلیتوں کے مسائل اور تحفظ کے لئے اقلیتوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ روتیا کماری کو ان کے اہل خانہ کے حوالے کیا جائے اور پاکستان میں اقلیتوں کے جان ومال اور عزت کا تحفظ کیا جائے۔پاکستان رائٹ آف منارٹیز فاؤنڈیشن کے کنویز نارائن لال نے کہا کہ ننگر پارکر کی روتیا کماری نابالغ ہے، پیر سرہندی کے ہاتھوں اس کا مذہب جبر سے تبدیل کرایا گیا ہے۔اس واقعہ سے پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں میں غم وغصہ ہے۔دن بہ دن رونما ہونے والے ایسے واقعات پر حکمران خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پاکستان میں رہنے والی اقلیت پاکستانی ہے، ان کے ساتھ ناروا سلوک بند کیا جائے۔سندھ سہاگ فورم کی جانب سے مذہب کی جبری تبدیلی کے بعد شادیاں کرانے کے خلاف پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھار کھے تھے۔اس موقع پر ایچ آرسی پی کے لالہ عبدالحلیم شیخ، پنھل ساریو، سارنگ جویو، محبّ آزاد اور دیگر کا کہنا تھا کہ سندھ دھرتی صدیوں سے امن وبھائی چارے کا مرکز رہا ہے، جہاں ماضی میں کبھی مذہبی انتہا پسندی اور فرقہ وارانہ تنازعے جنم لیتے تھے لیکن چند سالوں سے سندھ میں انتہا پسندی عروج پر ہے اور اقلیتی برادری کی لڑکیوں کا زبردستی مذہب تبدیل کراکر ان کی شادیوں کا سلسلہ جاری ہے جو تشویشناک عمل ہے۔انہوں نے انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ سندھ میں اقلیتی برادری کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا نوٹس لیا جائے۔ننگر پارکر کی مبینہ اغواء ہونے والی روتیا کی بازیابی کے لیے حیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔اس موقع پر مظاہرین نے الزام عائد کیا کہ ہندو لڑکیوں کو اغواء کرکے ان کا زبردستی مذہب تبدیل کرایا جارہا ہے اور بعد ازاں شادی کردی جاتی ہے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ اغواء ہونے والی روبیتا کی بازیابی کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔مسلم لیگ ن صوبہ سندھ منارٹی ونگ کے جنرل سیکرٹری کھٹیل داس کوہستانی نے کہا ہے کہ پی پی حکومت نے زیادتی کا نشانہ بننے والی اقلیتی برادری کو تاحال انصاف فراہم نہیں کیا۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے مزید کہا کہ رنکل کماری اور بھورو بھیل جیسے واقعات میں ملوث عناصر آج بھی قانون کے شکنجے میں نہیں آئے اور نہ متاثرین کو انصاف مہیا کیا گیا۔انہوں نے کہا کہ 18 ویں ترمیم کے بعد اقلیتی برادری کی چاروں صوبوں میں وزارتیں ہیں لیکن سندھ میں بسنے والے ہندوؤں کو مراعات دینے کے لیے صوبائی حکومت سنجیدہ نہیں۔انہوں نے کہا کہ سندھ میں ہندو لڑکیوں کے اغواء کے واقعات بڑھ رہے ہیں جس کی روک تھام کے لیے حکومت نے بروقت اقدامات نہیں اٹھائے۔انہوں نے کہا کہ وزیر ثقافت سردار علی شاہ اپنے الفاظ واپس لیں، بصورت دیگر احتجاجی مظاہرے کئے جائیں گے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ سندھ میں ہندو لڑکیوں کے اغواء کے واقعات کی روک تھام کے لیے سنجیدہ اقدامات اٹھائے جائیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

پولیس نے تشدد کا نشانہ بنایا

بہاولپور ضلع بہاولپور کی تحصیل خیر پور ٹامیوالی کے علاقہ عنایتی کے رہائشی محمد ارشاد چوہان نے بتایا کہ وہ 18 جولائی کی رات اپنی کار پر گھر جا رہا تھا کہ تھانہ سٹی کی پولیس کے اے ایس آئی ملک محمد ریاض نے اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ اسے روکا، پھر تھانہ لے آئے۔ اس کی جامعہ تلاشی لی گئی، موبائل فون، کاغذات، اے ٹی ایم کارڈ اور 22 ہزار روپے پولیس نے قبضے میں لے لیے۔ پھر اسے برہنہ کر کے ڈنڈوں سے تشدد کیا اور حوالات میں بند کر دیا۔ بعدازاں معززین علاقہ کی مداخلت پر اسے چھوڑ دیا گیا اور سامان کے لیے دوسرے دن آنے کو کہا۔ محمد ارشاد نے مزید بتایا کہ جب وہ اگلے دن تھانہ پہنچا تو پولیس نے اسے اس کے کاغذات اور اے ٹی ایم کارڈ تو واپس کر دیے مگر نقدی نہ دی۔ محمد ارشاد کی جہد حق کے توسط سے افسران بالا سے گزارش ہے کہ ملک ریاض اے ایس آئی کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے تا کہ پھر آئندہ کوئی اہلکار قانون شکنی نہ کرے۔

(خواجہ اسداللہ)

سکیورٹی اہلکار جاں بحق

کرم ایجنسی لوئر کرم ایجنسی کے علاقے لکہ تیگہ میں تین بارودی سرنگوں کے دھماکوں میں ایف سی کے دو اہلکار شہید جبکہ پانچ زخمی ہوگئے۔ کرم ایجنسی کے پولیٹیکل حکام کے مطابق پاک افغان سرحد کے قریب لوئر کرم ایجنسی کے علاقے لکہ تیگہ میں ایک کچے راستے میں بارودی سرنگ صبح 8 بجے کے قریب اس وقت زوردار دھماکے سے پھٹ گئی جب ایف سی اہلکار قریبی چشمے سے اپنے چیک پوسٹ میں پانی لا رہے تھے جس کے نتیجے میں دو ایف سی اہلکار ہلاک ہوگئے جن کے نام اسماعیل آفریدی اور حکم گل بتائے جاتے ہیں۔ دھماکے کی اطلاع پر سیکورٹی فورسز کی گاڑیاں جب امدادی کارروائی میں حصہ لینے کے لیے جا رہی تھیں تو اسی جگہ کے قریب نصب کی گئیں دو مزید بارودی سرنگوں سے ٹکرانے کے نتیجے میں 5 مزید ایف سی اہلکار زخمی ہوگئے جن کے نام ساجد، مطیع اللہ، ضامن گل اور گل شہزاد بتائے جاتے ہیں۔ سکیورٹی فورسز نے دھماکوں کے بعد علاقے کو گھیرے میں لیکر دہشت گردوں کے خلاف سرچ آپریشن شروع کر دیا۔ دوسری جانب کالعدم تنظیم تحریک طالبان نے واقعے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔

(محمد حسن)

پولیس کا شہری کے گھر پر دھاوا

بہاولپور ضلع بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ کی کالونی قلندر کے رہائشی اجمل اکرم قوم مینگوال نے بتایا کہ پولیس تھانہ سٹی کے اے ایس آئی غلام اصغر گھمن 17 جولائی کی رات ان کے گھر میں داخل ہوا اور کہا کہ آپ کے گھر میں شراب کی بھٹی ہے۔ شراب کی تلاش میں سامان کی توڑ پھوڑ کی، صندوق کے تالے توڑ ڈالے۔ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا۔ گھر کی خواتین سے ناروا سلوک کیا جس پر اس نے ڈی پی او بہاولپور کو درخواست دی تو انہوں نے ڈی ایس پی احمد پور شرقیہ غلام دستگیر خان لنگاہ کو واقعے کی انکوائری کا حکم دیا۔

(خواجہ اسداللہ)

پولیس اور قیدیوں کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا

پیر محل پیرمحل میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے علاوہ تین سول ججز کی عدالتیں بھی قائم کی گئی ہیں جہاں تھانہ پیرمحل اور تھانہ اروتی کے ملزمان کو پیش کیا جاتا ہے۔ عدالتی کیمپ میں بخشی خانہ نہ ہونے سے پیشی پر لائے جانے والے قیدی پانچ یا چھ گھنٹے تک پنجرہ نما گاڑی میں ہی بند رہتے ہیں اور ان کی اپنے لواحقین سے ملاقات بھی نہیں ہو پاتی۔ قیدیوں کی حفاظت اور کسی بھی ناخوش گوار صورت حال سے بچنے کے لیے پولیس کو بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سماجی حلقوں نے ارباب اختیار سے مطالبہ کیا ہے کہ عدالتی کیمپ میں بخشی خانہ بنوایا جائے تا کہ پولیس اور قیدیوں کی مشکلات کم ہو سکیں۔

(اعجاز اقبال)

سکیورٹی کے نام پر عوام کو اذیت اور صحافیوں پر پابندی

کرم ایجنسی کرم ایجنسی فاٹا کے عوامی و سماجی حلقوں اور ایجنسی ہیڈکوارٹر ہسپتال پاراچنار سے متصل مضافاتی علاقوں خوڑ کالونی، ڈنڈر کالونی، سرور کالونی اور علمدار کالونی کے ہزاروں مکینوں نے حکومت و متعلقہ اداروں سے اپیل کی ہے کہ سکیورٹی کے نام پر عوام کو اذیت دینے کی بجائے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ عوامی و سماجی حلقوں کے نمائندوں کے مطابق ایجنسی ہیڈکوارٹر ہسپتال پاراچنار کے مغرب میں ایک عوامی راستہ گیٹ کئی دہائیوں تک غریب عوام کی آمدورفت کے لئے کھلا تھا اور ریونیو ریکارڈ کے مطابق بھی یہ عوامی راستہ شارع عام ہے، جس سے مضافاتی علاقوں بالخصوص خوڑ کالونی کے غریب عوام خواتین و بچے پیدل ہسپتال آکر علاج معالجے سے مستفید ہوتے تھے۔ لیکن گزشتہ چند ہفتوں سے سیکورٹی فورسز نے اس عوامی راستے کے گیٹ پر تالہ اور خاردار تاریں لگا کر عوام کو اذیت سے دوچار کر دیا ہے اور ایجنسی ہیڈکوارٹر ہسپتال پاراچنار سے متصل مضافاتی علاقوں خوڑ کالونی، ڈنڈر کالونی، سرور کالونی، علمدار کالونی کے ہزاروں مکینوں کے لیے چند قدم کا پیدل راستہ دو کلومیٹر میں تبدیل ہو گیا۔ ایک طرف یہ ظلم کہ لمبا راستہ اور دوسرا یہ کہ غریب عوام بالخصوص خواتین و بچے کا مرکزی شاہراہ پر پیدل چلنے سے کسی بھی وقت گاڑیوں سے حادثے کا شکار ہو سکتے ہیں۔ عوامی و سماجی حلقوں کے نمائندوں نے متبادل حکومت و سیکورٹی فورسز سے مطالبہ کیا کہ عوامی راستے بند کر کے سیکورٹی کے نام پر عوام کو اذیت دینے کی بجائے مذکورہ ہسپتال کے دروازے پر جامہ تلاشی کا بندوبست کیا جائے جس طرح کرم ایجنسی کے دیگر اہم مقامات اور راستوں و دروازوں کا طریقہ کار ہے۔ وگرنہ عوام کو آسانیاں دینے کی بجائے سیکورٹی کے نام پر عوام کو اذیت دینے سے نفرت پیدا ہونے کے علاوہ عوام کے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوگی۔

(محمد حسن)

خواجہ سراء کی نعش کی برآمدگی

اوکاڑہ بصیرپور کے نواحی گاؤں بٹک کے راجباہ سے ایک خواجہ سراء کی لاوارث لاش ملی ہے۔ دیہاتیوں نے زنانہ کپڑوں میں ملبوس لاش دیکھ کر پولیس تھانہ بصیرپور کو اطلاع دی جس پر پولیس نے لاش نکال کر پوسٹ مارٹم کے لیے دیپالپور ہسپتال پہنچا دی۔ متوفی کی عمر کا اندازہ چالیس سال لگایا گیا ہے جبکہ اس نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔ متوفی کے جسم پر کوئی نشان نہیں پایا گیا۔ تاہم موت کی وجہ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں سامنے آئے گی۔ نعش 24 جون کو ملی تھی۔

(اصغر حسین حماد)

غریبوں کے گھیرے میں ارب پتی ’بے چارے‘

عبدالرشید

پاکستان کا ہر تیسرا شخص خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہا ہے، ان غریبوں کے ووٹ سے حکمران بننے والوں کی دولت کا کوئی شمار نہیں۔

حکومت نے گذشتہ سال ایک سروے کروایا جس میں یہ اعداد وشمار سامنے آئے کہ پاکستان کی تقریباً 60 ملین (6 کروڑ) عوام خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے، تاہم حال ہی میں الیکشن کمیشن کے جاری اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ پاکستان کے اس قدر غریب عوام کی قیادت کرنے والے سیاست دان ارب ہا ارب روپے کے اثاثوں کے مالک ہیں۔

یہ بات کچھ ہضم نہیں ہوتی کہ پاکستان میں جہاں عوام کی ایک کثیر تعداد نہ صرف غریب ہے بلکہ خط غربت سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے، اس کے حکمران نہ صرف امیر ترین ہیں بلکہ اب وہ کروڑوں پتی بھی نہیں بلکہ ارب پتی ہیں۔

الیکشن کمیشن کے حالیہ پیش کیے جانے والے اعداد وشمار سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کا حکمران طبقہ اور یہاں کے سیاست دان سرمائے کی ریل پیل میں لوٹ چھوٹ ہو رہے ہیں، اس کی ایک مثال موجودہ وزیر اعظم نواز شریف کی ہے، **2012** میں وزیر اعظم کے اثاثوں کی مالیت **26** کروڑ **16** لاکھ روپے تھی تاہم تیسری بار وزیر اعظم منتخب ہونے کے پہلے ہی سال ان کے اثاثوں میں **6** گنا اضافہ دیکھنے میں آیا اور **2013** میں ان کے اثاثوں کی مالیت ایک ارب **82** کروڑ روپے تک جا پہنچی اور وہ پہلی بار اعلانیہ ارب پتی بن گئے، یہ بھی یاد رہے کہ وزیر اعظم کے اثاثے **2014** میں **2** ارب روپے سے تجاوز کر گئے۔

جہاں غریب عوام کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں لیکن ان کے حکمران نہ صرف ارب پتی ہیں بلکہ ان کے سرمائے میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے، جو نا قابل یقین حد تک بڑھتا جا رہا ہے۔ اس سارے معاملے میں جہاں سرمایہ دارانہ نظام کا ہاتھ ہے وہیں سیاستدانوں نے بھی اپنا کردار خوب ادا کیا، جن کی پالیسیوں نے ملک کی غریب عوام کو غریب سے غریب تر کر دیا ہے بلکہ ساتھ ساتھ امیر کو امیر تر کرنے میں خوب تن دہی سے کام کیا ہے اور اس بات کا ادراک ہی نہیں کر رہے کہ ان کی وجہ سے نہ صرف عوام بلکہ ملک کو بھی شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ حکومت کے 14-2013 کے سروے کے اعداد وشمار کے مطابق تناسب کے لحاظ سے آبادی کا 29.5 فیصد حصہ غریب شمار ہو رہا تھا، مالیاتی اصطلاح میں ماہانہ 3 ہزار 30 روپے سے کم کمانے والا ہر بالغ شخص خط غربت سے نیچے تھا۔

تاہم گذشتہ سال ہونے والے ایک سروے کے مطابق نئے تخمینہ سے خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی تعداد 68 لاکھ (6.8 ملین) سے 76 لاکھ (7.6 ملین) کے درمیان ہے، یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ پاکستان کی کل آبادی تقریباً 20 کروڑ ہے جبکہ حالیہ مردم شماری کے نتائج کا ابھی تک اعلان نہیں کیا گیا۔

ویسے تو غربت کے حوالے سے حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس میں کمی آئی ہے جو 2004 میں 55 فیصد تھی اور اب کم ہو کر 35 فیصد باقی بچی ہے، تاہم تیسری دنیا میں حکومتیں میکاویلی کے نظریے کے مطابق، دعوے کرنے پر ہی یقین رکھتی ہے۔

الیکشن کمیشن کے حالیہ پیش کیے جانے والے اعداد وشمار سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کا حکمران طبقہ اور یہاں کے سیاست دان سرمائے کی ریل پیل میں لوٹ چھوٹ ہو رہے ہیں، اس کی ایک مثال موجودہ وزیر اعظم نواز شریف کی ہے، 2012 میں وزیر اعظم کے اثاثوں کی مالیت 26 کروڑ 16 لاکھ روپے تھی تاہم تیسری بار وزیر اعظم منتخب ہونے کے پہلے ہی سال ان کے اثاثوں میں 6 گنا اضافہ دیکھنے میں آیا اور 2013 میں ان کے اثاثوں کی مالیت ایک ارب 82 کروڑ روپے تک جا پہنچی اور وہ پہلی بار اعلانیہ ارب پتی بن گئے، یہ بھی یاد رہے کہ وزیر اعظم کے اثاثے 2014 میں 2 ارب روپے سے تجاوز کر گئے۔ الیکشن کمیشن کے مطابق وزیر اعظم نے زرعی اراضی کے ساتھ شوگر، ٹیکسٹائل اور پیپر ملز جیسے کئی صنعتی شعبوں میں سرمایہ کاری کی ہوئی ہے، غریب عوام کے حکمران نے 2015 میں پہلی مرتبہ اپنے پرندوں اور جانوروں کی ملکیت بھی ظاہر کی تھی، جن کی قدر و قیمت 50 لاکھ تھی۔

دوسری جانب پاکستان کے عوام کی آواز ہونے کا دعویٰ کرنے اور ملک کی غریب عوام کے لیے دکھ بھری آواز اٹھانے والے تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان بھی ارب پتی ہیں، وہ ایک ارب 40 کروڑ روپے سے زائد اثاثوں کے مالک ہیں، جن میں گذشتہ 5 سال کے دوران اضافہ دیکھا جا سکتا ہے۔

الیکشن کمیشن کے مطابق 2012 میں عمران خان کے اثاثے محض 2 کروڑ 29 لاکھ روپے تھے اور ان پر 3 لاکھ 80 ہزار روپے کے واجبات تھے، 2013 میں ان کے اثاثوں کی مالیت ایک کروڑ 40 لاکھ روپے تھی، جو 2014 میں بڑھ کر 3 کروڑ 33 لاکھ روپے سے زائد ہوئی، تاہم 2015 میں ان کے اثاثوں نے بہت بڑی چھلانگ لگائی اور وہ بھی ارب پتی ہو گئے، الیکشن کمیشن کی جاری کردہ دستاویزات میں واضح ہوتا ہے کہ ایک ارب 33 کروڑ روپے کے اثاثوں کے ساتھ ارب پتی افراد کی فہرست میں شامل ہوئے۔

دیگر ارب پتی اراکین پارلیمنٹ میں وزیر پٹرولیم شاہد خاقان عباسی، پی ٹی آئی کے سیکریٹری جنرل جہانگیر ترین، اور خیبر پختونخوا کے ارکان خیال زمان اور ساجد حسین طوری شامل ہیں۔

شاہد خاقان عباسی کے ملک کی اہم ترین نجی ایئر لائنز میں 90 کروڑ کے حصص، 40 کروڑ کی زمینیں موجود ہیں، ان کے اثاثوں کی کل مالیت 1 ارب 29 کروڑ کے قریب ہے، ادھر پی ٹی آئی کے رکن خیال زمان کے اثاثوں کی مالیت 1 ارب 89 کروڑ سے زائد ہے، جبکہ پی ٹی آئی کے اہم سینئر رہنما جہانگیر ترین جن کا طیارہ عمران خان عموماً استعمال کرتے ہیں ان کے کل اثاثے صرف 78 کروڑ 10 لاکھ ہیں تاہم ان کی اہلیہ آمنہ ترین بھی 17 کروڑ 26 لاکھ سے زائد اثاثوں کی مالک ہیں۔

دوسری جانب پاکستان کے عوام کی آواز ہونے کا دعویٰ کرنے اور ملک کی غریب عوام کے لیے دکھ بھری آواز اٹھانے والے تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان بھی ارب پتی ہیں، وہ ایک ارب **40** کروڑ روپے سے زائد اثاثوں کے مالک ہیں، جن میں گذشتہ **5** سال کے دوران اضافہ دیکھا جا سکتا ہے۔

پاراچنار سے تعلق رکھنے والے قومی اسمبلی کے رکن ساجد حسین طوری کی کرم ایجنسی اور اسلام آباد میں موجود جائیدادوں کی مالیت ایک ارب 44 کروڑ روپے ہے جبکہ خود کار اور نیم خود کار اسلحے سمیت دیگر اثاثوں کی مالیت 19 کروڑ سے زائد ہے۔

یہ اعداد وشمار ملک کی غریب ترین عوام کے سیاستدانوں اور ان کی قیادت کرنے والوں کے ہیں، یہ بھی ذہن میں رہے کہ سرمایہ دارانہ نظام نے ملک کے مزدور طبقے کا کھل کر استحصال شروع کر رکھا ہے جو انہیں مزید غربت کی جانب دھکیل رہا ہے۔ ویسے تو غربت کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں ملک کی معیشت کا بڑا کردار ہوتا ہے لیکن یہ سننے اور دیکھنے میں عجیب ہے کہ یہ گرتی ہوئی معیشت بھی ملکی قیادت کے اثاثوں پر اثر انداز نہیں ہو رہی اور صرف غریب عوام کو ہی متاثر کر رہی ہے۔

کرپشن بھی ملک کی غربت میں اضافے کی ایک وجہ ہے، کہنے کو تو ہر دور کی سرکار یہ دعویٰ کرتی آئی ہے کہ وہ بدعنوان نہیں ہے لیکن عوام یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک معمولی کام کے لیے بھی ’فائل کو پہیے لگانے کی ضرورت پڑتی‘ ہے۔

یہ مسئلہ ابھی کا نہیں ہے اس کا آغاز قیام پاکستان کے وقت ہی ہو گیا تھا جب تقسیم کے وقت پاکستان آنے والے بے یارو مددگار افراد سے ان کے دعوؤں کے بدلے میں رشوت طلب کی جاتی تھی اور یہ معاملہ جوں کا توں جاری ہے تاہم اس میں سرکار کے حالات کے مطابق کمی بیشی ہوتی آئی ہے۔ (بشکریہ ڈان)

'مدرسے کے شدت پسند طلبہ کی جگہ جامعات کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طالب علم لے رہے ہیں'

ریاض سہیل

پاکستان کے صوبہ سندھ میں محکمہ انسداد دہشت گردی (سی ٹی ڈی) کے ماہرین نے جامعات میں شدت پسندی کے فروغ پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مدرسے کے شدت پسند طلبہ کی جگہ جامعات کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طالب علم لے رہے ہیں۔

کراچی میں سندھ کی سرکاری اور نجی شعبے کی 40 جامعات کے وائس چانسلرز، پرو وائس چانسلرز اور ڈائریکٹرز سے شدت پسندی کی روک تھام کے لیے ایک مشاورتی اجلاس کیا گیا۔

اس اجلاس کی ابتدا لیاقت میڈیکل یونیورسٹی جام شورو کی طالبہ نورین لغاری کے کیس سے کی گئی۔

ایس ایس پی منیر شیخ نے بتایا کہ نورین لغاری جب شدت پسندی کی طرف مائل ہو رہی تھیں تو یونیورسٹی انتظامیہ اور والدین دونوں نے نہ تو اس کا نوٹس لیا اور نہ ہی ایک دوسرے سے رابطہ کیا۔

'نورین پوائنٹ بس سے اتر کر رکشہ میں سوار ہوتی ہیں اور کہیں چلی جاتی ہیں۔ اس طرح کلاس میں وقفے کے دوران وہ غائب رہتی ہیں۔ اس بات کا یونیورسٹی انتظامیہ کو علم تھا لیکن اس سے والدین کو آگاہ نہیں کیا گیا۔

ایس ایس پی منیر شیخ نے بتایا کہ لیاقت میڈیکل یونیورسٹی میں 60 سے 70 فیصد لڑکیاں برقعہ یا حجاب پہن کر آ رہی تھیں اور مستقل طور پر دس دس لڑکیوں کے گروپ بن رہے تھے اور درس دیے جا رہے تھے لیکن انتظامیہ اعتراض نہیں کر رہی تھی۔

ہم نے جب انتظامیہ سے معلوم کیا کہ آپ نے اعتراض کیوں نہیں کیا تو ان کا کہنا تھا کہ مردان یونیورسٹی میں مشعل خان کے ساتھ پیش آنے والے واقعے جیسا کچھ ہونے کا خدشہ تھا۔ اور وہ برقعہ پہننے پر کیسے اعتراض کر سکتے تھے۔ ہماری ٹیم نے کہا کہ درس کو مانیٹر کرنا چاہیے تھا، یہ درس یونیورسٹی کے ہال میں منعقد کیے جاتے تا کہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ جاتے۔

سی ٹی ڈی کے سربراہ ایڈیشنل آئی جی ثنا اللہ عباسی کا کہنا تھا کہ ان کا مقصد کسی ایک ادارے کو تنقید کا نشانہ بنانا نہیں لیکن یونیورسٹی میں کچھ لوگ شدت پسندی میں ملوث ہیں۔ 'ہو سکتا ہے کہ ان کی اس بات سے کوئی اختلاف کرے لیکن برقعے اور حجاب سے شدت پسندی بڑھ رہی ہے۔'

لیاقت میڈیکل یونیورسٹی کے رجسٹرار روشن بھٹی نے واضح کیا کہ وہ سڑکوں پر ہر طالب علم کی نگرانی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ممکن نہیں۔ انھوں نے بتایا کہ ان کی یونیورسٹی میں 80 فیصد طالبات ہیں اور اس وجہ سے وہاں زیادہ برقعہ اور حجاب نظر آتا ہے اور وہ برقعے اور حجاب پر کیسے اعتراض کر سکتے ہیں۔

ایس پی راجہ عمر خطاب نے اپنے تجربات بتاتے ہوئے کہا کہ پہلے جو مدارس سے پڑھتے تھے وہ افغانستان یا وزیرستان جا کر جہاد کرتے تھے لیکن اب یہ نئی کھیپ پیدا ہو رہی ہے جو جامعات سے تعلیم یافتہ ہے اور انھوں نے یہ جنگ لڑنی ہے۔

کراچی میں سیاسی جرائم اور جہاد پر ناول کے مصنف اور محکمہ انسدادِ دہشت گردی کے ایس ایس پی عمر شاہد حامد کا کہنا تھا کہ جامعات کا طالب علم مدارس کی جگہ لے رہا ہے۔ 'یہ جو آن لائن نسل ہے اس کے پاس نظریات اور دلائل ہیں یہ قبائلی علاقے کے مدرسے کے بچے نہیں جو کہیں جا کر خود کش بم حملے کر دیں۔'

کراچی میں انسداد دہشت گردی پولیس کے سینئر پولیس افسران اور ماہرین نے جامعات کی انتظامیہ اور والدین کو بچوں کی نگرانی کا بار بار مشورہ دیا۔

ایس ایس پی راجہ عمر خطاب نے بتایا کہ صفورا گوٹھ واقعے کے ملزم سعد عزیز سمیت ان کے پاس 20 ایسے نوجوانوں کے کیسز ہیں جن کا رویہ تبدیل ہوا، وہ تنہائی کا شکار رہنے لگے، موبائل فون کا

راجہ عمر نے کراچی میں داعش کی موجودگی اور علاقوں کی بھی نشاندہی کی، جو زیادہ تر شہر کے امیر اور متوسط طبقے کی آبادیاں ہیں۔

استعمال کم کر دیا لیکن والدین نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔

سعد عزیز کی ایک لڑکی سے دوستی تھی وہ اس کے مطالبے پر پورا نہیں اترا اور اس نے مذہب کا رخ کر لیا۔ اس کی خواہش پر والدین نے عمرے پر بھیج دیا۔ واپسی پر اس نے قرآن کی ترجمے کے ساتھ کلاس لینا شروع کی لیکن اس کو تسلی نہیں ہوئی۔

اس کے بعد اس کی ایک جگہ انٹرن شپ ہوئی جہاں اسے ایک لڑکا ملا جو اسے القاعدہ کی ایک شخصیت کے پاس لے گیا اور اس کے دماغ میں یہ بیٹھ گیا کہ اس وقت تک خلافت نہیں آئے گی جب تک عسکریت نہیں آئے گی۔'

راجہ عمر نے کراچی میں داعش کی موجودگی اور علاقوں کی بھی نشاندہی کی، جو زیادہ تر شہر کے امیر اور متوسط طبقے کی آبادیاں ہیں۔ ان کے مطابق ڈیفنس، گلشن اقبال، گلستان جوہر اور ناظم آباد میں داعش سے متاثر لوگ ہیں اور شدت پسندی اب مدرسے سے یونیورسٹی تک آ گئی ہے۔

انھوں نے بتایا کہ ایک جامعہ کا استاد نیا چورنگی کے قریب گھریلو ساختہ بم بناتا تھا اور اس نے یہ تربیت اپنے بیٹے اور بھتیجے کو بھی دی تھی، اس وقت وہ تینوں مفرور اور انتہائی مطلوب ہیں۔ اسی طرح ایک استاد یونیورسٹی کی پارکنگ میں القاعدہ کو فنڈ دیتا تھا جس کو گرفتار کیا گیا۔

ایس پی مظہر مشوانی نے بتایا کہ انھوں نے کلفٹن سے ایک یونیورسٹی کے استاد کو گرفتار کیا جو کمپیوٹر سائنس کا مضمون پڑھاتا تھا، اس کا تعلق حزب التحریر سے تھا اور لیکچر کے ساتھ ساتھ وہ دس منٹ اپنی تبلیغ کرتا۔ انھوں نے مزید بتایا کہ اس کے علاوہ نمازِ جمعہ کے بعد مساجد کے باہر پمفلٹ تقسیم کیا کرتا تھا لیکن یونیورسٹی انتظامیہ نے کبھی اس کا نوٹس نہیں لیا۔

ڈاؤ انجینیئرنگ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر روشن راشدی نے سوال کیا کہ یہ جو 12 سے زائد ایجنسیاں موجود ہیں تعلیمی اداروں میں ان کا کیا کردار ہے؟ ان کے پاس افرادی قوت اور تربیت نہیں کہ نگرانی کر سکیں؟

ان سوالات کا پولیس افسران کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے اور پیشکش کی کہ وہ جامعات کے ملازمین کو تربیت فراہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔

لیاقت یونیورسٹی کے رجسٹرار روشن بھٹی نے بتایا کہ ادارے اپنے طور پر کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ حال ہی میں کچھ لڑکیاں آپس میں بات کر رہی تھیں کہ نورین لغاری واپس آ چکی ہیں وہ ان سے ملاقات کریں گی۔ انتظامیہ نے ان لڑکیوں کے والدین کو بلایا جن میں ایک فوجی افسر بھی شامل تھا اور کہا کہ آپ کی بچیاں اس طرح کی بات کر رہی ہیں انھیں سمجھائیں۔

ایس ایس پی عمر شاہد حامد نے ایک نوجوان کے بارے میں بتایا جو کراچی کے ایک انتہائی معتبر گرامر سکول سے تعلیم یافتہ تھا، بعد میں اس نے لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز سے پڑھا اور اسی گرامر سکول میں پڑھاتا رہا لیکن شدت پسندی کی طرف مائل ہو گیا۔

'اس نوجوان نے وزیرستان میں تربیت حاصل کی۔ وہ کہتا ہے کہ وہ ہر وقت یہ ہی سوچتا تھا ابھی دھماکا کیا اور میں سیدھا جنت میں گیا۔'

عمر شاہد حامد کے مطابق یہ نوجوان جس کی عمر 30 یا 35 سال ہو گی ایک ڈرون حملے میں زخمی ہو گیا۔ 'اب جب تک اس کو درد کش ادویات کے تین انجکشن نہ لگیں تب تک نیند نہیں آتی۔ اس وقت وہ شدت پسندی کے خلاف کام کر رہا ہے اور ایک اثاثہ بن چکا ہے، لیکن شدت پسندی کی قیمت اس نے اور اس کے خاندان نے ادا کی۔'

اجلاس میں یہ بات بھی زیر بحث آئی کہ شدت پسندی ترک کرنے والے طلبہ کو کیا تعلیمی اداروں میں دوبارہ داخلہ دینا چاہیے؟ اس حوالے سے نورین لغاری کیس کا بھی حوالہ دیا گیا۔ پولیس افسران نے اس کی حمایت کی اور کہا کہ ان کو اثاثہ بنانا چاہیے۔

بحریہ یونیورسٹی کے نمائندے کمانڈر نوید نے بتایا کہ انھوں نے ایک انٹیلیجنس ٹیم بنائی ہوئی ہے جو سارا دن مشاہدہ کرتی ہے اور بعد میں انھیں آ کر رپورٹ کرتی ہے۔ اس رپورٹ کے بعد وہ ان طلبہ کو طلب کرتے ہیں اور انھیں کونسلنگ شعبے کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

(بشکریہ تجزیات آن لائن)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **19** جون سے **20** جون تک کے دوران ملک بھر میں **257** افراد نے خودکشی کی۔ خودکشی کرنے والوں میں **120** خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران **176** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **82** خواتین شامل ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **162** افراد نے گھریلو جھگڑوں و مسائل سے تنگ آ کر اور **15** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہو کر خودکشی کی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
19 جون	غلام اکبر	مرد	35 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 73-5 ایل کے، ساہیوال	۔	خبریں
19 جون	مافیہ	خاتون	22 برس	.	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جہاز گراؤنڈ، ساہیوال	۔	خبریں
19 جون	پروین بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	473 ای بی، بورے والا	۔	خبریں
19 جون	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 38 ج ب، بھوانہ، چنیوٹ	۔	خبریں
19 جون	خان محمد	مرد	30 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خان پور، رحیم یار خان	۔	جنگ
19 جون	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	وڑائچ ٹاؤن، گگو منڈی	۔	جنگ
19 جون	علی محمد	مرد	۔	شادی شدہ	بیوی کی موت سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	بنوں	۔	جنگ
19 جون	ف	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چک 199 الف ٹی ڈی اے کروڑ لعل عیسن	۔	دنیا
20 جون	نازیہ بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بھوانہ	۔	خبریں
21 جون	عظمیٰ	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	زہر خورانی	چاہ کالے والا، اوکاڑہ	۔	جنگ
21 جون	مدثر عمران	مرد	۔	۔	۔	زہر خورانی	موضع لکو، جوہر آباد	۔	جنگ
22 جون	صہیب	مرد	14 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ظفروال	۔	جنگ
22 جون	۔	مرد	۔	غیر شادی شدہ	۔	پھندا ڈال کر	وزیر آباد، گجرات	۔	جنگ
22 جون	۔	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	۔	بستی مٹھو، شجاع آباد	۔	جنگ
22 جون	نورین بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	۔	یوسف آباد، رحیم یار خان	۔	جنگ
22 جون	بلال	مرد	۔	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	مغل پورہ، لاہور	۔	نیشن
22 جون	محمد خان	مرد	40 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	آغا ٹاؤن، فیصل آباد	۔	نئی بات
22 جون	محمد امیر	مرد	40 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سانگلہ ہل	۔	نئی بات
23 جون	شکیل احمد	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گرین کوٹ، قصور	۔	نوائے وقت
23 جون	محمد اشرف	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	بھولے کے اوتاڑ، قصور	۔	نوائے وقت
23 جون	صوبیہ بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	صادق آباد، رحیم یار خان	۔	دنیا
23 جون	رخسانہ	خاتون	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	پھالیہ	۔	نئی بات
23 جون	بلال	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	مغلپورہ، لاہور	۔	جنگ
24 جون	لیاقت علی	مرد	۔	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	زہر خورانی	قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ	۔	جنگ
24 جون	سمیرا بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	۔	مخدوم رشید، ملتان	۔	جنگ
24 جون	امیر بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	جتوئی، مظفر گڑھ	۔	جنگ
25 جون	علی حمزہ	مرد	16 برس	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	چک 65، قصور	۔	نئی بات
25 جون	انوری مائی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بیٹ، شجاع آباد	۔	خبریں
26 جون	ناصر	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	جوڑے پل، لاہور	۔	نیوز
26 جون	فیروز	مرد	۔	شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	چک 35 شمالی، سرگودھا	۔	ایکسپریس
26 جون	رخسانہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 72 این پی، رحیم یار خان	۔	دنیا
26 جون	رابعہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 95، ساہیوال	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26جون	ج	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ستراہ، سیالکوٹ	ـ	نوائے وقت
26جون	محمد عالم زیب	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	حسن گڑھی، پشاور	درج	آج
29جون	محبوب	مرد	ـ	ـ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	مائی شاہ قبرستان، ساہیوال	ـ	دنیا
29جون	نصیراحمد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	63/54، ساہیوال	ـ	دنیا
29جون	چندا	خاتون	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کودکر	گلشن علی ٹاؤن، میاں چنوں	ـ	دنیا
29جون	ایمن	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	8-11، آر، میاں چنوں	ـ	دنیا
29جون	سجاد	مرد	30برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چک 72این آر، رحیم یارخان	ـ	جنگ
29جون	عمران	مرد	ـ	ـ	گرفتاری کے خوف سے	پھندا ڈال کر	ڈجکوٹ، فیصل آباد	ـ	نوائے وقت
29جون	امجد شر	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ننگر خان شر، فیض گنج، خیرپور	ـ	کاوش
29جون	مریم	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	متھرا، پشاور	درج	آج
29جون	سکینہ بی بی	خاتون	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی دوا کھاکر	گاؤں بالوہزارہ، ڈی آئی خان	درج	آج
29جون	راحیلہ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی دوا کھاکر	بونی، چترال	درج	آج
29جون	انیس احمد	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	دریا میں کودکر	گاؤں راڈاپ، دروش، چترال	درج	ایکسپریس
29جون	شہریار بانو	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	دریا میں کودکر	گاؤں راڈاپ، دروش، چترال	درج	آج
29جون	ثناء	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	زڑہ ورکلے، تخت بھائی، مردان	درج	ایکسپریس
30جون	راشد	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کودکر	ننکانہ	ـ	نوائے وقت
30جون	صوبیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ نورشاہ، فیروزوالا، شیخوپورہ	ـ	نوائے وقت
30جون	ثناء یوسف	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 255، آر بی، فیصل آباد	ـ	نیوز
30جون	فروہ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	خانیوال	ـ	جنگ
30جون	فرزانہ	خاتون	16برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں 35/32 مٹانوالہ، میاں چنوں	ـ	جنگ
30جون	ساجدہ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 44ایم بی، جوہرآباد	ـ	جنگ
30جون	ـ	مرد	24برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	خانپور، رحیم یارخان	ـ	جنگ
30جون	صباء	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹیل والا، رحیم یارخان	ـ	جنگ
30جون	عمران	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جلو والا، رحیم یارخان	ـ	جنگ
30جون	ڈیمی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ روہیڑاڑو، چھاچھرو، ضلع تھرپارکر	ـ	کاوش
30جون	فرزانہ	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شہدادکوٹ	ـ	کاوش
30جون	اعجاز علی	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	شہدادکوٹ	ـ	کاوش
30جون	عبداللہ	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	غریب آباد کاٹلنگ، مردان	درج	آج
30جون	سرور مائی	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 116 ڈی بی، یزمان، بہاولپور	ـ	خواجہ اسداللہ
30جون	فرحانہ	خاتون	ـ	ـ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ٹھٹھہ، صادق آباد	ـ	خبریں ملتان
یکم جولائی	مصباح ریاض	خاتون	16برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شجاع آباد	ـ	خبریں ملتان
یکم جولائی	فضیلہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	یوسی مٹوٹلی، شجاع آباد	ـ	خبریں ملتان
یکم جولائی	بلقیس	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رسول پور، راجہ رام	ـ	خبریں ملتان
یکم جولائی	قادر علی	مرد	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈہرکی	ـ	خبریں ملتان
یکم جولائی	حیدر علی	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چوبارہ، ملتان	ـ	خبریں ملتان
یکم جولائی	سردار حسین	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	آرکوٹ نیوئی، مٹہ سوات	درج	آج

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
یکم جولائی	شازیہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	حسین آباد	ـ	خبریں
یکم جولائی	اشعر	مرد	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	گلبرگ، لاہور	ـ	نیشن
یکم جولائی	نسیم بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	صفدر آباد، شیخوپورہ	ـ	نوائے ووقت
یکم جولائی	ـ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ عبدالمالک، فیروزوالا	ـ	نوائے وقت
یکم جولائی	سجاد	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	کری شاہ، واال منکیرہ، بھکر	ـ	جنگ
یکم جولائی	خالد بلوچ	مرد	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	کھٹیالہ شیخاں	ـ	جنگ
2جولائی	خالد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہجویری ٹاؤن، سرگودھا ٹاؤن، فیصل آباد	ـ	نئی بات
2جولائی	محمد ارشد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چک 19.110 ایل، ساہیوال	ـ	جنگ
2جولائی	نعمان	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	بھیرہ	ـ	جنگ
2جولائی	کنزہ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باغبانپورہ، لاہور	ـ	نئی بات
2جولائی	رحمت	مرد	30برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	چک 395 گ ب، تاندلیانوالا	ـ	نوائے وقت
2جولائی	ممتاز	مرد	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چناب نگر، چنیوٹ	ـ	نوائے وقت
2جولائی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	نورپورتھل	ـ	نوائے وقت
2جولائی	محمد امیر	مرد	ـ	ـ	ـ	پھنداڈال کر	اڈیالہ جیل، راولپنڈی	ـ	دنیا
2جولائی	نادیہ	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ظاہر پیر، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
2جولائی	عاصمہ	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گلشن یوسف کالونی، ملتان	ـ	جنگ ملتان
2جولائی	نصرت بی بی	خاتون	34برس	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	ٹبہ سلطان پور، ملتان	ـ	جنگ ملتان
2جولائی	محمد کاشف	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	محلہ دولت زئی سربند، پشاور	درج	آج
2جولائی	شہاب	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	عشیری درہ الماس، دیربالا	درج	آج
3جولائی	فرزانہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	نہر میں کود کر	آدھی کوٹ، میانوالی	ـ	دنیا
3جولائی	نوید احمد	مرد	18برس	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بستی بھورے والا، رحیم یارخان	ـ	دنیا
3جولائی	ارشد	مرد	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	ظاہر پیرٹبہ، رحیم یارخان	ـ	دنیا
3جولائی	عباس	مرد	27برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ اسلام نگر، فیصل آباد	ـ	دنیا
3جولائی	فیصل کھوسو	مرد	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گوٹھ مٹھو کھوسو، ٹنڈو آدم، سانگھڑ	ـ	کاوش
3جولائی	فیاض خان	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	ـ	زہرخورانی	چٹ پٹ چکدرہ، دیرلوئر	درج	آج
3جولائی	آمنہ بی بی	خاتون	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک P75، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
4جولائی	نزاکت	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخزرانی	نوشہرہ	ـ	نئی بات
4جولائی	علی رضا	مرد	21برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک چوہلہ، فیصل آباد	ـ	نئی بات
4جولائی	امین بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	نئی بات
4جولائی	باقر	مرد	25برس	ـ	ـ	پھنداڈال کر	شاداب پلی، فیصل آباد	ـ	نئی بات
4جولائی	شہلا	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں تندرک، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔	درج	آج
4جولائی	شہناز بی بی	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو ناچاقی پر	زہرخورانی	لاڑ پہاڑپور، ڈی آئی خان	درج	آج
5جولائی	ماریہ	خاتون	25برس	ـ	طلاق ملنے پر دلبرداشتہ	پھنداڈال کر	گوجرانوالہ	ـ	نیوز
5جولائی	ر	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پسرور	ـ	جنگ
5جولائی	فیض بی بی	خاتون	35برس		گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان بیلہ، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
5جولائی	نادرخان	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شہرسلطان	ـ	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5 جولائی	نفیسہ مائی	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	-	شجاع آباد	-	خبریں ملتان
5 جولائی	سلیم داد	مرد		غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	مانیری بالا، صوابی	درج	ایکسپریس
5 جولائی	مریم مغل	بچی	14 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ٹنڈو آدم، سانگھڑ	-	کاوش
5 جولائی	مسلم	مرد	22 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ اللہ بخش کھڑو، گھمبٹ، خیر پور	-	کاوش
5 جولائی	صائمہ چانڈیو	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	گھریلو جھگڑا	سکندر آباد، دادو	-	کاوش
5 جولائی	شمیم خواجہ	خاتون	48 برس	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	خواجہ گوٹھ، ٹنڈو الہیار	-	کاوش
5 جولائی	جاوید میمن	مرد	-	-	-	نہر میں کود کر	سکھر	-	کاوش
6 جولائی	رسول بخش	مرد	30 برس	-	-	زہر خورانی	صادق آباد	-	دنیا
6 جولائی	وسیم	مرد	22 برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	تلمبہ، رحیم یار خان	-	دنیا
6 جولائی	ثمینہ	خاتون	14 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نواں چک شجاع آباد	-	دنیا
6 جولائی	راشد علی	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	قائد آباد، کراچی	-	دنیا
6 جولائی	-	خاتون	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	مبارک پور	-	نوائے وقت
6 جولائی	رسول بخش	مرد	30 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	صادق آباد	-	خبریں ملتان
6 جولائی	جوہر بی بی	خاتون	17 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	بستی چھجگی، بھکر	-	خبریں ملتان
6 جولائی	یعقوب	مرد	40 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	بھٹہ پور فلائی اوور مظفر گڑھ	درج	خبریں ملتان
6 جولائی	امیر	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چک 8 گجیانی، چشتیاں	-	خبریں ملتان
6 جولائی	ضمیر	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع ماڑی، چشتیاں	-	خبریں ملتان
6 جولائی	ظفر اللہ	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	-	پیراں غائب، ملتان	-	خبریں ملتان
6 جولائی	معراج	مرد	-	-	غربت سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	مبارک پور احمد پور شرقیہ، بہاولپور	درج	خواجہ اسد اللہ
6 جولائی	اسلام گل	مرد	-	غیر شادی شدہ	ذہنی مریض	خود کو گولی مار کر	استرزئی مٹھا خان، کوہاٹ	درج	ایکسپریس
6 جولائی	سیف اللہ	مرد	17 برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	شاہی بالا، پشاور	درج	آج
7 جولائی	نیلم	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	اسحاق آباد، چارسدہ روڈ، مردان	درج	ایکسپریس
7 جولائی	شمیم ریاض	خاتون	55 برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہو کر	-	نارتھ ناظم آباد، کراچی	-	دنیا
7 جولائی	عصمت اللہ	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 98-9، ساہیوال	-	ایکسپریس
7 جولائی	غلام مصطفیٰ	مرد	35 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	میسو کالونی، ساہیوال	-	ایکسپریس
7 جولائی	عاصمہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 73-5، ساہیوال	-	ایکسپریس
8 جولائی	پریم چند کوہلی	خاتون	22 برس	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	بدین	-	کاوش
8 جولائی	چترو	مرد	25 برس	-	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	تھرپارکر	-	کاوش
8 جولائی	مقبول چانڈیو	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	دادو	-	کاوش
8 جولائی	عدنان بشیر	مرد	20 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیروزہ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
8 جولائی	زبیدہ بی بی	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بستی پائیگاہ، ڈیرہ غازیخان	درج	خبریں ملتان
8 جولائی	-	خاتون	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع چوڈیرہ جمال پور	-	خبریں ملتان
8 جولائی	عدنان اسلم	مرد	20 برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	مسن آباد، حجہ عباسیاں	-	خبریں ملتان
8 جولائی	عاصمہ بانو	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو ناچاقی	خود کو گولی مار کر	حسین آباد ہنگو روڈ، کوہاٹ	درج	آج
8 جولائی	یاسمین	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	بصیر پور، اوکاڑہ	-	نوائے وقت
8 جولائی	شازیہ	خاتون	35 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 404 ج ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
8جولائی	علی احمد	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جوہر ٹاؤن، لاہور	-	جنگ
9جولائی	مقدر مسیح	مرد	-	-	غربت سے دلبراشتہ ہوکر	زہرخورانی	گاؤں راجہ، کاموکی	-	جنگ
9جولائی	جیٹی سنگھ	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	تھرپارکر	-	کاوش
9جولائی	مختیار احمد	بچہ	12برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شہداد پور، سانگھڑ	-	کاوش
9جولائی	طلحہٰ	مرد	19برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	خانپور، رحیم یار خان	-	جنگ ملتان
9جولائی	عبدالرزاق	مرد	45برس	شادی شدہ	مالی پریشانیوں سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سنی پل، رحیم یار خان	-	جنگ ملتان
9جولائی	مدثر	مرد	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گاؤں 17 ایٹ بی آر میاں چنوں	درج	جنگ ملتان
9جولائی	ب۔د	خاتون		-	-	پھندا ڈال کر	چنی مچن خیل، ٹانک	درج	آج
9جولائی	شبانہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	موضع بی سیال میر ہزار خان	درج	جنگ ملتان
10جولائی	علی انور	مرد	60برس	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	ماڑی پور، کراچی	-	نئی بات
10جولائی	آسیہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	ذہنی معذوری	زہرخورانی	کوٹ رادھا کشن، قصور	-	نئی بات
10جولائی	سعد محمد	مرد	60برس	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	گاؤں 14-15 ایل، میاں چنوں	-	جنگ
10جولائی	احتشام	مرد	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ پیر منارہ، سوہدرہ	-	جنگ
10جولائی	محمد آفاق	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چھوٹا لاہور، صوابی	-	نیشن
10جولائی	-	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	مٹھی، تھرپارکر	-	ڈان
10جولائی	خیمی کولہی	خاتون	24برس	شادی شدہ	غربت سے دلبراشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	ٹنڈوالہیار	-	کاوش
10جولائی	عبدالصادق	مرد	-	-	-	زہرخورانی	دریشمی کلہ منڈان، بنوں	درج	آج
10جولائی	رمضان	مرد	35برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کرم آباد، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
10جولائی	حاجراں بی بی	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع نبی پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
11جولائی	ارشد	مرد	28برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مریدکے	-	جنگ
11جولائی	نور علی	مرد	-	-	-	نہر میں کود کر	سرائے عالمگیر	-	جنگ
11جولائی	خالد	مرد	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	فاروق پورہ، ملتان	-	نیوز
11جولائی	ساجدہ	خاتون	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	محلّہ کوٹلہ پیرن شاہ، جام پور	درج	خبریں ملتان
11جولائی	غلام عباس	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے آکر	بورے والا	درج	خبریں ملتان
11جولائی	مسماۃ (ر)	خاتون	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	سوئیگلئی کبل، سوات	درج	آج
11جولائی	بلال	مرد	-	غیر شادی شدہ	گھر والوں سے تکرار پر	خود کو گولی مار کر	ماجوکے، چارسدہ	درج	آج
11جولائی	رانو کولہی	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ حاجی شیر محمد، عمرکوٹ	-	کاوش
12جولائی	چیتن کولہی	بچہ	-	-	-	پھندا ڈال کر	عمرکوٹ	درج	کاوش
12جولائی	میرخان جوگی	مرد	26برس	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	میرپورخاص	-	کاوش
12جولائی	صبا لیاقت	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	چک 20 فورڈواہ حاصل پور	درج	خبریں ملتان
12جولائی	شازیہ	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو آگ لگا کر	بستی سرگانی کروڑ لعل عیسن	-	خبریں ملتان
12جولائی	-	خاتون	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک 121 این پی، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
12جولائی	غلام عباس	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	بورے والا، وہاڑی	-	دنیا
12جولائی	ریحانہ	خاتون	18برس	-	-	زہرخورانی	خانیوال	-	دنیا
12جولائی	حاجرہ	خاتون	-	-	-	زہرخورانی	مظفرگڑھ	-	دنیا
12جولائی	سائرہ	خاتون	-	-	-	زہرخورانی	بھکر	-	دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12جولائی	شہناز بی بی	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 426 گ ب، تاندلیانوالہ	-	خبریں
13جولائی	-	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 415۔ج ب، فیصل آباد	-	نیوز
13جولائی	عمیر	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غازی ٹاؤن، فیصل آباد	-	نیوز
13جولائی	ثمین گلزار	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنڈی بھٹیاں	-	نیوز
13جولائی	لطیف	مرد	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	ساہیوال	-	ایکسپریس
13جولائی	آصف	مرد	-	-	دوست لڑکی کو قتل کرنے کے بعد	خودکو گولی مارکر	پھالیہ	-	جنگ
13جولائی	سجاد	مرد	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مریدکے	-	جنگ
13جولائی	-	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ اسلام پور، جنڈاوالا	-	جنگ
13جولائی	-	خاتون	-	22برس	-	زہرخورانی	مہدی پور	-	جنگ
13جولائی	عثمان	مرد	-	-	-	زہرخورانی	دنیاپور	-	جنگ
13جولائی	زاہد اقبال	-	-	-	-	زہرخورانی	خانیوال	-	جنگ
13جولائی	محب علی شیخ	مرد	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	خیرپور	-	کاوش
13جولائی	احمد خاصخیلی	مرد	30برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	سانگھڑ	-	کاوش اخبار
13جولائی	ریحانہ	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	-	-	خبریں ملتان
13جولائی	شان	مرد	-	-	-	زہرخورانی	دنیاپور	-	خبریں ملتان
13جولائی	وزیر	مرد	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	خبریں ملتان
13جولائی	محمد فیاض	مرد	-	-	چھٹی نہ ملنے پر دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	کینٹ، سرگودھا	-	نئی بات
13جولائی	فیضان	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قصور	-	خبریں
14جولائی	اشرف	مرد	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کودکر	پاکپتن	-	جنگ
14جولائی	محمد شفیع	مرد	-	-	-	پھندا ڈال کر	چک 73،4 آر، ہارون آباد	-	جنگ
14جولائی	عامر	مرد	-	-	-	زہرخورانی	کشمیر کالونی، جاکے چٹھہ، گوجرانوالہ	-	جنگ
14جولائی	طارق سعید	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	جنگ
14جولائی	حمزہ عثمان	مرد		غیرشادی شدہ	امتحان میں نمبر کم آنے پر	خودکو گولی مارکر	سرڈھیری، چارسدہ	درج	آج
14جولائی	مسماۃ ناہید بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے تنگ آکر	پھندا ڈال کر	شابڑہ، نوشہرہ	درج	آج
14جولائی	سوار خان	مرد	30برس	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	قاسم کالونی تخت بھائی مردان	درج	مشرق
15جولائی	رمیش کمار	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	عمرکوٹ	-	کاوش
15جولائی	مسماۃ (ش)	خاتون	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	اسبنڑ باغ، چکدرہ دیرلوئر	درج	آج
15جولائی	جمیلہ	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑ	زہرخورانی	بوسی ٹھٹھہ گھلواں، شجاع آباد	-	خبریں ملتان
15جولائی	نذیراں مائی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک منیر موڑ گیلے وال	-	خبریں ملتان
15جولائی	کنیز مائی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رنگ پور	-	خبریں ملتان
15جولائی	-	مرد	-	-	-	خودکو گولی مارکر	پشاور	-	نئی بات
15جولائی	علی گل	مرد	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	پیرکو، ڈیرہ بگٹی	-	نئی بات
15جولائی	کنیز مائی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	رنگ پور، ملتان	-	جنگ
16جولائی	سعید	مرد	-	-	-	پل سے کودکر	اچھرہ، لاہور	-	خبریں
16جولائی	راجکی مائی	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی قندھارا سنگھ، رحیم یارخان	-	دنیا
16جولائی	موسیٰ	مرد	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	سٹیل ٹاؤن، کراچی	-	دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16جولائی	جاڑو خان	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	-	ڈھاڈر، بولان	-	دنیا
16جولائی	رب نواز	مرد	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 592 گ ب، فیصل آباد	-	نوائے وقت
16جولائی	نصرت	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 592 گ ب، فیصل آباد	-	نوائے وقت
16جولائی	-	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جڑانوالہ، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبون
17جولائی	ن	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	-	جنگ
17جولائی	اشرف	مرد	45برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 215 رب، فیصل آباد	-	جنگ
17جولائی	افتخار	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بھلوال	-	جنگ
17جولائی	فیاض احمد	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	دیپالپور، اوکاڑہ	-	نئی بات
17جولائی	زاہد علی	مرد	-	-	گھریلو ناچاقی پر	زہر خورانی	زیدہ، صوابی	درج	آج
17جولائی	سجاد حسین	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈیرہ غازی خان	-	خبریں ملتان
17جولائی	خوشحال شر	مرد	55برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	میرپور ماتھیلو	-	خبریں ملتان
17جولائی	زاہد علی	مرد	-	-	-	زہر خورانی	خیبر پختونخوا	-	دنیا
17جولائی	سجاد	مرد	-	-	-	زہر خورانی	ملتان	-	دنیا
18جولائی	شازیہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سوہا جودو، لاہور	-	نئی بات
18جولائی	-	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جھاوایاں، سرگودھا	-	نئی بات
18جولائی	بابر	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	شالی چھاؤنی، لاہور	-	جنگ
18جولائی	وقار	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	قصبہ فروکیہ، ساہیوال	-	جنگ
18جولائی	فتح شیر	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	نور پور تھل	-	جنگ
18جولائی	ن	خاتون	40برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	محلّہ گلشن محمود کالونی، گوجرہ	-	جنگ
18جولائی	نجمہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گلشن محمود پارک، ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	نیوز
18جولائی	محمد حسن	مرد	-	-	-	-	اسلام آباد	-	دنیا
18جولائی	شبانہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	میرپور ماتھیلو، گھوٹکی	-	دنیا
18جولائی	خدیجہ	خاتون	-	-	-	-	عبداللہ پور، مبارک	-	دنیا
18جولائی	عاصمہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	مبارک پور	-	دنیا
18جولائی	حشمت علی	مرد	52برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 98-9ایل، ساہیوال	-	دنیا
18جولائی	یعقوب	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کچہ نشیب، دریا خان	-	دنیا
18جولائی	-	خاتون	-	-	-	چھت سے کود کر	لیاری کراچی	-	دنیا
18جولائی	عبدالمنیم	مرد	20برس	-	-	پھندا ڈال کر	خیر پور	-	دنیا
18جولائی	سمیرا جام منگریو	خاتون	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	نوشہرو فیروز	-	کاوش
18جولائی	ذیشان شیخ	مرد	-	-	ذہنی معذوری	خود کو گولی مار کر	جامشورو	-	کاوش
18جولائی	ٹھاکر میگھواڑ	مرد	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	میرپور خاص	-	کاوش
19جولائی	راحیل	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	خوگہ خیل، گاگرہ، لنڈی کوتل، خیبر ایجنسی	درج	آج
19جولائی	سید جہانگیر علی	مرد	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	جام پور	-	خبریں ملتان
19جولائی	رخسانہ	خاتون	-	-	-	-	بستی راول بنگالہ موڑ شجاع آباد	-	خبریں ملتان
19جولائی	رضوان	مرد	-	-	-	-	میاں چنوں	-	خبریں ملتان
20جولائی	شاہدہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پانچاں والا، قصور	-	خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
20جولائی	مختاراں بی بی	خاتون	35برس	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	منکھیر شریف، چشتیاں، بہاولنگر	-	نوائے وقت
20جولائی	محمد جمال	مرد	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھنداڈال کر	738 گ ب، کمالیہ	-	نوائے وقت
20جولائی	ظفراللہ	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	چک 7/114-آر، ساہیوال	-	نوائے وقت
20جولائی	عاطف	مرد	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گاؤں ایسوڑی بالا اکوڑہ خٹک، نوشہرہ	درج	آج
20جولائی	مسماۃ سونی	خاتون	-	شادی شدہ	-	زہریلی دوا کھاکر	اکوڑہ خٹک، نوشہرہ	درج	ایکسپریس
20جولائی	آصف خادم	مرد	30برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کیلےوال، لودھراں	درج	خبریں ملتان
20جولائی	نسرین	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میلسی	درج	خبریں ملتان
20جولائی	فردوس	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مٹوٹلی راجہ رام	درج	خبریں ملتان
20جولائی	فرزانہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ حسنین آباد، احمد پورشرقیہ	درج	خواجہ اسداللہ
20جولائی	فوزیہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈالکر	باغبانپورہ، گوجرانوالہ	-	جنگ
20جولائی	ارشد	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نیوگارڈن ٹاؤن، فیصل آباد	-	جنگ
20جولائی	ش	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مڈھ رانجھا، سرگودھا	-	جنگ
20جولائی	پروین	خاتون	18برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یارخان	-	جنگ
20جولائی	فرزانہ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ حسین آباد، احمد پورشرقیہ	-	جنگ
20جولائی	رضیہ بی بی	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہادی پورہ، بھلوال	-	نئی بات

اقدام خودکشی

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
19جون	احتشام علی	مرد	19برس	غیرشادی شدہ	-	-	دستگیر کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جون	ثمینہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 568 گ ب، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جون	نورین	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 238 گ ب، جڑانوالہ	-	خبریں
19جون	سجانہ	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک 82 این، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جون	ماداں مائی	خاتون	45برس	غیرشادی شدہ	-	-	بھونگ شریف، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جون	احتشام علی	مرد	19برس	غیرشادی شدہ	-	-	دستگیر کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
20جون	ف	خاتون	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	ڈسکہ	-	خبریں
20جون	ز	خاتون	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	ڈسکہ	-	خبریں
20جون	ذکیہ بی بی	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	کوٹلہ کرم خان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
21جون	قیصر	مرد	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	آبادی نظام پورہ، فیروزوالہ	-	جنگ
21جون	زینب	خاتون	35برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گوبند پورہ، فیصل آباد	-	خبریں
21جون	رابعہ بی بی	خاتون	19برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	منصور آباد، فیصل آباد	-	خبریں
21جون	عباس	مرد	51برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مائی دی جھگی، فیصل آباد	-	خبریں
21جون	قاسم	مرد	23برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سدھوپور، فیصل آباد	-	خبریں
21جون	عرفان	مرد	23برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	240 رب، فیصل آباد	-	خبریں
22جون	-	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	پل سے کودکر	گوجرانوالہ	-	ایکسپریس ٹربیون

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
22جون	بشریٰ بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	صادق آباد، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
22جون	ابراراحمد	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	چک 100پی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
22جون	شاہدعلی	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	بھونگ شریف، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
22جون	جانباز	مرد	22برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک 94پی، رحیم یارخان	ـ	خبریں
22جون	تنویراحمد	مرد	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	سنی پل، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
23جون	اسماء	خاتون	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	خبریں
23جون	سبطین	مرد	23برس	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	رضاآباد، فیصل آباد	ـ	خبریں
23جون	امانت	مرد	24برس	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	رسول پورہ، فیصل آباد	ـ	خبریں
23جون	ـ	خاتون	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	خبریں
23جون	گلریز	مرد	ـ	ـ	پولیس کے رویہ سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	تھانہ نشاط آباد، فیصل آباد	ـ	خبریں
24جون	شاہنواز	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	میاں والی قریشیاں، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
24جون	جمشیدعلی	مرد	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	گلشن عثمان، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
24جون	نذرحسین	مرد	26برس	شادی شدہ	ـ	ـ	کچہ بھٹہ، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
25جون	علی رضا	مرد	18برس	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	چک 228،رب، فیصل آباد	ـ	خبریں
26جون	ع	خاتون	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	کانواں لٹ، سیالکوٹ	ـ	نئی بات
26جون	امجد	مرد	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	کانواں لٹ، سیالکوٹ	ـ	نئی بات
29جون	رحمت بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	بستی شیرگڑھ شادن لنڈ	ـ	خبریں ملتان
29جون	مریم نواز	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	ڈگری ضلع میرپورخاص	ـ	کاوش
29جون	بھگوانو میگھواڑ	مرد	30برس	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ لیاقت، قائم خانی، سامارو، عمرکوٹ	ـ	کاوش
29جون	لونی راہو	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	سامارو، عمرکوٹ	ـ	کاوش
29جون	فرہاد	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ عبدالرحیم ابڑو، دادو	ـ	کاوش
30جون	یاسین لغاری	مرد	ـ	ـ	ذہنی معذوری	ـ	جوہی، دادو	ـ	کاوش
30جون	چیتن کولہی	مرد	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	اسٹیشن محلہ، عمرکوٹ	ـ	کاوش
30جون	نیازحسین	مرد	35برس	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	خیرپور	ـ	کاوش
30جون	مروت بی بی	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	آمنہ بی بی	خاتون	20برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک 75پی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	نوربی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	بھونگ شریف، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	صائمہ بی بی	خاتون	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	نورے والے، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	نورجہاں	خاتون	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	بھونگ شریف، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	ماریہ	خاتون	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	خان پور، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	طاہرعلی	مرد	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	صادق آباد، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	راشدحسین	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	بستی سمانہ ڈونہ شاہ جمال، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
30جون	مقدس	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	نہر میں کودکر	سرائے عالمگیر	گرفتار	ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30جون	فواد	مرد	۔	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	نہر میں کود کر	سرائے عالمگیر	گرفتار	ایکسپریس
کیم جولائی	فیاض	مرد	25برس	۔	جمشید دستی پر پولیس کے تشدد سے	دریا میں کود کر	ظفر کالونی، رحیم یار خان	درج	خبریں ملتان
کیم جولائی	حنیفہ بی بی	خاتون	20برس	۔	۔	۔	سیٹ لائٹ ٹاؤن، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	خالدہ بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	۔	۔	بدلی شریف، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	مہناز	خاتون	26برس	شادی شدہ	۔	۔	رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	نسرین بی بی	خاتون	36برس	شادی شدہ	۔	۔	چک75، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	حاجراں	خاتون	30برس	شادی شدہ	۔	۔	موضع نبی پور، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	شاہین	خاتون	35برس	شادی شدہ	۔	۔	اوباڑو	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	شبیراں	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	گھوٹکی	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	شیراز احمد	مرد	17برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	صادق آباد	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	نعیم	مرد	30برس	شادی شدہ	۔	۔	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
کیم جولائی	نسرین	خاتون	۔	۔	۔	۔	مظفر گڑھ	۔	جنگ ملتان
2جولائی	پروین	خاتون	۔	۔	۔	۔	لیہ	۔	جنگ ملتان
2جولائی	حفصہ	خاتون	24برس	شادی شدہ	۔	۔	اوباڑو	۔	جنگ ملتان
2جولائی	حسینہ	خاتون	27برس	شادی شدہ	۔	۔	مومبارک، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
2جولائی	مریم	خاتون	23برس	شادی شدہ	۔	۔	کوٹ سمابہ، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
2جولائی	فیصل	مرد	25برس	شادی شدہ	۔	۔	آدم صحابہ، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
2جولائی	زین علی	خاتون	25برس	شادی شدہ	۔	۔	نورے والی، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
2جولائی	خلیل احمد	مرد	40برس	۔	۔	۔	فتح پور کمال، رحیم یار خان	۔	جنگ ملتان
3جولائی	اللہ دتہ	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک چوپا چشتیاں	۔	خبریں ملتان
3جولائی	سجانہ	خاتون	28برس	شادی شدہ	۔	۔	ڈہرکی	۔	خبریں ملتان
3جولائی	عمارہ	خاتون	30برس	شادی شدہ	۔	۔	گلشن راوی، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
3جولائی	زاہد	مرد	20برس	شادی شدہ	۔	۔	کوٹ حبیب شاہ، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
3جولائی	حفیظ احمد	مرد	24برس	۔	۔	۔	اوباڑو	۔	خبریں ملتان
3جولائی	دلبر مبین	مرد	25برس	شادی شدہ	۔	۔	ٹبی لاڑاں، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
3جولائی	ظفر حسین	مرد	40برس	شادی شدہ	۔	۔	میرپور ماتھیلو	۔	خبریں ملتان
4جولائی	فیاض	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	لاڑکانہ	۔	کاوش
5جولائی	اریبہ	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	صادق آباد، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
5جولائی	آسیہ بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	۔	۔	متھلی چوک، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
5جولائی	عاشق حسین	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	اقبال آباد، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
5جولائی	الطاف	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	بستی عظیم بخش، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
5جولائی	مجیب احمد	مرد	25برس	شادی شدہ	۔	۔	خان بیلہ، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان
5جولائی	شاہینہ بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	۔	۔	چک49پی، رحیم یار خان	۔	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6جولائی	حنابی بی	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	تھلی چوک، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
6جولائی	اقراء	خاتون	19برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	فتح پور، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
6جولائی	بشیراں	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	چک 107، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
6جولائی	شمشاد	خاتون	20برس	شادی شدہ	ـ	ـ	موضع عبداللہ پور، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
6جولائی	میانداد	مرد	22برس	شادی شدہ	ـ	ـ	اوباڑو	ـ	خبریں ملتان
6جولائی	امیر بخش	مرد	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ڈہرکی	ـ	خبریں ملتان
6جولائی	عبدالجبار	مرد	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	صادق آباد	ـ	خبریں ملتان
6جولائی	امیر بخش	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	اوباڑو	ـ	دنیا
6جولائی	احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	صادق آباد، رحیم یار خان	ـ	دنیا
6جولائی	صغریٰ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	ـ	چک 104ایک ایل، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
7جولائی	ارشد	مرد	ـ	ـ	پولیس کی تفتیش سے خوفزدہ	تیز دھار آلے سے	تھانہ بھکھی، شیخوپورہ	ـ	دنیا
7جولائی	فہیم	مرد	ـ	ـ	پولیس کی تفتیش سے خوفزدہ	تیز دھار آلے سے	تھانہ بھکھی، شیخوپورہ	ـ	دنیا
7جولائی	وسیم عباسی	مرد	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیرپور	ـ	کاوش
7جولائی	جیون رام	مرد	30برس	شادی شدہ	ـ	ـ	سردار گڑھ، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
7جولائی	فیض رسول	مرد	24برس	شادی شدہ	ـ	ـ	سوداگرھ، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
8جولائی	انیلہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	53 گ ب، جڑانوالہ	ـ	خبریں
8جولائی	غلام مرتضیٰ	مرد	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نوشہرو فیروز	ـ	کاوش
8جولائی	رمیش مسیح	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لطیف آباد نمبر 10، حیدرآباد	ـ	کاوش
8جولائی	روزینہ بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	فتح پور، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
8جولائی	وحید احمد	مرد	32برس	شادی شدہ	ـ	ـ	سنی پل، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
8جولائی	وزیراں بی بی	خاتون	30برس	شادی شدہ	ـ	ـ	روجھان، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
8جولائی	حرمت مائی	خاتون	30برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک 119/N، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
9جولائی	شمع بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	بیٹ چین والا شاہ جمال	ـ	جنگ ملتان
9جولائی	نصیر سیال	مرد	16برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کنڈیارو، نوشہرو فیروز	ـ	کاوش
9جولائی	محمد علی جروار	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ غلام نبی جروار، میرپور خاص	ـ	کاوش
9جولائی	غلام نبی شنبانی	مرد	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ ہنگل خان شنبانی، چونڈکو	ـ	کاوش
9جولائی	مختیار جکھرانی	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	جیکب آباد	ـ	عوامی آواز
9جولائی	ص	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	ـ	نئی بات
10جولائی	عبداللہ	مرد	26برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	عمرکوٹ	ـ	کاوش
10جولائی	سکندر علی	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	عمرکوٹ	ـ	کاوش
10جولائی	زاہدہ	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	جمال الدین والی، رحیم یار خان	ـ	جنگ ملتان
10جولائی	رابعہ	خاتون	22برس	شادی شدہ	ـ	ـ	جمال الدین والی، رحیم یار خان	ـ	جنگ ملتان
10جولائی	غازی فرید	مرد	25برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	شیخ واہن، رحیم یار خان	ـ	جنگ ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10جولائی	وسیم	مرد	26برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
10جولائی	ثمینہ گوپانگ	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	کنڈیارو، نوشہرو فیروز	-	کاوش
10جولائی	اللہ بچائی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانگھڑ	-	کاوش
11جولائی	عالیہ	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	حاجی محمد کالونی، رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
11جولائی	کرن ناز	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	-	-	ماڑی اللہ بچایا، رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
11جولائی	عائشہ	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	روجھان، رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
11جولائی	عمران	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	چوک پٹھانستان، رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
11جولائی	عرفان علی	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
11جولائی	نسرین بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع پلولی، رحیم یارخان	-	جنگ ملتان
12جولائی	شہزاداداوڈ	مرد	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	گوٹھ کوڑوخان رند، سانگھڑ	-	کاوش
12جولائی	انیس	مرد	-	-	-	خودکوجلاکر	مجید کالونی، رحیم یارخان	درج	جنگ ملتان
13جولائی	ارشادبی بی	خاتون	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	چک گجیانی، چشتیاں	-	جنگ ملتان
13جولائی	بختاور بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	-	-	بدلی شریف، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
13جولائی	دلشاد	خاتون	23برس	شادی شدہ	-	-	لیاقت پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
13جولائی	پیراں دتہ	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	مظفرآباد، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
13جولائی	کلثوم	خاتون	-	-	-	زہرخورانی	کوٹ ادو	-	جنگ
13جولائی	شہزاد	مرد	-	-	-	زہرخورانی	معصوم شاہ روڈ	-	جنگ
13جولائی	سائرہ	خاتون	16برس	-	گھریلو جھگڑا	گاڑی تلے آکر	اقبال گریٹر پارک، لاہور	-	ایکسپریس
13جولائی	-	مرد	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	وڈالہ سندھراں، ڈسکہ	-	نئی بات
14جولائی	بادل	مرد	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کنڈیارو، نوشہرو فیروز	-	کاوش
14جولائی	ساجد	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	چوک برانہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14جولائی	طاہر حسین شر	مرد	17برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہرو فیروز	-	کاوش
14جولائی	فیصل شر	مرد	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہرو فیروز	-	کاوش
14جولائی	شمیم	خاتون	21برس	شادی شدہ	-	-	نیازی کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14جولائی	ڈوڈومائی	خاتون	28برس	شادی شدہ	-	-	اوباڑو	-	خبریں ملتان
14جولائی	خالد	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	تھلی چوک، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14جولائی	گلاب گل	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	چک15پی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15جولائی	عارفہ بی بی	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک عباس، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15جولائی	سنگیتابی بی	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	-	-	میرپور ماتھیو، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15جولائی	فاطمہ بی بی	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	کوٹ مٹھن، رحمی یارخان	-	خبریں ملتان
15جولائی	حضوراں مائی	خاتون	22برس	شادی شدہ	-	-	میرپور ماتھیلو	-	خبریں ملتان
15جولائی	سچل مائی	خاتون	35برس	شادی شدہ	-	-	اوباڑو	-	خبریں ملتان
15جولائی	بلال احمد	مرد	21برس	غیرشادی شدہ	-	-	موضع احسان پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16جولائی	عامر بٹ	مرد	18برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹنڈوالہیار	-	کاوش
16جولائی	حمیرا	خاتون	-	-	-	-	شجاع آباد، ملتان	-	مشرق
16جولائی	فرید	مرد	19برس	-	-	زہرخورانی	رحمان کالونی، ملتان	-	مشرق
16جولائی	کاشف	-	18برس	-	-	زہرخورانی	مظفرگڑھ	-	مشرق
16جولائی	رحمان	مرد	19برس	-	-	زہرخورانی	ملتان	-	مشرق
16جولائی	سائرہ	-	27برس	-	-	زہرخورانی	وہاڑی	-	مشرق
16جولائی	ویراں کولہی	خاتون	22برس	غیرشادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	میرپورخاص	-	کاوش
17جولائی	سکینہ مائی	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17جولائی	اجمل	مرد	29برس	غیرشادی شدہ	-	-	بستی درمحمد، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17جولائی	سنی	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	عباسیہ ٹاؤن، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17جولائی	غلام یاسین	مرد	27برس	شادی شدہ	-	-	مئومبارک، رحیم یارخان	-	خواجہ اسداللہ
17جولائی	طارق	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگا کر	لاہور	-	جنگ
17جولائی	امین	مرد	-	-	ملکی حالات سے دلبرداشتہ	بجلی کے تار چھوکر	نصیرآبادی، لاہور	-	جنگ
18جولائی	مافیہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں بلھاوالا قصور	-	ایکسپریس
18جولائی	ثمینہ بی بی	خاتون	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	احمدپورشرقیہ، بہاولپور	-	خبریں ملتان
18جولائی	سائرہ بی بی	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	-	-	رکن پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
18جولائی	تسلیم بی بی	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	-	-	بدلی شریف، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
18جولائی	پٹھانی مائی	خاتون	28برس	شادی شدہ	-	-	بہادرپور	-	خبریں ملتان
18جولائی	ہمیش	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
18جولائی	کامران	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	چک عباسیہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
18جولائی	حنیف اللہ	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یارخان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
18جولائی	کالو	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	جمالدین والی، رحیم یارخان	-	خواجہ اسداللہ
18جولائی	عرس منگریو	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ مولوی عبدالرحمان، سانگھڑ	-	کاوش
19جولائی	اللہ رکھا	مرد	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہرمیں کودکر	سمبڑیال، سیالکوٹ	-	نئی بات
19جولائی	نسیم بی بی		18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مبارکپور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جولائی	مورزادی		22برس	شادی شدہ	-	-	سنجرپور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جولائی	صغریٰ بی بی		30برس	شادی شدہ	-	-	سنی پل، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جولائی	اقبال	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	-	-	لیاقت پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جولائی	افتخار احمد	مرد	23برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
19جولائی	زبیدہ باریجو	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانگھڑ	-	کاوش
19جولائی	رشیدہ	خاتون	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	سانگھڑ	-	کاوش
19جولائی	راشد عمرانی	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہرمیں کودکر	سانگھڑ	-	کاوش
20جولائی	ثمینہ شیخ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہروفیروز	-	کاوش

معذور سے شادی سے انکار پر پانچ لاکھ کا جرمانہ

خیرپورمیرس تحصیل کنگری کے گاؤں علی بخش جانوری کی رہائشی 19 سالہ بادشاہ زادی دختر اللہ واریو کی شادی دونوں بازوؤں سے معذور نوجوان شہزاد جانوری سے طے ہو رہی تھی جس سے لڑکی نے انکار کر دیا جس پر لڑکی کے والد پر پانچ لاکھ کا جرمانہ عائد کیا گیا۔اس سلسلے میں حاصل کردہ تفصیلات درج ذیل ہیں۔

بادشاہ زادی کا بیان

بادشاہ زادی کا کہنا تھا کہ اس کی شادی دونوں بازوؤں سے معذور نوجوان شہزاد سے طے ہونے جا رہی تھی تو اس نے معذور فرد سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔شادی نہ کرنے پر میہڑ سے تعلق رکھنے والے دیدار علی جانوری کی سرپرستی میں محلّہ لقمان خیرپور میں لال بخش جانوری کی رہائش گاہ پر جرگہ ہوا جس میں اس کے باپ پر پانچ لاکھ جرمانہ عائد کیا گیا اور باپ پر تشدد کر کے زبردستی فیصلہ منوایا گیا۔اور جرمانہ کی رقم ایک ہفتے کے اندر ادا کرنے کے احکامات دیے گئے۔ایک ہفتہ گزر جانے کے بعد رقم کا بندوبست نہ ہونے پر برادری کے لکھمیر، رفیق، جمیل، بشیر، اربیلی، شہزاد اور سکندر نے اسے زبردستی اٹھا کر شادی کرانا چاہی، چیخنے اور مزاحمت کرنے پر ملزمان اسے اور اس کے باپ کو زخمی کر کے فرار ہو گئے۔

معذور نوجوان شہزاد جانوری کا بیان

شہزاد جانوری کا کہنا تھا کہ بادشاہ زادی کے بھائی بشیر جانوری کی شادی اس کی بہن سے ہوئی تھی اور وٹہ سٹہ کی بنیاد پر بادشاہ زادی سے اس کا رشتہ طے ہوا تھا۔کچھ برس قبل بجلی کا کرنٹ لگنے سے اس کے دونوں بازو ضائع ہو گئے۔لڑکی کی طرف سے شادی کے انکار پر ان کے سردار دیدار علی جانوری نے فیصلہ کیا کہ یا تو لڑکی کا باپ پانچ لاکھ جرمانہ ادا کرے بصورت دیگر لڑکی کی شادی اس کے دوسرے بھائی سے کرائی جائے گی۔اللہ واریو کو سردار کا فیصلہ ماننا پڑے گا۔

ایس ایچ او تھانہ برادی جتوئی کا بیان

ایس ایچ او غلام سرور بھیو کا کہنا تھا کہ فریادی ابھی تک مقدمہ درج کرانے نہیں آئے اگر آئے تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ایس ایس پی خیرپور غلام اظفر میہڑ کا کہنا تھا کہ جرگہ غیر قانونی ہے۔معاملے کی چھان بین کے لیے پولیس کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں، تحقیقات مکمل ہونے کے بعد کارروائی کی جائے گی۔

(عبدالمنیم ابڑو)

معمولی تنازع پر فائرنگ، ایک شخص قتل

لکی مروت گاؤں ابا خیل میں ایک شخص کو معمولی تنازعے پر فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔سید الرحمان اور ان کے بھائی شفیع الرحمان موٹر سائیکل پر لکہ خیل سے اپنے گاؤں ابا خیل آ رہے تھے کہ راستے میں ملزمان نور نے فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں شفیع الرحمان موقع پر جاں بحق ہو گیا۔سید الرحمان بال بال بچ گیا۔ملزمان اپنی موٹر سائیکل پر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔پولیس نے سید الرحمان کی مدعیت میں مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔واقعہ 14 جولائی کو پیش آیا تھا۔

(محمد ظاہر شاہ)

گھر میں گھس کر نوجوان کو ہلاک کر دیا

قلات یکم جولائی کو قلات کی تحصیل سوراب کے علاقہ جیوا میں مسلح افراد نے ایک گھر میں گھس کر ایک نوجوان نادر خان کو فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا جو کہ ہسپتال منتقلی کے دوران راستے میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔متاثرہ شخص کے خاندان والوں نے کہا کہ ان کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے تاہم انتظامیہ نے شک کی بنیاد پر یاسین نامی شخص کو گرفتار کر لیا تھا۔

(محمد علی دہوار)

بھابھی اور بھتیجی پر تیزاب پھینک دیا

کرم ایجنسی وسطی کرم ایجنسی کے علاقے دایہ میں دیور نے بیوہ بھابی پر تیزاب ڈال دیا جسکے نتیجے وہ اور اس کے ساتھ اس کی پانچ سالہ بیٹی بری طرح جھلس گئیں۔تیزاب پھینکنے کا یہ واقعہ رمضان المبارک سے ایک روز قبل پیش آیا تھا مگر اسے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔وسطی کرم ایجنسی کے علاقے دایہ میں گھریلو ناچاقی کی بناء پر دیور نے اپنی بیوہ بھابھی اور پانچ سالہ بھتیجی پر تیزاب ڈال کر جلا دیا جنہیں تشویشناک حالت میں طبی امداد دینے کے لئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔متاثرہ خاتون زاہدہ بی بی کے بھائی کریم گل کے مطابق تین سال قبل اس کی بہن کا شوہر فوت ہو گیا تھا لیکن وہ اپنے سسرال ہی میں اپنی پانچ سالہ بیٹی سلمٰی کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔شوہر کی وفات کے بعد دیوروں کے اکثر اوقات اس کے ساتھ لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے تاہم رمضان المبارک سے ایک روز قبل اس کے دیور محمد عالم خان نے زاہدہ بی بی کو نشہ دینے کے بعد ان پر تیزاب ڈال دیا جس کے نتیجے میں اس کا پورا جسم جھلس گیا اور اس واقعے میں اس کی پانچ سالہ بیٹی سلمٰی بھی جھلس گئی ہے۔یہ واقعہ رمضان المبارک سے ایک روز پہلے پیش آیا تھا تاہم اس واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا تھا اور زاہدہ بی بی کے اکلوتے بھائی کریم گل کے سعودی عرب سے واپس آنے کے بعد منظر عام پر آیا۔

(محمد حسن)

خواجہ سراؤں کے حقوق سے متعلق بل کا مسودہ تیار

اسلام آباد وفاقی محتسب نے خواجہ سراؤں کے حقوق سے متعلق بل کا مسودہ تیار کر لیا جس کے مطابق مقامی اور قومی سطح پر خواجہ سراؤں کی سیاسی نمائندگی کے لیے 3 فیصد کوٹہ مختص کیا جائے گا۔بل کا مسودہ وفاقی محتسب نے شراکت داروں کی مشاورت سے تیار کیا ہے۔خواجہ سراؤں کو امتیاز کی بنیاد پر ملازمت دینے سے انکار یا برخاست نہیں کیا جائے گا، جبکہ تعلیمی اداروں اور ملازمت میں ان کے لیے 3 فیصد کوٹہ مختص کیا جائے گا۔خواجہ سراؤں کو صحت کی سہولیات کی فراہمی میں ناز یبا سلوک کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔انہیں ہراساں کرنے کی ممانعت ہو گی، جبکہ حکومت ان کے تحفظ کے سینٹرز اور محفوظ گھر قائم کرے گی۔بل کے مسودے میں تجویز دی گئی ہے کہ خواجہ سراؤں کے لیے علیحدہ حوالات اور جیل میں علیحدہ سیل قائم کیا جائے، انہیں ووکیشنل تربیت دی جائے گی اور کاروبار شروع کرنے کے لیے آسان شرائط پر قرضے اور گرانٹس دی جائیں گی۔جائیداد کے معاملے پر خواجہ سراؤں سے امتیاز نہیں برتا جائے گا، جائیداد میں میل خواجہ سرا کو مرد اور فی میل خواجہ سرا کو خاتون کا حصہ دیا جائے گا۔بل کے مطابق خواجہ سراؤں کو ووٹ کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا، خواجہ سرا کے الیکشن لڑنے پر امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا جبکہ مقامی اور قومی سطح پر خواجہ سراؤں کی سیاسی نمائندگی کے لیے تین فیصد کوٹہ مختص کیا جائے گا۔ہسپتالوں میں خواجہ سراؤں کے لیے محفوظ ماحول بنایا جائے گا اور میڈیکل اخراجات کے لیے انشورنس اسکیم بنائی جائے گی۔خواجہ سراؤں کو اسمبلی منعقد کرنے کا اختیار ہو گا، کسی تفریحی، عوامی اور مذہبی مقام پر جانے سے خواجہ سراؤں کو نہیں روکا جائے گا۔

(بشکریہ ڈان)

میراث مسلسل توجہ اور پیار مانگتی ہے

وسعت اللہ خان

اگر مغرب اسے لوٹ کے نہ لے جاتا تو شاید آدھی نادر کتابوں میں پکوڑے بندھ چکے ہوتے، آدھی فٹ پاتھ پر ہوتیں۔ اور معدودے چند سرکاری لائبریریوں میں بھی ہوتیں تو دیمک اور مکڑیوں کے پہرے میں۔ کم ازکم اب یہ تو ہے کہ کوئی بھی علم کا پیاسا یورپ کی کسی بھی لائبریری یا میوزیم میں محفوظ اپنے اجدادی ورثے کی زیارت کرسکتا ہے، اپنے علمی شجرے کو چھوسکتا ہے۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

جب بھی ماسٹر عبدالطیف اقبال کی شہرہ آفاق نظم 'خطاب بہ جوانانِ اسلام' کا ایک ایک شعر زینہ بہ زینہ پڑھتے پڑھتے اس شعر پر آتے تو ان کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور ہم بچوں پر بھی افسردگی چھا جاتی۔ ماسٹر لطیف کچھ دیر بعد سنبھلتے ہوئے رندھی آواز میں کہتے 'بچو آج اتنا ہی، کل یہیں سے شروع کریں گے۔ مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی، جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل۔۔۔'

صدی بھر پہلے لکھی جانے والی یہ نظم یقیناً سننے اور سنانے والے کو جذباتی کردیتی ہوگی کیونکہ پوری مسلمان دنیا مغرب کے نوآبادیاتی شکنجے میں تھی۔ لیکن آج یہ نظم محض طاق میں دھرے دیے جیسی لگتی ہے۔ تعجب ہے میونخ اور ہائیڈل برگ سے فلسفہ کشید کرنے والے اقبال کو بالکل خوشی نہیں ہوئی کہ مسلمانوں کا علمی خزانہ یورپ میں کم ازکم محفوظ اور ہر علم جو کی دسترس میں تو ہے۔

بالکل ایسے ہی جیسے یونانی علوم کو عباسی بغداد میں مسلمانوں نے گلے لگایا تھا۔ اگر بارہ سو برس پہلے یہ خزانہ پاپائیت کی تاریکی سے منور یورپ کے نہاں خانوں سے نہ نکالا جاتا تو آج ارسطو، افلاطون اور سقراط کو یورپ میں بھی کتنے جانتے؟

ایسی اقوام کو تو سلام کرنا بنتا ہے جو کتابیں یا تہذیبی شہہ پارے جلانے یا دریا برد کرنے کی بجائے انہیں لوٹ لیں اور پھر اپنے ہاں محفوظ کرلیں۔ جو علمی خزانہ آج برطانوی میوزیم، برطانوی لائبریری، انڈیا آفس لائبریری اور یورپی دارالحکومتوں میں ہے۔

اگر مغرب اسے لوٹ کے نہ لے جاتا تو شاید آدھی نادر کتابوں میں پکوڑے بندھ چکے ہوتے، آدھی فٹ پاتھ پر ہوتیں۔ اور معدودے چند سرکاری لائبریریوں میں بھی ہوتیں تو دیمک اور مکڑیوں کے پہرے میں۔ کم ازکم اب یہ تو ہے کہ کوئی بھی علم کا پیاسا یورپ کی کسی بھی لائبریری یا میوزیم میں محفوظ اپنے اجدادی ورثے کی زیارت کرسکتا ہے، اپنے علمی شجرے کو چھوسکتا ہے۔

کاش بامیان کے دو بدھا بھی انگریز ہی لے جاتے، کابل اور بغداد کے عجائب گھر، موصل کے نینوائی کھنڈرات کے پہرے دار سینکڑوں ٹن وزنی ہزاروں برس پرانے سنگی مجسمے اور ٹمبکٹو کے ہزار برس پرانے مسلمان کتب خانے اور مکہ اور مدینہ میں جدید ہوٹلوں تلے کچلے جانے والے مقدس آثار بھی لے جاتے۔ کم ازکم آئندہ نسلیں انہیں دیکھ تو پاتیں۔

کاش موصل کی آٹھ سو برس پرانی مسجدِ نوری جھکے ہوئے مینار سمیت برلن، پیرس یا لندن منتقل ہوجاتی اور کوئی حضرت یونس علیہ سلام کا مرقد اور امام موسیٰ کاظم کا روضہ اور پالیرمو کا رومن اکھاڑہ بھی ڈائنامائیٹ بندھنے سے پہلے گٹھڑی میں باندھ کے لے جاتا۔

ہلاکو نے تو محض چند شہر اور کتب خانے جلائے، پچھلے دس بیس برس میں تو تاریخ ہی اڑادی گئی۔ مگر صرف طالبان، داعش یا بوکوحرام کو کوسنے سے کیا ہوگا؟

کیا بڑے میاں کے مرنے کے تیسرے ہی دن زندگی بھر ورق ورق جمع کردہ ان کا کتب خانہ فٹ پاتھی کباڑیوں کو چند ہزار رپلی میں فروخت کردینے والی پڑھی لکھی اولاد کسی ہلاکو سے کم ہے؟ کیا میوزیم میں اصلی مجسموں کو جعلی بدھا اور دونمبر گندھارا تہذیب سے بدلنے والے ثقافتی ڈاکو کسی بوکوحرام سے پیچھے ہیں؟

کاش جان مارشل اور مورٹیمر وھیلر ہڑپا اور موہنجو دڑو بھی لندن بھجوا دیتے۔ کم ازکم ان کے آثار پر فصلیں تو نہ لہلہاتیں، سٹوپا کی چوٹی تک لونڈے شرط باندھ کے موٹر سائیکل کی ون ویلنگ تو نہ کرتے۔ شکر ہے نوے فیصد موہن جودڑو اور ہڑپا ابھی زیرِ زمین ہیں۔

جو قوم ہزار روپے کا چکن تکہ پانچ سو روپے کی کتاب سے زیادہ سستا سمجھے، جہاں کتابوں کی دکانیں گیراجوں میں بدل رہی ہوں، جہاں بوریوں میں بند سرکاری دستاویزات کو زوار زیدی جیسا کوئی تنہا پاگل سیکریٹریٹ کی چھت سے خود پیسے دے کرا تروا کے جناح پیپرز کی شکل دے اور پروجیکٹ ختم ہوتے ہی اس کا سامان گھر سے نکال کے فٹ پاتھ پر رکھ دیا جائے۔ ایسے سماج کو جہالت ہی سجتی ہے۔

میراث مسلسل توجہ اور پیار مانگتی ہے۔ تہذیبی نامردوں کے ساتھ اس کا گزارہ تادیر ممکن نہیں؟

(بشکریہ بی بی سی اردو)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
  جو خامیاں/ کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ/اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

تعلیم

طالب علم تیزاب گردی کا شکار

قـــلات قلات کے علاقے گیاوان میں نامعلوم موٹر سائیکل سوار بی آر سی خضدار کے طالب علم پر تیزاب پھینک کر فرار ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق، بی آر سی خضدار کے طالب علم محمد حسنین عید کی چھٹیاں منانے اپنے گھر واقع گیاوان قلات آیا ہوا تھا۔ وہ اپنے گھر سے باہر کسی کام کو نکلا تھا اور شام کے وقت واپس جا رہا تھا کہ ایک موٹر سائیکل پر دو نقاب پوش افراد پیچھے سے آکر اس کے چہرے پر تیزاب پھینک کر فرار ہو گئے جس کی وجہ سے 15 سالہ لڑکے کا چہرہ اور جسم متاثر ہوا۔ واقعہ کے بارے میں اس کے بھائی نے بتایا کہ ان کی کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ متاثرہ فرد کو سول ہسپتال قلات پہنچایا گیا اور وہاں سے کوئٹہ ریفر کر دیا گیا تھا۔

(محمد علی دہوار)

سکولوں کے لیے مختص 20 کروڑ روپے خرچ نہ ہو سکے

حیدرآباد 13 جون، ضلع ٹیاری میں سکولوں کے لیے ملنے والی 20 کروڑ روپے سے زائد کی رقم استعمال نہ ہو سکی۔ تفصیلات کے مطابق سیکرٹری تعلیم سندھ کی جانب سے ضلع ٹیاری کے 200 پرائمری اور 30 سیکنڈری سکولوں کے طلبا وطالبات اور اساتذہ کی سہولت کے لیے سکولوں کو سولر سسٹم سے آراستہ کرنے کے علاوہ چار دیواری، بیت الخلاء اور ٹھنڈے پانی کے واٹر کولر نصب کرنے کے لیے بیس کروڑ روپے سے زائد رقم جاری کی گئی۔ محکمہ ایجوکیشن ٹیاری نے پہلے مرحلے میں بجلی اور دیگر سہولتوں سے محروم سکولوں کی رپورٹ کے بعد ٹینڈر جاری کر دیے تھے تاہم سیاسی وڈیروں کی جانب سے مذکورہ سہولتوں کو اپنے پسندیدہ علاقوں میں منتقل کرنے کے لیے اعلیٰ سیاسی قیادت کی سرپرستی میں کی گئی بھرپور کوششوں کے باعث منصوبہ تاخیر کا شکار ہو کر ختم ہو گیا۔ ذرائع کے مطابق تعلیم کی ترقی کے لیے ملنے والے فنڈز سے ہالا، نیو سعید آباد اور ٹیاری تعلقوں میں سکولوں کی مرحلہ وار حالت بہتر بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ ذرائع کے مطابق تعلیم کی ترقی اور معیاری سکولوں کے لیے سیکرٹری تعلیم سندھ کی کوششیں ناکام بنادی گئیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

مظاہرین طالبعلموں کے خلاف غیر ضروری طاقت کا استعمال

لـنـڈی کـوتـل 9 مئی کو گورنمنٹ ڈگری کالج لنڈی کوتل کے 15 طالبعلم خاصہ دار فورس کی فائرنگ سے زخمی ہوئے۔ طالب علم حکومت کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور انہوں نے لنڈی کوتل بائی پاس بطور احتجاج بند کر دیا تھا۔ ایک طالبعلم رہنما عامر آفریدی جو کہ خود بھی فائرنگ کا نشانہ بنا، کے مطابق طالبعلم پولیٹیکل ایڈمنسٹریشن کی طرف سے طالبعلموں کا وظیفہ ختم ہونے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ 1974ء میں ڈگری کالج لنڈی کوتل کے قیام کے وقت کالج کے طالبعلموں کے لیے 500 روپے سالانہ وظیفے کا اجراء کیا گیا تھا جو کہ انہیں ملتا تھا مگر دو برس قبل پولیٹیکل انتظامیہ نے یہ وظیفہ ختم کر دیا۔ وقوعہ والے دن تقریباً 200 طلبہ پرامن مظاہرہ کر رہے تھے، تاہم خاصہ دار فورس کے اہلکار جمشید سلیمانی کی قیادت میں آئے اور مظاہرین طلباء کو مظاہرہ فی الفور ختم کرنے بصورت دیگر تلخ نتائج کی دھمکیاں دیں۔ طلباء نے انہیں بتایا کہ وہ پرامن احتجاج کر رہے ہیں مگر سکیورٹی اہلکاروں نے انہیں پیٹنا شروع کر دیا اور ہوائی فائرنگ کی جس کے باعث رحیم اللہ شینواری، شاہ فہد، ادریس، راحت اور عامر آفریدی شدید زخمی ہوئے جبکہ 10 اور طالب علم معمولی زخمی ہوئے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ڈائریکٹر ایجوکیشن فاٹا مسٹر ہاشم خان نے انہیں بتایا تھا کہ محکمہ کی طرف سے فنڈز منظور ہو کر آ گئے ہیں مگر پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر سے انہیں طالبعلموں میں تقسیم نہیں کیا جا رہا۔ انہوں نے لنڈی کوتل پریس کانفرنس کی تاہم پرنٹ والیکٹرانک میڈیا نے ان کے موقف کو کوریج نہ دی جس کے بعد، انہوں نے 22 مئی کو پشاور پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا اور گورنر ہاؤس بھی گئے مگر حکام نے ان کے مسئلے کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ عامر آفریدی کا کہنا تھا کہ اگر ان کے مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تو وہ دوبارہ احتجاج کریں گے۔ فاٹا اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے صدر، شوکت عزیز کے بقول، طلباء پرامن احتجاج کر رہے تھے۔ وہ حکومت سے طلباء کو وظائف کے اجراء کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ لین آفیسر لنڈی کوتل اور خیبر خاصہ دار فورس کے دیگر اہلکاروں نے طالبعلموں کے خلاف غیر ضروری طاقت کا استعمال کیا۔ لین آفیسر لنڈی کوتل مسٹر جمشید کے مطابق طلباء نے سڑک پر ٹریفک کی درآمدورفت بند کی ہوئی تھی جسے کھلوانے کے لیے خاصہ دار فورس کے اہلکار آئے۔ انہوں نے طلباء سے مذاکرات کیے جس پر طلباء نے سڑک کو ٹریفک کی روانی کے لیے کھول دیا۔ بعدازاں عامر آفریدی نے پھر سڑک بلاک کر دی جس پر خاصہ دار فورس کے اہلکاروں نے ہوائی فائرنگ بھی کی۔ ان کے مطابق وہ طالبعلموں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔ ان کے بقول وقوعے میں بعض طالبعلم معمولی زخمی ہوئے تھے۔ مسٹر جمشید نے مزید بتایا کہ وقوعہ والے دن کالج میں انگریزی کے مضمون کا پرچہ تھا اور طالبعلم کالج کے ایک ٹیچر مسٹر شاہ محمد کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور ان کی برطرفی کا مطالبہ کر رہے تھے۔

(محمد ارشاد)

مڈل اور گرلز پرائمری سکول متعدد مسائل کا شکار

ہنگو گورنمنٹ مڈل اور پرائمری سکول زنانہ میرو بک گوناگوں مسائل کا شکار ہے چار دیواری نہ ہونے اور سٹاف کی کمی کی وجہ سے طالبات شدید مشکلات سے دوچار ہیں، عوامی نمائندے اور ضلعی انتظامیہ اور محکمہ تعلیم کے افسران خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں ان خیالات کا اظہار ویلیج کونسل میرو بک بانڈہ کے ڈسٹرکٹ ممبر ملک ظریف نے پریس کلب ہنگو میں صحافیوں کو ایک تحریری بیان دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ روز انہوں نے عوامی شکایات پر گورنمنٹ مڈل اور پرائمری سکول زنانہ میرو بک کے مسائل کے بارے میں علاقہ مشران اور اساتذہ سے تبادلہ خیال کیا۔ مڈل سکول میں سٹاف کی کمی اور گرلز پرائمری سکول کی چار دیواری اور حفاظتی تار نہ ہونے پر شدید برہمی کا اظہار کیا۔ انہوں نے اعلیٰ حکام، صوبائی حکومت، محکمہ ایجوکیشن کے افسران سے پرزور مطالبہ کیا کہ وہ مڈل سکول میں سٹاف کی کمی کو پورا کریں اور پرائمری سکول کی چار دیواری کی تعمیر اور حفاظتی تار لگا کر طالبات کے مسائل کا ازالہ کیا جائے۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

نچلی ذات کے 65 ہندو جوڑوں کی اجتماعی شادی

جی این مغل

یہ ایک منفرد قسم کی تقریب تھی جس میں چند مالدار ہندوؤں نے مل کر سندھ کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے نچلی ذات کے 65 ہندو جوڑوں کی اجتماعی شادی کا اہتمام کیا تھا۔ یہ تقریب حیدرآباد شہر سے باہر ہٹڑی کے علاقے کے نزدیک ایک فیکٹری کی حدود میں منعقد کی گئی تھی۔ اس تقریب میں مجھے بھی مدعو کیا گیا تھا لہٰذا اس تقریب میں شرکت کرنے کا مجھے بھی اعزاز حاصل ہے۔ جی ہاں اس تقریب میں شرکت کو میں اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے پہلے سندھ میں پاکستان سے پہلے اور بعد میں بھی ہندو سیٹھ نچلی ذات کے ہندوؤں کے جوڑوں کی شادی کا اہتمام کرتے رہے ہیں مگر ان جوڑوں کی تعداد 8-10 سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ شاید ایسی تقریبات ہندوستان میں بھی ہوتی ہیں مگر میری اطلاعات کے مطابق وہاں بھی ہونے والی ایسی تقریبوں میں زیادہ سے زیادہ 20-10 جوڑوں کی اجتماعی شادی کرائی جاتی تھی مگر ایک ہی تقریب میں 65 غریب اور نچلی ذات کے ہندوؤں کی اجتماعی شادی کی تقریب یقیناً ایک غیر معمولی واقعہ ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہاں ذہن میں یہ بھی سوال اٹھتا ہے کہ آخر ہم مالی طور پر خوشحال مسلمان مل کر غریب مسلمانوں کی اجتماعی شادی کی تقریب کا اہتمام کیوں نہیں کرتے؟ برائے مہربانی مجھے یہ کہنے دیجئے کہ شاید ہم مسلمانوں میں ابھی یہ شعور پیدا نہیں ہوا۔ اب ہم میں یہ شعور کیسے پیدا ہوگا جبکہ اب ہم کرپشن اور ایسے دیگر ہتھکنڈوں سے چند سالوں میں لکھ پتی اور کروڑ پتی بننا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ تقریب نہ صرف سندھ کے مالدار مگر پاکستان کے دیگر علاقوں اور حتیٰ کہ ہندوستان کے لئے بھی ایک اہم پیغام ہے۔ اب دیکھیں اس پیغام کے پس منظر میں ایسی قابل تعریف تقریبات کہاں کہاں ہوتی ہیں، میں نے کیوں اس تقریب میں شرکت کی اس کی تفصیلات بعد میں پیش کرتا ہوں۔ اس مرحلے پر میں چاہتا ہوں کہ ایک اور ایسی غیر معمولی تقریب جس کا اہتمام بھی ہندو برادری نے کیا تھا اس کا ذکر کرتا چلوں۔ رمضان شریف کے آخری عشرے میں حیدرآباد کے تقریباً 15-10 ہندو ڈاکٹروں کی طرف سے اپنے مسلمان دوستوں کے اعزاز میں شہر کے ایک کلب میں افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی ایک انتہائی اہم تقریب تھی، اس تقریب میں شرکت کرنے والے ہم کچھ دوستوں نے اس تقریب کو نہ فقط سندھ بلکہ پاکستان کے دیگر علاقوں کے مسلمانوں کے لئے ایک انتہائی اہم پیغام کہا۔ میرے خیال میں ایسی تقریب سندھ بھر میں تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان یکجہتی پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ بن سکتی ہے، اب کچھ مسلمانوں کے درمیان یہ تجویز زیر بحث ہے کہ آئندہ ہندوؤں کے دھرمی دنوں مثلاً دیوالی وغیرہ کے موقع پر مسلمان گروپوں کی طرف سے بھی ہندو دوستوں کو استقبالیہ دیا جائے، اگر یہ سلسلہ چل نکلتا ہے تو اس سے سندھ بھر میں مذہبی منافرت کافی حد تک دفن ہوسکتی ہے۔ مگر یہ خود ہندوستان کے لئے بھی ایک پیغام تصور کیا جا رہا ہے۔ اب میں اس تقریب کی تفصیلات پیش کروں گا۔ ایک سینئر صحافی جنہوں نے بھی اس تقریب میں شرکت کی اور تقریب کی تفصیلی کوریج کی اور مجھے دعوت دینے والے سیٹھ ٹیکامل نے ہمیں بتایا کہ ہم کوئی مالی طور پر خوشحال 25-20 ہندوؤں نے 5-5 لاکھ روپے کا چندہ جمع کر کے اس شاندار تقریب کا اہتمام کیا تھا۔ یہ تقریب جمعہ 7 جون 2017ء کو منعقد ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ ان 65 ہندو جوڑوں کی شادی کا اہتمام کیا گیا ہے جو نہ صرف انتہائی غریب تھے بلکہ ان کی شادی مطلوبہ رقم نہ ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ سے رکی ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ فقط ان جوڑوں کی شادی کرائی گئی جو شادی کی لائق عمر کے تھے اور ساتھ ہی فقط ان جوڑوں کو شادی کے لیے منتخب کیا گیا تھا جن کے پاس این آئی سی تھا۔ بقول ان کے کچھ ایسے جوڑے بھی آئے جن میں سے کسی کی عمر ابھی شادی کے لائق نہیں تھی بلکہ کم تھی اور ان کو شادی کے لیے منتخب نہیں کیا گیا جن کے پاس شناختی کارڈ نہیں تھے۔ یہ بات بھی قابل تعریف تھی کہ اس تقریب میں سینکڑوں نہیں بلکہ چند ہزار افراد نے شرکت کی۔ ان میں وہ لوگ تھے جو شادی کرنے والے جوڑوں کے قریبی عزیز اور پڑوسی تھے۔ وہ بھی اتنے غریب تھے کہ وہ خود یہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ لہٰذا ان کے اس تقریب میں شرکت کے لیے آنے والوں کو وہاں پہنچانے کا بندوبست بھی ان چند ہندو برادری کے مالدار لوگوں نے کیا تھا۔ یہ بات بھی قابل تعریف تھی کہ جو جوڑے آ رہے تھے ان کو پہلے رجسٹر کیا جاتا تھا اور ان میں ہر ایک جوڑے کو ایک کمرہ دیا جاتا تھا تاکہ وہ دولہا اور دلہن بننے اور دولہے اور دلہن کا لباس پہن لیں۔ ان جوڑوں کے لیے تقریب میں بیٹھنے کے لئے ایک خاص جگہ مخصوص کی گئی تھی۔ ان سارے مدعوئین کو کھانا بھی اعلیٰ معیار کا فراہم کیا گیا۔ اب میں تقریب کی مزید تفصیلات پیش کر رہا ہوں جن کے مطابق ان جوڑوں کی شادیاں بھی ہندو دھرم کے تحت کرائی گئیں۔ یہ تقریب آل ہندو کاؤنسل کے لبرل پینل کی طرف سے منعقد کی گئی جو 25-20 مالدار ہندوؤں پر مشتمل ہے۔ شادی کرنے والے جوڑوں میں نچلی ذات کے ہندو مثلاً اوڈ، بھیل، کولہی، باگڑی اور ٹھاکر شامل تھے۔ مختلف برادریوں کے ان ہندو جوڑوں کی ہندو دھرم کی رسموں کے مطابق شادی کرائی گئی، پنڈتوں نے ان جوڑوں کو اجتماعی طور پر پھیرے دلوائے۔ آل ہندو کاؤنسل کی طرف سے جوڑوں کو جہیز میں سلائی مشینیں، پنکھے، ڈنر سیٹ، مصنوعی زیورات، برتنوں کے سیٹ، پانی کے کولر و دیگر سامان فراہم کیا گیا۔ ان جوڑوں کا تعلق خاص طور پر گھانگھرا موری، شیخ بھرکیو، ذیل پاک کالونی حیدرآباد، کنری، مٹھی، تھر، نوابشاہ اور دیگر علاقوں سے تھا۔

> کچھ ایسے جوڑے بھی آئے جن میں سے کسی کی عمر ابھی شادی کے لائق نہیں تھی بلکہ کم تھی اور ان کو شادی کے لیے منتخب نہیں کیا گیا جن کے پاس شناختی کارڈ نہیں تھے۔

اجتماعی شادی کرنے کے لیے آنے والے جوڑوں نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ غربت کی وجہ سے وہ شادی نہیں کر پا رہے تھے ان کے شادی کے معاملات کئی ماہ اور سالوں سے طے ہو چکے تھے۔ انہوں نے اس بات کی تعریف کی کہ ہندو بیوپاریوں نے غریب ہندوؤں پر بڑا احسان کیا ہے۔ تقریب میں لبرل پینل کے سرپرست کشنہ چند آڈوانی، سیٹھ ٹیکامل مسلم لیگ (ن) کے مناریٹی ونگ سے تعلق رکھنے والے کیپٹل داس کوہستانی، ڈاکٹر شام سندر آڈوانی، جینا نند کوہستانی، نوجوان رمیش گپتا، رمیش کمار، ڈاکٹر جسومل، سینیٹر لال مالہی، جئے پرکاش و دیگر نے تقریب سے خطاب بھی کیا۔ پی پی سینیٹر کھٹومل جیون نے سندھ حکومت کی طرف سے شادی کرنے والے جوڑے کو 10-10 ہزار روپے دینے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ پی پی حکومت نے اقلیتی کوٹہ کے تحت ہندو بھائیوں کو نوکریاں دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ سندر شام نے کہا کہ ان 65 جوڑوں کی شادی کسی بھی ادارے کی مدد کی بجائے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے اصول کے تحت کرائی گئی ہیں۔

(بشکریہ جنگ)

ذہنی امراض کا بڑھتا ہوا رجحان تشویش کا باعث ہے

اسرارالدین اسرار

اگر آپ کے آس پاس کوئی بھی شخص بلاوجہ آپ سے الجھ جاتا ہے، غیر ضروری موضوعات پر گھنٹوں بحث کرتا ہے، ہر چھوٹی بات پر غصے میں آپے سے باہر ہوجاتا ہے، بات بات پر گالیاں نکالتا ہے، آپ کی مناسب دلیل کو سنے سمجھے اور عمل کیے بغیر اپنی سوچ پر اڑے رہتا ہے، دس دس گھنٹوں کی گفتگو میں موضوع کو سمیٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، لہجے میں نرمی کی بجائے ہر وقت تلخی رہتی ہے، مسکرانے سے محروم ہے، نیند کی دوائی کھاتا ہے یا عادی نشئی ہے، روز کسی نہ کسی سے لڑتا ہے، زندگی میں بے ترتیبی ہے اور مقصدیت سے عاری ہے، معاشرے سے نفرت کرتا ہے، ہر بات کا منفی پہلو نکالتا ہے، ہر کام میں نقص ڈھونڈتا ہے، زندگی سے بے زاری کا اظہار کرتا ہے، لوگوں کو اذیت دیکر فرحت محسوس کرتا ہے اور اپنی خوبیاں خود بیان کرتا ہے، غمگین یا اداس رہتا ہے، پریشان خیالات کا مالک اور کسی کام میں توجہ مرکوز کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے، پریشانیوں سے خوف زدہ ہوجاتا ہے یا اپنے آپ کو انتہاء کی حد تک مجرم تصور کرتا ہے، مزاج میں انتہاء کی حد تک اتار چڑھاؤ آتا ہے، دوستوں اور رشتہ داروں سے کبھی قریب اور کبھی بہت دور ہوجاتا ہے، تھکا تھکا رہتا ہے، حقیقت سے منہ موڑتا اور خیالی دنیا میں رہتا ہے، روزمرہ کے مسائل پر پریشانی میں بے قابو ہوجاتا ہے، حالات کو سمجھنے میں مشکل کا سامنا کرتا ہے، کھانے پینے میں بے احتیاط ہوجاتا ہے، انتہاء کی حد تک جنسی خواہش کی لت کا شکار ہوجاتا ہے یا جنسی بے زاری کا اظہار کرتا ہے، دشمنی کی حد تک غصہ، نفرت اور تشدد پر اتر آتا ہے اور بعض اوقات خودکشی کا سوچتا ہے یا اسی طرح کی دیگر منفی خصلتیں رکھتا ہے تو ماہرین کے مطابق یہ کسی ذہنی بیماری کے علامات ہوتی ہیں۔ ممکن ہے وہ ذہنی مریض ہو مگر وہ ان تمام عادتوں یا خصلتوں کو اپنی خوبیاں سمجھتا ہو۔ ایسے لوگوں کے ساتھ الجھنے کی بجائے مریضوں جیسی ہمدردی کرنے کی ضرورت ہے۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق پاکستان میں ذہنی مریضوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے اور اب یہ تعداد پانچ کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ جن میں ڈیڑھ سے ساڑھے تین کروڑ نوجوان شامل ہیں جو کہ پاکستان کی کل آبادی کا دس سے بیس فیصد ہیں۔ کراچی پریس کلب میں پچھلے سال ذہنی امراض سے متعلق منعقد ہونے والی ایک بحث کے دوران ڈاکٹر عائشہ چیئرپرسن شعبہ نفسیات آغا خان یونیورسٹی نے کہا تھا کہ پاکستان میں دو کروڑ بچوں کو ذہنی امراض کے ماہرین کی توجہ درکار ہے۔ ہر سال دس اکتوبر کو ذہنی صحت کا دن بھی منایا جاتا ہے مگر اس سلسلے میں اقدامات تاحال ناکافی ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں صرف چار سو ذہنی امراض کے ماہرین موجود ہیں جبکہ صرف پانچ ہسپتال قائم ہیں۔

ماہرین کے مطابق ذہنی امراض کے بڑھنے میں سماجی و معاشی عدم توازن، سیاسی عدم استحکام، غیر مستقل پالیسیاں، عدم برداشت، انتہاء پسندی، غیرت کے نام پر سرزد ہونے والے جرائم، ناقص نظم ونسق، کرپشن، اقربا پروری، رشوت ستانی، میڈیا میں دکھائے جانے والے منفی کریکٹرز اور پرتشدد واقعات، سماجی میڈیا یعنی انٹرنیٹ، موبائل اور کمپیوٹر کا غلط استعمال جیسے سماجی عوامل کارفرما ہیں۔ جبکہ دیگر وجوہات میں والدین کی عدم توجہی، نفسیاتی دباؤ، بچپن میں جنسی یا جسمانی و نفسیاتی تشدد، سماجی تنہائی، امتیازی برتاؤ یا سماجی طعنہ زنی، کسی عزیز کا بچھڑنا، طویل ذہنی دباؤ، بے روزگاری یا ملازمت کا کھو جانا، ملازمت کے حوالے سے عدم تحفظ، غربت، قرضہ، کم مرتبہ، بے گھر یا گھر کی خستہ حالی، نشہ کا عادی ہونا، گھریلو تشدد، جنسی تشدد، کسی جرم سے متاثر ہونا، کوئی جسمانی یا ذہنی معذوری، زخم یا دیرینہ بیماری کے علاوہ موروثی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔

ماہرین کے مطابق ذہنی امراض کے بڑھنے میں سماجی و معاشی عدم توازن، سیاسی عدم استحکام، غیر مستقل پالیسیاں، عدم برداشت، انتہاء پسندی، غیرت کے نام پر سرزد ہونے والے جرائم، ناقص نظم ونسق، کرپشن، اقربا پروری، رشوت ستانی، میڈیا میں دکھائے جانے والے منفی کریکٹرز اور پرتشدد واقعات، سماجی میڈیا یعنی انٹرنیٹ، موبائل اور کمپیوٹر کا غلط استعمال جیسے سماجی عوامل کارفرما ہیں۔

ذہنی امراض کی تشخیص کے بعد اس کا باقاعدہ علاج ہوتا ہے مگر ہمارے ہاں ذہنی مرض کی تشخیص کو معیوب سمجھا جاتا ہے اس لیے لوگ اپنے ذہنی معائنے کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں۔ حالانکہ جس طرح ایک انسان جسمانی طور پر بیمار ہوجاتا ہے اسی طرح ذہنی اور نفسیاتی مرض کا لاحق ہونا کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ مگر بدقسمتی سے اس کو ایک رسوائی تصور کیا جاتا ہے اس لئے کوئی ذہنی مریض یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا ہے کہ ان کو کوئی ذہنی بیماری لاحق ہے اگر وہ کسی طرح مان جائے تو وہ تشخیص کے لئے ڈاکٹر کے پاس جانے کو عیب سمجھتا ہے کیونکہ ڈاکٹر کی طرف سے ان کا اگر ذہنی مرض تشخیص ہوگیا تو پھر وہ مصدقہ پاگل تصور کیا جاتا ہے اور اس کے لئے بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں سماجی تعلقات، شادی، دوستی اور ملازمت میں رکاوٹوں کا پیش آنا شامل ہیں۔

ذہنی امراض کے بڑھتے ہوئے اس رجحان پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس اہم مسئلے سے متعلق سماجی رویوں میں تبدیلی لائیں۔ صحت کے شعبے میں ذہنی امراض کے پہلو کی طرف خاص توجہ دینے اور اس مقصد کے لئے پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے بنیادی کام لوگوں کو آگاہی دینے کا ہے۔ عام لوگوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ ذہنی مرض میں مبتلا ہونا کوئی رسوائی نہیں ہے۔ یہ جسمانی بیماریوں کی طرح کی ایک بیماری ہے۔ جس طرح ہم جسمانی بیماریوں کا معائنہ کراتے ہیں اسی طرح ہمیں ذہنی امراض کا بھی معائنہ کرانا چاہئے۔ ذہنی امراض کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جن میں سے بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جو کہ مریض کی ذاتی کوشش اور عادتوں میں تبدیلی لانے سے دور ہوجاتی ہیں، بعض کے لیے کسی ماہر ذہنی امراض کی ضرورت ہوتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ذہنی امراض کے کسی ماہر کی طرف سے باقاعدگی سے دوائیاں تجویز کی جاتی ہیں۔ حکومتی سطح پر اس مقصد کے لئے آگاہی کے علاوہ ذہنی امراض کے مزید ہسپتال قائم کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جبکہ آئندہ سالوں میں ذہنی امراض کے ماہرین کی تعداد میں اضافے کے لیے بھی خاص اقدامات کی ضرورت ہے۔ جس ملک کی بیس فیصد آبادی اگر ذہنی مریض ہوجائے تو باقی ملک خود بخود مفلوج ہوسکتا ہے، اس لئے اس ضمن میں ایمرجنسی نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

ملک کے دیگر صوبوں کی طرح گلگت بلتستان میں بھی نشہ آور اور سکون دینے والی ادویات اور منشیات کا بے دریغ استعمال، خودکشیاں اور جرائم کے واقعات، عدم برداشت اور تشدد سمیت منفی رویوں کا پروان چڑھنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہاں بھی ذہنی امراض کی تعداد آبادی کے حساب سے وہی ہے جو پاکستان کے دیگر صوبوں میں ہے۔ پاکستان میں بیس فیصد افراد ذہنی امراض کا شکار ہیں۔ اسی تناسب سے گلگت بلتستان کی آبادی اگر بیس لاکھ تصور کی جائے تو یہاں ذہنی امراض کے شکار مریضوں کی تعداد چار لاکھ بن جاتی ہے جو کہ تشویش ناک ہے۔ یہاں اس مسئلے کی طرف آج تک توجہ نہیں دی گئی ہے۔ پورے گلگت بلتستان میں صرف سی ایم ایچ میں ماہر ذہنی امراض موجود ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں ماہرین نفسیات کے تعیناتی کے احکامات تو دیے گئے ہیں مگر تاحال کوئی تعیناتی کی خبر نہیں ہے۔ گلگت بلتستان میں ذہنی امراض کے مریضوں کی کتنی تعداد پائی جاتی ہے اس کے لئے محکمہ صحت کے زیر اہتمام سروے کرانے کے علاوہ یہاں ذہنی امرض کا ایک ہسپتال قائم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

عورتیں

بیوی کو قتل کردیا

لکی مروت لکی مروت کے علاقے ککہ خیل میں ایک شخص نے معمولی تنازعے پر فائرنگ کرکے اپنی بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ملزم زبیر نے ایک معمولی گھریلو جھگڑے پر بیوی پر فائرنگ کردی جس سے اس کی اہلیہ موقع پر دم توڑ گئی۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کرکے اس کے خلاف تھانہ غزنی خیل میں مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔ واقعہ 24 اپریل کو پیش آیا۔ (محمد ظاہر شاہ)

تورغر میں طالبات اور خواتین اساتذہ

تورغر تورغر میں لڑکیوں کی تعلیم سیاست کا شکار ہورہی ہے۔ یہاں پر جو بھی خواتین اساتذہ بھرتی ہوکر آتی ہیں ان کا تعلق مانسہرہ یا پھر دوسرے اضلاع سے ہوتا ہے۔ نوکری تو انہیں مل جاتی ہے مگر وہ جتنا جلدی ممکن ہو اپنا تبادلہ کروالیتی ہیں جس سے بچیوں کی تعلیم بہت متاثر ہوتی ہے۔ حکام بالا سے گذارش ہے کہ تورغر میں خواتین اساتذہ کے لئے بہتر رہائش اور سکیورٹی کا بندوبست کیا جائے تاکہ اساتذہ یہاں خوشی سے رہنے کو ترجیح دیں۔

(نامہ نگار)

پسند کی شادی کرنیوالے جوڑے پر حملے میں شوہر ہلاک، بیوی زخمی

کراچی کراچی کے علاقے سائٹ میں نامعلوم ملزمان کے حملے میں نوجوان شخص ہلاک جبکہ اس کی اہلیہ شدید زخمی ہوگئی۔ پولیس افسر کا کہنا تھا کہ قتل کا واقعہ علی الصبح پیش آیا لیکن مقتول کے پڑوسی نے پولیس کو دوپہر تقریباً 12 بجے اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کے جائے وقوع پر پہنچنے تک 26 سالہ راشد علی ہلاک ہوچکا تھا، جبکہ ان کی 26 سالہ اہلیہ شبینا ارشد کی حالت بھی پولیس کو بیان دینے کے قابل نہیں تھی۔ پولیس کے مطابق حملے میں شادی شدہ جوڑے کی ایک سالہ بیٹی محفوظ رہی۔ واقعہ سائٹ کے علاقے ولیکا میں جوڑے کے ایک کمرے کے کرائے کے گھر میں پیش آیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس پی) آصف احمد بوگھیو نے ڈان کو بتایا کہ جوڑے نے تقریباً دو سال قبل خیبر پختونخوا کے ضلع مالاکنڈ میں اپنی مرضی سے شادی کی تھی، جس کے بعد وہ کراچی منتقل ہوگئے تھے۔ انہوں نے جوڑے کو ان کے رشتہ داروں کی جانب سے حملے کا نشانہ بنائے جانے کا خدشہ ظاہر کیا۔ راشد علی کی لاش اور زخمی شبینا ارشد کو عباسی شہید ہسپتال منتقل کردیا گیا۔ (بشکریہ ڈان)

شوہر کے ہاتھوں بیوی کا قتل

پشاور 25 جولائی کو تھانہ انقلاب کے علاقے لگہ ولہ میں گھریلو ناچاقی کی بناء پر سنگدل شوہر نے فائرنگ کرکے اپنی بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پولیس نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے قاتل شوہر کو آلہ قتل سمیت گرفتار کرکے مقدمہ درج کرلیا۔ پولیس کے مطابق شکیل ولد ظریف خان سکنہ لگہ ولہ نے رپورٹ درج کرائی کہ اس کی بیٹی نرگس بی بی کی چھ سال قبل گل محمد نامی شخص کے ساتھ شادی ہوئی۔ 25 جولائی کو اسے اطلاع ملی کہ اس کی بیٹی کو اس کے شوہر نے فائرنگ کرکے قتل کردیا جیسے ہی وہ موقع پر پہنچا تو اس کی بیٹی اپنے گھر میں خون میں لت پت پڑی تھی، پولیس نے ملزم کو آلہ قتل سمیت گرفتار کرکے مقدمہ درج کرلیا تھا۔ (روزنامہ آج/ایکسپریس)

بھائی کے ہاتھوں بیوہ ہمشیرہ قتل

پشاور 25 جولائی کو تھانہ بھانہ ماڑی کے علاقے عطاء محمد گڑھی میں 14 سالہ کمسن بھائی نے اپنی بیوہ بہن کو فائرنگ کرکے قتل کردیا۔ ملزم موقع سے فرار ہوگیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔ ایس ایچ او بھانہ ماڑی اعجاز خان کے مطابق 24 جولائی کی رات عطاء محمد گڑھی میں طاہر ولد محمد افضل کی اپنی بیوہ ہمشیرہ زوجہ سمیع اللہ کے ساتھ تکرار ہوگئی۔ صبح ہوتے ہی ملزم طاہر نے فائرنگ کرکے اپنی ہمشیرہ کو فائرنگ کرکے قتل کردیا اور موقع سے فرار ہوگیا۔

(روزنامہ آج/ایکسپریس)

کم عمری کی جبری شادیاں سماجی بہبود میں رکاوٹ

بہاولپور بہاولپور کی تحصیل اوچ میں پولیس نے 15 سالہ لڑکی کا نکاح 72 سالہ بوڑھے سے کروانے پر لڑکی کے والد، نکاح خواں اور دولہا کو گرفتار کرلیا ہے۔ پاکستان میں 1929ء کے ایکٹ کے مطابق لڑکی کی شادی کے لیے کم از کم عمر 16 سال مقرر ہے مگر اس کے باوجود معاشرہ اس قانون کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں کیونکہ ہمارے معاشرے میں کم عمری کی شادی کو وقتی اور عارضی مسائل کا حل تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ ہمارے معاشرتی رویے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوسکتا ہے کہ کسی مرد کے جرم کی قیمت اس کے خاندان کی کسی عورت کو ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ بدقسمتی سے یہ سلسلہ ونی اور وٹہ سٹہ کی صورت میں آج بھی رائج ہے۔ اس کے علاوہ غربت اور نسل درنسل قرضوں کی ادائیگی کم عمر بچیوں کے رشتہ کی صورت میں بھی کی جاتی ہے۔ پاکستان میں پچیس فیصد لڑکیاں کم عمری میں بیاہ دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے زچہ بچہ کے مسائل میں اضافہ ہورہا ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر بیس منٹ میں ایک عورت زچگی کے دوران موت کے منہ میں چلی جاتی ہے جس کی وجہ کم عمری کی شادی اور خوراک کا مناسب نہ ہونا ہے۔ کم عمری کی شادی سے ماں کی جان کو ہی خطرات لاحق نہیں ہوتے بلکہ بچے کی نشوونما بھی شدید متاثر ہوتی ہے۔ توجہ طلب امر تو یہ ہے کہ قانون اور سماجی مسائل کی آگاہی کے باوجود ہمارے ہاں کم عمری کی شادی کا رجحان کم نہیں ہورہا اس کی وجہ حکومتی عدم توجہی کے علاوہ حکام کی اس حوالے سے خاموشی ہے۔ برادر مسلم ملک انڈونیشیا میں علماء نے ایک فتویٰ کے تحت لڑکی کی شادی کی عمر 18 سال مقرر کی ہے اور ملکی قانون نہ ہونے کے باوجود اس پر عملدرآمد ہورہا ہے۔ بہتر ہوگا کہ حکومت اس ناسور سے نجات کے لیے آگاہی مہم چلانے کے علاوہ علماء کرام کو کردار ادا کرنے پر آمادہ کرے تاکہ اس معاشرتی برائی سے نجات ممکن ہوسکے۔ (بشکریہ، 92 نیوز)

غیرت کے نام پر لڑکی قتل کردی

سوات 25 جولائی کو تحصیل کبل کے علاقے قلاگے میں غیرت کے نام پر 17 سالہ لڑکی قتل کردی گئی۔ والدین اور بھائی نے گھر کی دیگر خواتین کے ساتھ مل کر مقتولہ کو زہریلی دوا پلانے کے بعد پھندا ڈال کر ابدی نیند سلا دیا۔ پولیس نے مقتولہ کے والد کو گرفتار کرلیا۔ 25 جولائی کو رات 11 بجے کے قریب تحصیل کبل کے علاقے قلاگے میں ملزم گل ماخان، خان رحیم، مسماۃ نورینہ زوجہ گل ماخان، مسماۃ معشوق بی بی، مسماۃ حسن بینہ، شاہی بخت اور شمیم زوجہ پائنزیب نے مل کر غیرت کے نام پر سترہ سالہ لڑکی شاہ عزت دختر گل ماخان کو زہریلی دوا پلانے کے بعد پھندا ڈال کر قتل کردیا۔ ایف آئی آر میں والد کے بیان کے مطابق بتایا گیا ہے کہ مقتولہ کے معمور خان نامی شخص کے ساتھ تعلقات تھے جس کا خاندان والوں کو رنج تھا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی تھی۔ (روزنامہ ایکسپریس)

تحفظ فراہم کیا جائے

حیدرآباد 7 جون کو سندھ ہائی کورٹ حیدرآباد سرکٹ بنچ میں گولو بخشو کولہی المعروف نور بانو زوجہ محمد اقبال کی جانب سے دائر درخواست میں کہا گیا کہ اس کا تعلق ہندو کولہی برادری سے تھا، 2015ء میں گھر والوں نے اس کی شادی مسکین نامی شخص سے کی تھی جس سے اس کی چھ ماہ کی بیٹی ہے۔ شوہر اسے تشدد کا نشانہ بناتا تھا اور دس ماہ قبل اسے اپنے گھر سے نکال دیا تھا جس کے بعد سے وہ والدین کے گھر رہ رہی تھی۔ سابق شوہر سے طلاق کے بعد اس نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر 23 اپریل کو اپنی مرضی سے اسلام قبول کر لیا جس کے بعد اس کی شادی محمد اقبال سے کرا دی گئی۔ اسے نہ تو کسی نے اغواء کیا ہے اور نہ ہی حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے۔ اس نے مرضی سے اسلام قبول کر کے پسند کی شادی کی ہے لیکن والد اور رشتہ داروں نے اسلام قبول کرنے اور پسند شادی کرنے پر اس کے اغواء کا جھوٹا مقدمہ درج کرا کر اسے کاروکاری قرار دے دیا ہے اس کی زندگی کو خطرہ ہے اسے تحفظ دیا جائے۔ عدالت نے تھانہ ٹنڈو باگو میں لڑکی کے خاوند کے حلاف مقدمہ خارج کرنے اور لڑکی کو تحفظ فراہم کرنے کے حکم کے ساتھ درخواست نمٹا دی۔

(لالہ عبدالحلیم)

بیوی پر بہیمانہ تشدد

حیدرآباد سول جج و جوڈیشل مجسٹریٹ نمبر 3 نے ایئرپورٹ تھانے کی حدود بیڑو پنہور میں چار بچوں کی ماں روشا پنہور پر بہیمانہ تشدد کرنے والے اس کے شوہر دلشاد پنہور اور دیور عبدالغفار کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ایئرپورٹ تھانے میں روشا کے والد ہاشم پنہور کی جانب سے درج کرائے گئے مقدمہ میں کہا گیا تھا کہ اس کی بیٹی روشا کی شادی دلشاد سے ہوئی تھی جس سے اس کے چار بچے ہیں۔ داماد دلشاد اور بیٹی روشا کے درمیان اکثر گھریلو تکرار رہتی تھی جس پر اس نے کئی مرتبہ اپنے داماد کو سمجھایا لیکن وہ اس کی بیٹی پر تشدد سے باز نہیں آیا۔ کچھ عرصہ قبل دلشاد کے بھائی ارشاد نے گھر آ کر بتایا کہ روشا کو اس کے شوہر دلشاد نے تین دن سے باندھ کر رکھا ہوا ہے اور گھر پر تالا لگا کر غائب ہو گیا ہے جس پر وہ ارشاد اور دیگر گاؤں والوں کے ساتھ بیٹی کے گھر گیا تو گھر پر تالا لگا ہوا تھا جسے توڑ کر وہ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس کی بیٹی چارپائی سے بندھی ہوئی تھی اور شدید تشدد کی وجہ سے اس کی حالت خراب تھی۔ منہ پر ٹیپ لگا ہوا تھا۔ وہ بیٹی کو فوری طور پر علاج کے لیے ہسپتال لے کر گیا۔ ایئرپورٹ پولیس نے ہاشم پنہور کی فریاد پر ملزم دلشاد اور اس کے بھائی عبدالغفور کے خلاف مقدمہ درج کر کے دونوں ملزمان کو گرفتار کر کے ریمانڈ کے لیے عدالت میں پیش کیا تھا۔

(لالہ عبدالحلیم)

بیوی کا قتل

خیرپور میرس 6 جون کو تحصیل کنگری کے گاؤں جام خان جتوئی میں ملزم دیدار حسین جتوئی نے اپنی 35 سالہ بیوی سلمیٰ جتوئی کو کلہاڑیوں کے وار کر کے قتل کر دیا۔ مقتولہ سلمیٰ کے بھائی امتیاز جتوئی کا کہنا تھا کہ اس کے بہنوئی ملزم دیدار جتوئی نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں اور وہ مقتولہ پر اکثر تشدد کرتا تھا۔ وقوعہ والے دن ملزم دیدار جتوئی نے اپنے بھائی رب نواز جتوئی اور چچا زاد بھائی عبدالجبار جتوئی اور دو نامعلوم افراد سے مل کر کلہاڑیوں کے وار کر کے سلمیٰ کو قتل کر دیا۔ امتیاز جتوئی کا کہنا تھا کہ مذکورہ افراد کے خلاف تھانہ ٹنڈو مستی میں مقدمہ درج کروایا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق مقدمہ میں نامزد ملزمان کو گرفتار کرنے کے لیے گاؤں جام خان جتوئی میں چھاپے مارے گئے لیکن ملزمان فرار ہو چکے تھے۔

(عبدالمنیم ابڑو)

قید کی گئی ملازمہ بازیاب

لاہور پنجاب پولیس نے سیشن کورٹ کے حکم پر ٹی وی اینکر غریدہ فاروقی کے لاہور کے گھر سے مبینہ طور پر ملازمت کرنے والی کم عمر لڑکی کو بازیاب کرا لیا۔ لڑکی کے والد محمد منیر نے اپنی بیٹی کی بازیابی کے لیے عدالت سے رجوع کیا تھا اور الزام لگایا تھا کہ لڑکی کو اس کی اور اس کے اہلخانہ کی مرضی کے بغیر وہاں قید رکھا گیا ہے۔ لڑکی کی بازیابی سے قبل مبینہ طور پر غریدہ فاروقی اور شازیہ نامی خاتون کے درمیان تین فون کالز کی ساؤنڈ ریکارڈنگز سوشل میڈیا پر گردش کرتی رہیں۔ ریکارڈنگ میں شازیہ نے غریدہ فاروقی پر لڑکی پر تشدد کرنے اور اسے اس کے والدین سے ملاقات سے زبردستی روکنے کا الزام لگایا۔ تاہم غریدہ فاروقی کے نام سے ریکارڈنگ میں پہچانے جانے والی دوسری خاتون نے ان الزامات کی سختی سے تردید کرتے ہوئے پہلی خاتون سے کہا کہ اگر انہوں نے کچھ غلط کیا ہے تو وہ اپنے الزامات کے ثبوت پیش کریں۔

(بشکریہ ڈان)

والد کے ہاتھوں 'غیرت کے نام' پر بیٹی قتل

بدین صوبہ سندھ کے ضلع بدین میں ٹنڈو باگو پولیس اسٹیشن کی حدود میں ایک 20 سالہ نوجوان خاتون کو ان کے والد نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔ اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) ٹنڈو باگو نور علی لغاری نے ڈان سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ ملزم محمد ابراہیم سومرو نے خود کو پولیس کے حوالے کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو قتل کرنے کا اعتراف کیا۔ ایس ایچ او نے ملزم محمد ابراہیم کے حوالے سے بتایا کہ اس نے اپنی بیٹی کو غیرت کے نام پر قتل کیا، جس نے 6 ماہ قبل گھر والوں کی مرضی کے خلاف ضلع میرپورخاص کے محمد ایوب راجڑ سے پسند کی شادی کی تھی۔ ایس ایچ او کے مطابق واقعے کی ایف آئی آر مقتول لڑکی کے بھائی اللہ بخش سومرو کی مدعیت میں درج کر لی گئی، جبکہ خاتون کی لاش تعلقہ ہسپتال میں پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔ علاقہ مکینوں نے بتایا کہ لڑکی کے والد اور بھائی اسے اس وعدے پر واپس لائے تھے کہ وہ روایتی طریقے سے اس کی شادی کریں گے لیکن بعد میں وہ اپنی بات سے مکر گئے اور اسے قتل کر دیا۔ پاکستان میں ہر سال عزت اور غیرت کے نام پر ایک ہزار سے زائد خواتین کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور ایسا اکثر خاندان کے افراد کی جانب سے ہوتا ہے۔ 22 جون کو بھی سندھ کے ضلع نوابشاہ میں ایک شخص نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر اپنی جواں سالہ بیٹی کو فائرنگ کر کے قتل اور ایک شخص کو زخمی کر دیا تھا۔

(بشکریہ ڈان)

بیٹے کی رہائی کے لیے بیٹی کو مروا دیا

چنیوٹ بعض اطلاعات کے مطابق، یکم جولائی کو تھانہ رجوعہ کے علاقے چک 146 ج ب میں نسرین دختر خام حسین کو دیرینہ دشمنی کی بنا پر گلہ دبا کر قتل کر دیا گیا۔ لواحقین کے مطابق نسرین اپنے مال مویشیوں کے باڑے پر کام میں مصروف تھی کہ وہاں عرفان اور صدام نے چودہ سالہ نسرین کا گلہ دبا کر اسے قتل کر دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ جبکہ پولیس نے نسرین کی والدہ سے بھی تفتیش کی جس پر اس کی والدہ نے انکشاف کیا کہ اس کے بیٹے نے ملزمان کا ایک آدمی قتل کیا ہوا تھا جس میں اسے پھانسی کا حکم صادر ہوا ہے۔ والدہ نے مزید بتایا کہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے صلح کے لیے ملزمان پر دباؤ ڈالنے کے لیے خود اپنی بیٹی کا گلہ دبا کر قتل کیا ہے۔

(سیف علی خان)

چھاتی کے سرطان کی نشاندہی کرنے والی عام علامات

اسلام آباد چھاتی کے سرطان کا شمار خطرناک بیماریوں میں ہوتا ہے، اور دنیا بھر میں لاکھوں خواتین اس میں مبتلا ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں ہر ایک لاکھ خواتین میں سے لگ بھگ 111 خواتین اس مرض کا شکار ہوتی ہیں، جب کہ کچھ ممالک میں اس کی شرح اس سے بھی زیادہ ہے۔ چھاتی کے سرطان کی مریض خواتین نہ صرف پسماندہ اور ترقی یافتہ ممالک میں پائی جاتی ہیں، بلکہ حیران کن طور پر ترقی پذیر ممالک کی خواتین اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں۔ پاکستان میں ہر 8ویں خاتون چھاتی کے سرطان میں مبتلا ہے، جب کہ سالانہ 40 ہزار خواتین اس مرض کے باعث ہلاک ہوجاتی ہیں۔ چھاتی کا سرطان موذی مرض ہے، لیکن اگر شروع سے ہی اس کا علاج کیا جائے تو اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ماہرین کے مطابق زیادہ تر خواتین کو اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ ان میں حیران کن تبدیلیاں اسی وجہ سے ہی ہورہی ہیں کہ ان میں چھاتی کے سرطان کے مرض کا خدشہ ہے۔ ہر بیماری کی طرح چھاتی کے سرطان کی بھی کچھ ایسی واضح اور عام علامات ہیں، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ چھاتی کے سرطان کا مرض شروع ہورہا ہے۔ درج ذیل علامات چھاتی کے سرطان کی نشاندہی میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں، تاہم علامات ظاہر ہونے کے بعد فوری طور پر اپنے معالج سے رجوع کیا جائے، تاکہ کسی بھی خطرے کے مقابلے کے لیے وقت سے پہلے تیاری کی جاسکے۔ مسلسل ہڈیوں، جوڑوں، جسم کے دیگر حصوں اور سر میں درد رہنا۔ وزن کا بڑھنا، کمر کا پھیلنا۔ چھاتی کے دونوں اطراف کے درمیان واضح فرق ہوجانا۔ چھاتی کے اردگرد جلد میں ڈمپل پڑ جانا یا جلد میں جھریوں کا پیدا ہونا۔ چھاتی کی جلد پر جلد جیسی ایک اور باریک تہ کا بننا۔ بازوں اور چھاتی کے اردگرد والی جلد پر زخم جیسے نشانات پیدا ہونا، اور ان سے گندگی کا نکلنا۔ پیٹ کے اوپر چھاتی کے اردگرد جسم کے کسی بھی حصے میں مسلسل درد رہنا۔ یہ علامات اس امکان کو ظاہر کرتی ہیں کہ متاثرہ شخص چھاتی کے سرطان کا شکار ہونے والا ہے، تاہم ڈاکٹر مانتے ہیں کہ ان علامات کا بعض مرتبہ کچھ اور مطلب بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی اور ان سے ملتی جلتی علامات کے بعد اپنے قریبی معالج اور خصوصی طور پر سرطان اور ماہر امراض جلد سے رابطہ کیا جائے۔

(بشکریہ ڈان)

ریپ کا معاملہ حل کرنے کیلئے ایک اور لڑکی ونی کردی گئی

ساہیوال صوبہ پنجاب میں چیچہ وطنی سے متصل گاؤں میں پنچایت کے حکم پر ریپ کے معاملے کو حل کرنے کے لیے لڑکی کو ونی کرنے کے الزام میں پولیس نے 10 افراد کے خلاف 2 مقدمات درج کر لیے۔ ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) امجد جاوید کمبھو نے بتایا کہ چیچہ وطنی کی پولیس نے دولہے اور نکاح خواں سمیت 4 افراد کو گرفتار کرلیا۔ حالیہ واقعے میں گاؤں کے 37 سالہ شخص منیر احمد پنچایت کے سامنے پیش ہوئے اور محمد رفیق پر ان کی اہلیہ کے مبینہ ریپ کا الزام لگایا۔ الزام تراش نے پنچایت سے مطالبہ کیا کہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ ہونے والے ظلم کے بدلے میں محمد رفیق کی 14 سالہ لڑکی سے شادی کی اجازت دی جائے۔ پنچایت نے فیصلہ منیر احمد کے حق میں سنایا اور محمد رفیق کی کم عمر لڑکی کی شادی منیر احمد سے کرادی گئی۔ لڑکی کے بھائی خضر عباس نے چیچہ وطنی کے صدر پولیس اسٹیشن کو پنچایت کے اس فیصلے کے بارے میں آگاہ کیا۔ پولیس نے گاؤں پر چھاپہ مارا اور منیر احمد، اس کی بہن، نکاح خواں اور پنچایت کے ایک شخص کو گرفتار کرلیا۔ پولیس نے منیر کی ساس پٹھانی بی بی اور متاثرہ لڑکی کے بھائی خضر عباس کی مدعیت میں پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 376، 310 اے، 365 بی اور 366 اے کے تحت 10 افراد کے خلاف 2 مقدمات درج کر لیے۔ پولیس کا اس حوالے سے کہنا تھا کہ یہ ملزم کی تیسری شادی ہے، اس کی ایک بیوی اس کے ساتھ رہتی ہے جبکہ ایک بیوی کو وہ طلاق دے چکا ہے۔ یہ پنجاب میں گذشتہ ایک ہفتے کے دوران تیسرا واقعہ ہے جہاں کسی مرد کی غلطی سے متعلق تنازعات کو حل کرنے کے لیے لڑکی کو بطور 'بارگین چپ' استعمال کیا گیا۔ اس سے قبل گزشتہ ماہ 26 جولائی میں ضلع لیہ کی تحصیل کروڑ کے علاقے درخان میں ایک جوڑے کی 'کورٹ میرج' کا بدلہ لینے کے لیے ایک 10 سالہ لڑکی کی شادی 17 سالہ لڑکے سے کرادی گئی تھی۔ کروڑ پولیس نے مقدمہ درج کرتے ہوئے نکاح خواں حافظ عتیق عثمانی، گواہ بلال احمد اور پنچایت کے رکن جہانگیر کو گرفتار کرلیا تھا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ 26 جولائی کو ہی ملتان میں پیش آیا جہاں پنچایت نے ایک لڑکے کو مبینہ ریپ کرنے کی سزا سناتے ہوئے اس کی 16 سالہ بہن کے ساتھ ریپ کرنے کا حکم دیا تھا

(بشکریہ ڈان)

بجلی کے کھمبے سے باندھ کر خاتون کی تذلیل

حیدرآباد سول جج و جوڈیشل مجسٹریٹ نے ایک خاتون کو بجلی کے کھمبے سے باندھنے کے الزام میں گرفتار چھ ملزمان کو تین روز کے تفتیشی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کردیا۔ واضح رہے کہ سائٹ تھانے کی حدود میں ایک خاتون نے پتھر مار کر متعدد گاڑیوں کے شیشے توڑ دیے تھے جس پر گاڑیوں کے مالکان نے اسے پکڑ کر بجلی کے کھمبے سے باندھ دیا تھا۔ پتھر مارنے والی خاتون کہہ رہی تھیں کہ اس کے بچے بھوکے ہیں اور اسے ٹنڈو محمد خان جانا ہے۔ بعض افراد کا کہنا تھا کہ خاتون ذہنی مریضہ ہے۔ بعدازاں کھمبے سے باندھی گئی خاتون کو علاقہ مکینوں نے کھول کر ٹنڈو محمد خان روانہ کردیا۔ خاتون کو کھمبے سے باندھ کر تذلیل کا نشانہ بنانے کی اطلاعات کا نوٹس لیتے ہوئے ایس ایس پی حیدرآباد نے ڈی ایس پی سائٹ کو واقعہ کی انکوائری کا حکم دیا اور خاتون کو کھمبے سے باندھے والوں کے خلاف کارروائی کرنے اور مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا تھا جس پر سائٹ پولیس نے چھ ملزمان کو گرفتار کیا اور ملزمان عاصم عباس، خیر محمد شاہ، فہد شاہ، انصاف اللہ اور رانا عمران کو سول جج و جوڈیشل مجسٹریٹ نمبر 12 کی عدالت میں پیش کیا۔ متاثرہ خاتون کا نام شکیلہ ہے اور وہ ٹنڈو محمد خان کی رہائشی ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

شادی شدہ خاتون کا مبینہ اغواء

چنیوٹ 10 جولائی کو تھانہ لنگرانہ کے علاقہ چک 238 ج ب میں شادی شدہ خاتون کو اغواء کرنے کے الزام میں منصور نامی شخص کے خلاف مغویہ کے خاوند کی درخواست پر مقدمہ درج کیا گیا اور اسے گرفتار کرلیا۔

(سیف علی خان)

غیرت کے نام پر خاتون قتل

چنیوٹ 11 جولائی کو تھانہ سٹی خلہ عثمان آباد کی 42 ناصرہ کو اس کے بھائی فیصل اور چچا صفدر نے بدچلنی کے شبہ پر قتل کردیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرکے ملزمان کو گرفتار کرلیا ہے۔

(سیف علی خان)

بچے

بکری چوری کے الزام میں بچہ قتل

بہاولپور صوبہ پنجاب کے جنوبی ضلع بہاولپور سے 70 کلومیٹر دور گاؤں اوچ شریف میں 14 سالہ بچے کو بکری چوری کرنے کے الزام میں مبینہ طور پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔مقتول بچے کے لواحقین کا کہنا تھا کہ محمد عامر پر بکری چوری کرنے کا الزام لگایا گیا تھا، جس کے بعد اسے تشدد کر کے قتل کر دیا گیا، لواحقین نے پولیس کی جانب سے مبینہ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج نہ کرنے کے خلاف سڑک بلاک کر کے احتجاج کیا۔ڈی پی او کے ترجمان جام ساجد کے مطابق پولیس کو بچے کی لاش پراسرار حالت میں ملی تھی، جس کے بعد تھانہ اوچ شریف نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 174 کے تحت بچے کی ہلاکت کی رپورٹ درج کی۔ان کا کہنا تھا کہ قتل کا مقدمہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے سامنے آنے کے بعد درج کیا جائے گا۔دوسری جانب پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آنے کے بعد جب پولیس مقدمہ درج کرنے میں ٹال مٹول کرنے لگی تو مقتول بچے کے لواحقین نے لاش کو سڑک پر رکھ کر پولیس کے خلاف احتجاج کیا۔اس احتجاج کے بعد اوچ شریف پولیس نے پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 302 کے تحت قتل کا مقدمہ درج کرلیا۔ڈی پی او کے ترجمان جام ساجد کے مطابق شکایت کنندہ مقتول کے کزن محمد اقبال نے مقدمے میں تین افراد مشتاق احمد، فیاض اور حسین کو نامزد کیا ہے، تاہم تاحال ان کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جاسکی۔یہ رپورٹ 16 جولائی 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی

(بشکریہ ڈان)

سندھ چائلڈ میرج ایکٹ پر عملدرآمد یقینی بنانے کا حکم

حیدرآباد یکم جولائی کو سندھ ہائی کورٹ سرکٹ بینچ حیدرآباد نے پسند کی شادی کے بعد والدین اور رشتہ داروں سے تحفظ کی فراہمی کے لیے دائر پٹیشنوں کی سماعت کے موقع پر حکم دیا کہ سندھ چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے جس کے تحت 18 سال سے کم عمر کی لڑکیوں کی شادی پر پابندی عائد ہے جبکہ سندھ بھر میں نکاح خواں اور نکاح رجسٹرار اس بات کو یقینی بنائیں کہ متعلقہ اداروں کے جاری کردہ سکول و میڈیکل سرٹیفکیٹ اور شناختی کارڈ سے عمر کی تصدیق کے بغیر کوئی بھی شادی رجسٹر نہ ہو۔خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف پولیس کارروائی کرے۔عدالت عالیہ نے تمام ڈپٹی کمشنرز کو بھی ہدایت کی کہ وہ عدالتی احکام اپنے اضلاع کے نکاح خوانوں اور نکاح رجسٹرار تک پہنچائیں۔عدالت عالیہ میں کاجل اور صائمہ سمیت تین لڑکیوں نے پسند کی شادی کے بعد تحفظ کے لیے علیحدہ علیحدہ پٹیشنز دائر کر رکھی تھیں جن کی مشترکہ سماعت کے موقع پر سیکرٹری داخلہ قاضی شاہد پرویز کے ساتھ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اللہ بچایو سومرو، چیف سیکرٹری سندھ کی طرف سے سیکرٹری ویمن ڈویلپمنٹ مدثر اقبال، ڈپٹی ڈائریکٹر ویمن ڈویلپمنٹ فوزیہ اشرف، آئی جی سندھ کی طرف سے متعلقہ پولیس افسر پیش ہوئے اور جواب جمع کرائے۔سیکرٹری ویمن ڈویلپمنٹ نے بتایا کہ نوابشاہ، حیدرآباد اور جیکب آباد میں 3 بحالی سینٹر قائم ہیں لیکن وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ اب تک ان سینٹرز میں تحفظ کے لیے کتنی خواتین نے رابطہ کیا اور کتنی کو مدد فراہم کی گئی جس پر جسٹس صلاح الدین پنہور نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ ادارہ کس طرح کام کر رہا ہے کہ ان کے پاس ریکارڈ تک موجود نہیں۔دوران سماعت سیکرٹری داخلہ نے اعتراف کیا کہ والدین کی مرضی کے خلاف شادی کرنے والی لڑکیوں کو دھمکیاں دیے جانے کے واقعات حیران کن ہیں۔صوبے میں تین دارالامان بھی گھر چھوڑ کر چلے جانے اور پسند کی شادی کرنے والی خواتین کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ویمن ڈویلپمنٹ آفیسر نے بتایا کہ پسند کی شادی کرنے والی خواتین کے 12 ایسے کیسز سامنے آئے ہیں کہ شادی کے بعد انہیں فروخت کر دیا گیا تھا۔اس کے علاوہ پانچ سو ایسے کیسز سامنے آئے ہیں کہ شادی کے بعد خواتین نے خودکشی کرلی یا خودکشی کی کوشش کی۔چیف سیکرٹری کے نمائندے نے عدالت کو یہ بھی بتایا کہ ویمن کمیشن ایک ماہ کے اندر قائم کر دیا جائے گا۔واضح رہے کہ 13 جون کو عدالت نے حکم دیا تھا کہ شادی شدہ جوڑوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے تجاویز پیش کی جائیں۔عدالت عالیہ میں دو سال کے دوران حیدرآباد اور لاڑکانہ کی ہائی کورٹس میں والدین کی مرضی کے خلاف شادی کرنے والی 1837 خواتین نے تحفظ کے لیے پٹیشن دائر کی تھیں۔عدالت عالیہ کا کہنا تھا کہ پسند کی شادی کرنے والے جوڑوں کو مقامی اور پولیس کی سطح پر تحفظ نہیں ملتا اس لیے وہ عدالت سے رجوع کرتے ہیں۔انہیں مقامی سطح پر تحفظ کے لیے ویمن کمیشن تشکیل دیا جائے اور ہر ضلع میں تعلقہ سطح پر دارالامان بنائے جائیں جہاں والدین کی مرضی کے خلاف شادی کرنے والے جوڑوں کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

(لالہ عبدالحلیم)

بارودی مواد پھٹنے سے 5 بچے زخمی

مینگورہ سوات کی تحصیل بری کوٹ میں بارودی مواد پھٹنے کے نتیجے میں 5 بچے زخمی ہوگئے۔ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) بری کوٹ سید زمان شاہ کے مطابق شموزو میں واقع گاؤں رنگیلا سے تعلق رکھنے والے بچے اپنے اسکول کے قریب ایک زیر تعمیر عمارت کے پاس کھیل رہے تھے کہ اچانک ریت میں موجود دھماکا خیز ڈیوائس پھٹ گئی، جس کے نتیجے میں 5 بچے زخمی ہوگئے۔زخمی ہونے والے بچوں کی تعداد 6 سے 12 سال کے درمیان بتائی گئی، جنہیں سیدو شریف ٹیچنگ ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔سیدو ٹیچنگ ہسپتال کے ڈاکٹر مینگل العلیم نے بتایا کہ زخمیوں میں سے 2 بچوں کی حالت تشویش ناک تھی جبکہ 3 بچوں کو معمولی زخم آئے۔واقعے کی اطلاع ملتے ہی پولیس اور سیکیورٹی فورسز جائے وقوعہ پر پہنچیں اور شواہد جمع کر کے تفتیش کا آغاز کر دیا گیا۔خیال رہے کہ یہ خطہ 2007ء میں پاکستانی حکومت کے کنٹرول سے اُس وقت باہر ہوگیا تھا جب ملا فضل اللہ، جواب کالعدم تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) کے سربراہ ہیں، نے علاقے کا کنٹرول حاصل کرلیا تھا۔بعدازاں جولائی 2009ء میں ایک آپریشن کے ذریعے پاک فوج نے وادی کا کنٹرول واپس حاصل کیا، اُس وقت فوج کا کہنا تھا کہ آپریشن کے دوران عسکریت پسندوں کو ختم کر دیا گیا ہے یا شدت پسندی پر آمادہ طالبان کو حراست میں لے لیا گیا جبکہ دیگر کو سوات سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔

(بشکریہ ڈان)

پولیس نے 11 سالہ بچی کی شادی ناکام بنادی

عمرکوٹ صوبہ سندھ کے ضلع عمرکوٹ میں پولیس نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے 11 سالہ کمسن بچی کی 33 سالہ شخص سے شادی کروانے کی کوشش کو ناکام بنادیا۔اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) وجے کھتری کی قیادت میں پولیس ٹیم نے عمرکوٹ کے علاقے بختاور کالونی میں ایک شادی کی تقریب پر چھاپہ مارا، جہاں 11 سالہ بچی کی شادی 33 سالہ احمد آریسر سے کروائی جارہی تھی۔پولیس نے موقع سے کمسن دلہن کو اپنی تحویل میں لیتے ہوئے دلہا احمد آریسر کو گرفتار کرلیا جبکہ دیگر افراد موقع سے فرار ہوگئے۔تھر کے ایک گاؤں رنت نور کے رہائشی دولہے کی والدہ نے پولیس کو بتایا کہ انہوں نے لڑکی کو اس کے والد قادر بخش سے 1 لاکھ 30 ہزار روپے کے عوض خریدا جبکہ بچی کے والد کم عمری کی شادی کے خلاف قوانین کو نہیں جانتے تھے۔پولیس نے ریاست کی مدعیت میں چائلڈ میرج ایکٹ 2013 کے سیکشن 2، 3 اور 4 کے تحت 8 افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا، جن میں لڑکی اور لڑکے کے والد اور نکاح خواں سمیت شادی کے معاملات میں معاون بننے والے آریسر برادری کے 4 افراد بھی شامل ہیں۔ایس ایچ او رسٹی پولیس اسٹیشن وجے کھتری نے ڈان سے گفتگو میں بتایا کہ کمسن دلہن کو عدالت میں پیش کردیا گیا جبکہ ایف آئی آر میں نامزد دیگر افراد کی گرفتاری کے لیے پولیس کی جانب سے چھاپے مارے جارہے ہیں۔یادرہے کہ ضلع شکارپور کے مضافاتی علاقے دکھن میں بھی والدین کی رضامندی سے 5 سالہ بچی کا نکاح ایک 22 سالہ نوجوان سے کرادیا گیا تھا۔پولیس کے مطابق اطلاع ملتے ہی ایس ایچ او دکھن خدا بخش پنہور کی سربراہی میں ایک اسپیشل پولیس پارٹی گاؤں رامن شر پہنچی اور بچی اور اس کی والدہ کو اپنی تحویل میں لیتے ہوئے نکاح خوان، دولہا اور اس کے والد کو گرفتار کرلیا تھا۔دوسری جانب پولیس ذرائع کا کہنا تھا کہ پولیس پارٹی کے پہنچنے سے قبل ہی نکاح پڑھایا جا چکا تھا۔پاکستان جنوبی ایشیا کے ان ممالک میں شامل ہے، جہاں کم عمری میں بچوں کی شادیاں کروانا عام ہے۔اس حوالے سے 2014 میں شائع ہونے والی اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ پاکستان سمیت جنوبی ایشیا میں لڑکیوں کی کُل آبادی میں سے تقریباً نصف کی شادیاں 18 سال سے کم عمر میں ہی کردی جاتی ہیں۔(بشکریہ ڈان)

پنچایت کا فیصلہ، 12 سالہ بچی کے ریپ کے 'بدلے' ملزم کی بہن کا ریپ

ملتان وسطی پنجاب کے شہر ملتان میں ایک 12 سالہ بچی کے مبینہ ریپ کے فیصلے کے لیے منعقد ہونے والی پنچایت نے بدلے میں ملزم کی بہن کے ریپ کا حکم سنادیا۔ایس ایچ او ملک راشد کے مطابق ملتان کے علاقے مظفرآباد میں گزشتہ ماہ 16 جولائی کو ایک 12 سالہ بچی گھاس کاٹنے گئی تو وہاں موجود ایک شخص نے اسے مبینہ طور پر ریپ کا نشانہ بناڈالا۔مذکورہ بچی نے یہ بات اپنے گھر والوں کو بتائی، جس کے بعد 18 جولائی کو وہاں مقامی افراد کی ایک پنچایت منعقد ہوئی۔تقریباً 40 افراد پر مشتمل پنچایت کے دوران اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ ریپ کرنے والے شخص کی 17 سالہ بہن کو بھی بدلے میں ریپ کا نشانہ بنایا جائے۔اس فیصلے کے بعد ملزم کی بہن کو وہاں لایا گیا اور ریپ کا شکار ہونے والی 12 سالہ بچی کے بھائی نے پنچایت کے حکم پر لڑکی کو بدلے میں مبینہ طور پر ریپ کا نشانہ بنایا۔اس پنچایت کے بعد ریپ کا شکار ہونے والی بچی کے گھر والوں نے ویمن پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درج کرایا، یہ بات جب ملزم کے اہلخانہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے بھی ویمن پولیس سنٹر میں مقدمہ درج کروادیا۔دوسری جانب پولیس کو دوران تفتیش جب یہ معلوم ہوا کہ ملزم کی بہن کو پنچایت میں مبینہ طور پر ریپ کا نشانہ بنایا گیا ہے تو تھانہ مظفرآباد پولیس حرکت میں آگئی اور پولیس نے پنچایت کے سربراہ سمیت 10 افراد کو گرفتار کرلیا جبکہ دیگر کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جارہے ہیں۔پولیس حکام نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ پنچایت کے حوالے سے ایک اور ایف آئی آر تھانہ مظفرآباد میں پولیس کی مدعیت میں درج کی جائے گی اور اس حوالے سے شعبہ قانون سے بھی مشاورت کی گئی ہے۔پنجاب میں اس سے قبل بھی پنچایت کے حکم پر خواتین کے مبینہ ریپ کے واقعات سامنے آچکے ہیں۔گذشتہ برس نومبر میں بھی گجرات میں پنچایت کے حکم پر ریپ کا شکار ہونے والی شادی شدہ خاتون نے خودکشی کرلی تھی۔اس سے قبل جنوری 2014 میں مظفرگڑھ میں بھی ایک پنچایت نے مبینہ طور پر ایک 40 سالہ خاتون کے ساتھ ریپ کا حکم دیا تھا۔ (بشکریہ ڈان)

6 ماہ میں 10 کم سن بچوں کا ریپ اور قتل

قصور پنجاب میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں اچانک ایک مرتبہ پھر اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے اور گذشتہ 6 ماہ کے دوران صرف قصور شہر میں 5 سے 10 سال کی عمر کے 10 کم سن بچوں کو ریپ کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کردیا گیا۔ان مقتولین کی لاشیں زیرتعمیر مکانات سے برآمد کی گئیں۔رواں سال جنوری سے شروع ہونے والے ان ہولناک واقعات میں ریپ کا نشانہ بنائے جانے والے 10 متاثرہ بچوں میں ایک 8 سالہ لڑکی بھی شامل ہے، جسے حال ہی میں درندگی کا نشانہ بنایا گیا۔پولیس کو مذکورہ لڑکی کی لاش 8 جولائی کو شاہ عنایت کالونی کے ایک زیرتعمیر مکان سے ملی، یہ لڑکی اپنے گھر سے ٹیوشن سینٹر کے لیے نکلی تھی جس کے بعد لاپتہ ہوگئی۔مقتولہ تیسری جماعت کی طالبہ تھی اور اس کے والد ایک گھریلو ملازم ہیں۔گذشتہ 6 ماہ میں جن بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا، ان میں 7 لڑکیاں اور 3 لڑکے شامل ہیں۔ہر واقعے کے بعد متاثرہ خاندان کے ہمراہ شہریوں کی بڑی تعداد نے سڑکوں پر نکل کر احتجاج کیا بعدازاں پولیس کی یقین دہانی کے بعد منتشر ہوجاتے تھے، کہ واقعے میں ملوث افراد کو جلد کیفرکردار تک پہنچایا جائے گا۔تاہم پولیس کسی بھی کیس کو حل کرنے میں ناکام رہی جبکہ پولیس کی جانب سے دعویٰ کیا گیا کہ دو مبینہ ریپ ملزمان کو ان کے ساتھیوں نے مقابلے میں ہلاک کردیا ہے۔خیال رہے کہ دو سال قبل حسین خان والا میں سینکڑوں بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے اور اس کی ویڈیو بنانے کے بعد ان کے اہل خانہ کو بلیک میل کرنے کے واقعات نے قصور کی تاریخ میں ناقابل یقین نقوش چھوڑے تھے۔بچوں کو نشانہ بنانے کے واقعات رواں سال جنوری میں شروع ہوئے، پہلا واقعہ کوٹ پرویز میں پیش آیا تھا جس میں 5 سالہ لڑکی کو ریپ کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کردیا گیا تھا اور اس کی لاش زیرتعمیر مکان سے ملی تھی، تاہم پولیس اس کے قاتلوں تک پہنچنے میں ناکام رہی۔فروری میں ایک کم سن لڑکی کی لاش علی پارک سے برآمد ہوئی تھی اور یہ لاش بھی زیرتعمیر مکان سے برآمد کی گئی تھی، ان واقعات نے لوگوں میں تشویش پیدا کردی ہے۔شاہ عنایت کالونی کے رہائشی محمد اکبر کا کہنا تھا کہ 'ان واقعات کے بعد میں نے اپنی بیٹیوں کو ٹیوشن سینٹر جانے سے روک دیا ہے، یہ خوفناک ہے اور دہشت گردی سے زیادہ خطرناک ہے'۔واضح رہے کہ ایسے واقعات کے فوری بعد پولیس متعدد افراد کو گرفتار کرتی ہے تاہم ان کیسز میں مزید پیش رفت دیکھنے میں نہیں آتی۔اس ساری صورت حال پر سول سوسائٹی کے کارکنوں نے پولیس کے تحقیقاتی عمل کا تنقید کا نشانہ بنایا ہے، ان کے مطابق نہ تو پولیس افسران کو متعلقہ ٹریننگ دی جاتی ہے اور نہ ہی وہ تحقیقات کے جدید طریقہ کار سے واقف ہیں۔ان واقعات کے حوالے سے انویسٹی گیشن سپرنٹنڈنٹ آف پولیس امجد محمود قریشی کا کہنا تھا کہ وہ میڈیا کے نمائندوں کو اپنے دفتر میں بلا کر اس صورت حال پر بریفنگ دیں گے۔یہ رپورٹ 23 جولائی 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔ (بشکریہ ڈان)

بچوں پر جنسی تشدد کی شرح میں اضافہ

اسلام آباد روزنامہ 92 نیوز کے مطابق پاکستان میں بچوں پر جنسی تشدد میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے۔2016ء میں 4139 بچوں کو جنسی ہوس کا شکار بنایا گیا جو گزشتہ برس کی نسبت 10 فیصد زیادہ ہے۔تشویشناک امر یہ ہے کہ زیادتی کے بعد قتل کرنے کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ کچھ بدقماش افراد بچوں کو نہ صرف اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں بلکہ ان کی ویڈیو انٹرنیٹ پر ڈال دی جاتی ہے۔اسی طرح سرگودھا میں کمپیوٹر کالج کی آڑ میں بچوں کی جنسی ویڈیوز بنا کر بیرون ملک فروخت کرکے لاکھوں ڈالر کمانے کے الزام میں ایک شخص کو ایف آئی اے نے گرفتار کیا تھا۔ ماہرین نفسیات کے مطابق اس قسم کے معاشرتی رویہ میں فروغ کی وجہ سے نوعمر بچوں کی انٹرنیٹ تک رسائی اور سمارٹ فونز کے استعمال کا بڑھتا ہوا رجحان ہے۔سماجیات کے ماہرین اس کا سبب والدین کی بچوں کی مصروفیات کے بارے میں عدم توجہی اور غیر ذمہ داری بتاتے ہیں۔اس جرم کے مرتکب افراد سے نہ صرف بچے مانوس ہوتے ہیں بلکہ ان کے والدین بھی ایسے شخص کو جانتے ہیں۔ پہچان کا خوف مجرم کو زیادتی کے بعد قتل کرنے پر اکساتا ہے۔شہروں کی نسبت دیہی علاقوں میں ایسے واقعات زیادہ ہونے کی وجہ دیہی علاقوں میں والدین کا بچوں کی مصروفیات سے بےخبر ہونا ہے۔اس میں کوئی دورائے نہیں کہ اس حوالے سے حکومت سے بڑھ کر والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں پر نظر رکھیں اور بچوں کو سکول، ٹیوشن، اکیڈمی اور کام پر بھیجنے سے پہلے جس کے پاس بچہ جارہا ہے اس کے کردار کے بارے تسلی کرلیں۔ حکومت سے بھی مطالبہ ہے کہ وہ قانون سازی کے ساتھ قانون پر عملدرآمد کو یقینی بنائے اور انٹرنیٹ کے استعمال بارے عوام میں آگاہی مہم چلائے تاکہ اس معاشرتی برائی کا تدارک ہو اور بچوں کو درندگی سے محفوظ رکھا جاسکے۔

(نامہ نگار)

نوزائیدہ بچہ 15 ہزار روپے میں فروخت کرنے والا باپ گرفتار

حیدرآباد ٹنڈوالہ یار پولیس نے اپنے ایک دن کے بچے کو 15 ہزار روپے میں فروخت کرنے کے جرم میں ایک شخص کو گرفتار کرلیا۔ پولیس کے مطابق خاتون قاز بانو قمبرانی کے ہاں 17 جولائی کو ایک نجی ہسپتال میں بیٹے کی پیدائش ہوئی، تاہم ایک دن بعد ہی ان کے شوہر عبدالغفور نے ایک ملازمہ خدیجہ کے ذریعے بچے کو ثوبیہ اور اللہ دتہ بلوچ نامی جوڑے کو فروخت کردیا۔ مذکورہ جوڑا اور ملازمہ بھی پولیس کی تحویل میں ہے۔ پولیس کے مطابق عبدالغفور اپنی اہلیہ کے ہسپتال کے اخراجات پورے کرنے سے قاصر تھا، جس کی وجہ سے اس نے اپنے بچے کو فروخت کیا۔ تاہم بچے کی والدہ کی جانب سے ٹنڈوالہ یار کے سیکشن پولیس کے پاس مقدمہ درج کروائے جانے کے بعد پولیس نے شیدی محلے اور مدینہ کالونی میں چھاپے مارے اور جمعہ (21 جولائی) کی رات بچے کو بازیاب کرواکے اسے اس کی والدہ کے حوالے کردیا۔ دوسری جانب ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا جاچکا ہے، جنہیں ریمانڈ کے لیے عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ گذشتہ برس اگست میں صوبہ خیبرپختونخوا کے دارالحکومت پشاور میں بھی اپنی بیٹی کو مبینہ اغوا کاروں کے ہاتھوں فروخت کرنے والے جوڑے کو پولیس نے گرفتار کیا تھا۔

(بشکریہ ڈان)

بچوں کے حقوق کے تحفظ کے قوانین پر عملدرآمد کیا جائے

حیدرآباد 2 جون کو بچوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی سماجی تنظیموں کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ بچوں کے حقوق اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے قوانین پر عملدرآمد کیا جائے۔ حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کاشف، زاہد، ڈاکٹر اشوتھاما اور دیگر نے کہا کہ بچوں کے حقوق اور تحفظ میں بہتر کام کرنے والے ملکوں میں درجہ بندی کے حساب سے پاکستان کا نمبر 148 واں جبکہ بھارت 16 ویں نمبر پر ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں بچوں کے حقوق کے تحفظ پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ دنیا میں سولہ ہزار بچے پانچ برس کی عمر میں زندگی کی جنگ ہار جاتے ہیں جس کی وجوہات غذائی قلت اور دیگر معاملات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غذائی قلت کی وجہ سے بچے موت اور زندگی کے دوراہے پر کھڑے ہیں جبکہ 866 ملین بچے جبری مشقت کا شکار ہیں۔ انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ بچوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

گدھے کے ساتھ باندھ کر گھسیٹنے سے بچہ ہلاک

ایبٹ آباد ایبٹ آباد کے نواحی علاقے میں ایک زمیندار نے مبینہ طور پر بطور سزا ایک آٹھ سالہ بچے کو گدھے کے ساتھ باندھ کر گدھے کو دوڑایا جس کی وجہ سے بچہ شدید زخمی ہونے کے بعد ہلاک ہوگیا۔ عینی شاہدین کے مطابق آٹھ سالہ مزمل بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک اس کا گدھا علاقے کے ایک زمیندار چوہدری مسکین کے کھیتوں میں گھس گیا جس کو واپس لانے کے لیے مقتول مزمل اپنے بڑے بھائی اور کزن کے ساتھ ملزم کے کھیتوں میں گئے۔ گدھے کو اپنے کھیتوں میں دیکھ کر زمیندار غصے میں آ گیا اور ان بچوں کو پکڑنے کے لیے کھیتوں میں گیا۔ زمیندار کو آتا دیکھ کر مزمل کا بھائی اور اس کا کزن موقع سے بھاگ گئے لیکن وہ پکڑا گیا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ ملزم نے آٹھ سالہ مزمل کو اُس کے ہی گدھے کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور گدھے کو پے در پے لاٹھیاں ماریں جس سے گدھا بھاگ نکلا۔ علاقہ مکینوں کے مطابق پتھریلی زمین ہونے کی وجہ سے مزمل کو شدید چوٹیں آئیں۔ بچے کے والد شیر افضل نے بی بی سی کی صبا ناز کو بتایا کہ 'وقوعے کے وقت میں علاقے میں موجود نہیں تھا جب میرے بیٹے کو گدھے کے پاؤں سے کھولا گیا تو اس نے آخری ہچکی لی اور دم توڑ دیا۔' اس واقعے کے بعد علاقے کے مکینوں نے کمسن بچے کی لاش سڑک پر رکھ کر شدید احتجاج کیا۔ ایبٹ آباد کی ضلعی انتظامیہ کو جب اس بارے میں معلوم ہوا تو وہ موقع پر پہنچ گئے۔ ضلعی انتظامیہ اور پولیس کے افسران کی یقین دہانی پر مظاہرین نے اپنا احتجاج ختم کیا۔ مقامی پولیس کے ایک اہلکار محمد امتیاز نے بی بی سی کو بتایا کہ ملزم چوہدری مسکین کو گرفتار کرکے اس کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ملزم کو مقامی عدالت میں پیش کیا گیا جہاں پر اُس کا دو روزہ جسمانی ریمانڈ حاصل کر کے تفتیش شروع کردی گئی ہے۔ مقامی پولیس کے مطابق ملزم نے اس واقعے سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسے ایک جھوٹے مقدمے میں گرفتار کیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں نے اس واقعے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور ملزم کے خلاف درج ہونے والے مقدمے میں انسداد دہشت گردی کی دفعات کو بھی شامل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

6 ماہ میں 10 کم سن بچوں کا ریپ اور قتل

قصور پنجاب میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں اچانک ایک مرتبہ پھر اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے اور گذشتہ 6 ماہ کے دوران صرف قصور شہر میں 5 سے 10 سال کی عمر کے 10 کم سن بچوں کو ریپ کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دیا گیا۔ ان مقتولین کی لاشیں زیر تعمیر مکانات سے برآمد کی گئیں۔ رواں سال جنوری سے شروع ہونے والے ان ہولناک واقعات میں ریپ کا نشانہ بنائے جانے والے 10 متاثرہ بچوں میں ایک 8 سالہ لڑکی بھی شامل ہے، جسے حال ہی میں درندگی کا نشانہ بنایا گیا۔ پولیس کو مذکورہ لڑکی کی لاش 8 جولائی کو شاہ عنایت کالونی کے ایک زیر تعمیر مکان سے ملی، یہ لڑکی اپنے گھر سے ٹیوشن سنٹر کے لیے نکلی تھی جس کے بعد لاپتہ ہوگئی۔ مقتولہ تیسری جماعت کی طالبہ تھی اور اس کے والد ایک گھریلو ملازم ہیں۔ گذشتہ 6 ماہ میں جن بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا، ان میں 7 لڑکیاں اور 3 لڑکے شامل ہیں۔ ہر واقعے کے بعد متاثرہ خاندان کے ہمراہ شہریوں کی بڑی تعداد نے سڑکوں پر نکل کر احتجاج کیا بعد ازاں پولیس کی یقین دہانی کے بعد منتشر ہو جاتے تھے، کہ واقعے میں ملوث افراد کو جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ تاہم پولیس کسی بھی کیس کو حل کرنے میں ناکام رہی جبکہ پولیس کی جانب سے دعویٰ کیا گیا کہ دو مبینہ ریپ ملزمان کو ان کے ساتھیوں نے مقابلے میں ہلاک کر دیا ہے۔ خیال رہے کہ دو سال قبل حسین خان والا میں سینکڑوں بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے اور اس کی ویڈیو بنانے کے بعد ان کے اہل خانہ کو بلیک میل کرنے کے واقعات نے قصور کی تاریخ میں ناقابل یقین نقوش چھوڑے تھے۔ بچوں کو نشانہ بنانے کے واقعات رواں سال جنوری میں شروع ہوئے، پہلا واقعہ کوٹ پروین میں پیش آیا تھا جس میں 5 سالہ لڑکی کو ریپ کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دیا گیا تھا اور اس کی لاش زیر تعمیر مکان سے ملی تھی، تاہم پولیس اس کے قاتلوں تک پہنچنے میں ناکام رہی۔ فروری میں ایک کم سن لڑکی کی لاش علی پارک سے برآمد ہوئی تھی اور یہ لاش بھی زیر تعمیر مکان سے برآمد کی گئی تھی، ان واقعات نے لوگوں میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ شاہ عنایت کالونی کے رہائشی محمد اکبر کا کہنا تھا کہ 'ان واقعات کے بعد میں نے اپنی بیٹیوں کو ٹیوشن سنٹر جانے سے روک دیا ہے، یہ خوفناک ہے اور دہشت گردی سے زیادہ خطرناک ہے'۔ واضح رہے کہ ایسے واقعات کے فوری بعد پولیس متعدد افراد کو گرفتار کرتی ہے تاہم ان کیسز میں مزید پیش رفت دیکھنے میں نہیں آتی۔ اس ساری صورت حال پر سول سوسائٹی کے کارکنوں نے پولیس کے تحقیقاتی عمل کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، ان کے مطابق نہ تو پولیس افسران کو متعلقہ ٹریننگ دی جاتی ہے اور نہ ہی وہ تحقیقات کے جدید طریقہ کار سے واقف ہیں۔ ان واقعات کے حوالے سے انویسٹی گیشن سپرنٹنڈنٹ آف پولیس امجد محمود قریشی کا کہنا تھا کہ وہ میڈیا کے نمائندوں کو اپنے دفتر میں بلا کر اس صورت حال پر بریفنگ دیں گے۔ یہ رپورٹ 23 جولائی 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔

(بشکریہ ڈان)

باشعور طبقہ یتیم بچوں کو درپیش مسائل کے حل کے لئے آگے بڑھے

حیدرآباد 12 جون، پاکستان میں یتیموں کی دیکھ بھال کے فورم کی جانب سے حیدرآباد کے ایک مقامی ہوٹل میں ''ایک شام یتیموں کے ساتھ'' تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں مذکورہ ادارے کے چیئرمین (سندھ چیپٹر) سید محمد یونس سمیت الخدمت فاؤنڈیشن کے سرپرست حافظ طاہر مجید، ایچ آر سی پی کے لالہ عبدالحلیم شیخ اور دیگر این جی اوز کے ذمہ داران اور یتیم بچوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر سید محمد یونس نے کہا کہ اسلامی ملکوں کی تنظیم او آئی سی کے تحت اسلامی ملکوں میں 15 رمضان، یتیم بچوں کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے اور اسی پر لبیک کہتے ہوئے پاکستان میں یتیم بچوں کی کفالت اور فلاح و بہبود پر کام کرنے والی تنظیموں اور اداروں نے 'پاکستان آرفن کیئر فورم' کے پلیٹ فارم سے یوم یتامیٰ منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ سالوں میں آنے والی ناگہانی آفات، بدامنی کے خلاف جنگ، صحت عامہ کی سہولیات کی کمی اور روزمرہ حادثات کے باعث جہاں ہزاروں افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں وہیں لاکھوں بچے بھی اپنے والدین سے محروم ہو گئے، آرفن کیئر فورم چاہتا ہے کہ پاکستان کا باشعور طبقہ یتیم بچوں کو درپیش مسائل کو سمجھے اور اجتماعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان مسائل کے حل کے لئے آگے بڑھے۔

(لالہ عبدالحلیم)

بچوں کی گمشدگی کا نوٹس لیا جائے

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں کئی مہینوں سے بچوں کی گمشدگی سنگین مسئلہ اختیار کر گیا ہے۔ تحصیل ماموند اور تحصیل سالارزئی سے گزشتہ کئی مہینوں کے دوران پانچ بچے پراسرار طور پر غائب ہو چکے ہیں۔ انتہائی باخبر ذرائع کے مطابق زیادہ تر بچے ایجنسی سے باہر مدرسوں میں تعلیم کے حصول کے لئے گئے تھے۔ لاپتہ بچوں کے لواحقین دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ ان کے والدین اس وجہ سے غمزدہ اور پریشان ہیں کہ خدانخواستہ گمشدہ بچے کہیں جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں میں نہ لگیں۔

(نامہ نگار)

صوبائی چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی کے قوانین تاحال نہ بن سکے

حیدرآباد پانچ سال گزرنے کے باوجود سندھ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی ایکٹ کے قوانین نہیں بنائے جا سکے اور نہ ہی سندھ کے تمام اضلاع میں چائلڈ پروٹیکشن یونٹ قائم ہوئے ہیں جس کے باعث خدشہ ہے کہ رواں سال اس مد میں مختص کیا گیا بیس کروڑ روپے کا بجٹ ضائع ہو جائے گا۔ یہ بات غیر سرکاری تنظیم اسپارک کی چائلڈ رائٹس کے رکن طلباء عبدالرحمان اور عبداللطیف عطار نے پریس کلب حیدرآباد میں پریس کانفرنس میں کہی۔ اس موقع پر اسپارک کے رہنما کاشف، زاہد ڈیتھو بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس جدید دور میں بھی ہمارے بچے بہتر، معیاری تعلیم، صحت، خوراک اور بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں جس کا سبب بچوں کے حقوق کے حوالے سے موجود قوانین پر عملدرآمد نہ ہونا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی 2011 میں بنائی گئی مگر اب تک اس کے قوانین نہیں بنے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت سندھ کی جانب سے لاڑکانہ کیڈٹ کالج کے معصوم بچے محمد احمد کا بیرون ملک سرکاری خرچ پر علاج کرانا قابل تعریف عمل ہے۔ تاہم حکومت سکولوں اور مدارس میں بچوں پر تشدد پر پابندی عائد کرے، تاکہ اسکول نہ جانے والے ملک کے پچیس ملین اور سندھ کے چھ ملین بچے سکول آ کر تعلیم حاصل کر سکیں۔ انہوں نے حکومت سے سندھ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی ایکٹ کے رولز بنانے، سندھ کے تمام اضلاع میں چائلڈ پروٹیکشن یونٹ کے قیام، جبری مشقت کے شکار بچوں کو تعلیم کی فراہمی، تمام بچوں کے لیے تعلیم لازمی اور مفت کرنے، اسٹریٹ چائلڈ کی بحالی کے لیے سینٹرز کے قیام اور گھروں میں کام کرنے میں بچوں کی اجرت اور کام کے اوقات کار پر عملدرآمد کا مطالبہ کیا۔

(لالہ عبدالحلیم)

دہشت اور فیصلے کا انتظار

وجاہت مسعود

پاناما کی تمثیل اپنے آخری مراحل میں ہے۔ جو حقائق معلوم کیے جا سکتے تھے، کر لیے گئے۔ جو دلائل دیے جا سکتے تھے، دے دیے گئے۔ اس مرحلے پر کرپشن اور احتساب کی پندرہ مہینے پر محیط جنگل بندی کو دہرانے سے کچھ حاصل نہیں۔ قیاس آرائیوں سے بہتر ہے کہ عدالت کے فیصلے کا انتظار کیا جائے۔ پہلے بھی تو گزرے ہیں دور نارسائی کے، ’بے ریا خدائی کے‘۔ اس مہلت مستعجل میں مناسب ہو گا کہ ملک کو درپیش دہشت گردی کے مسئلے پر کچھ خیالات مرتب کر لیے جائیں۔

دہشت گردی کے خلاف گذشتہ تین برس کی کارروائیوں کے نتیجے میں واقعات کی تعداد اور شدت میں واضح کمی آئی ہے لیکن اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہیے کہ ریاست کی طرف سے پوری قوت کے اعلانیہ استعمال کے باوجود دہشت گردی کے ڈھانچے نے خوفناک لچک کا مظاہرہ کیا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں دہشت گردی کی وارداتوں کا سوچا سمجھا نمونہ نظر آ رہا ہے۔

کراچی میں سیکیورٹی اہلکاروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ بلوچستان اور پاراچنار میں دہشت گردی فرقہ وارانہ رنگ لیے ہوئے ہے۔ لاہور میں عام شہریوں کو بڑی تعداد میں نشانہ بنانے کی کوشش کارفرما نظر آتی ہے۔ ہمیں سمجھنا چاہیے کہ پاکستان میں دہشت گردی کرنے والے مختلف النوع عناصر نے اپنے اپنے ہدف اور طریقہ کار طے کر رکھا ہے۔ ہمیں ایک طویل عرصے تک اچھے اور برے طالبان میں امتیاز کرنے کا سبق دیا گیا۔ یہ فرق صرف اتنا ہے کہ دہشت گردوں کا ایک حصہ پاکستان کی ریاست کو بھی اپنا ہدف قرار دیتا ہے جبکہ اس قبیل کے کچھ عناصر اپنی حکمت عملی کے تحت پاکستان کو صرف ایک پناہ گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

یہ کہنا آج بھی اتنا ہی درست ہے جتنا دس برس پہلے صحیح تھا کہ دہشت گردوں کی فکری اساس ایک ہے۔ مذہب کو آلہ کار بنا کر سیاسی اقتدار اور معاشی لوٹ کھسوٹ کے لیے کوشش کرنا۔ دہشت گرد عقیدے کو سیاسی موقف قرار دیتا ہے اور دہشت گردی کے ذریعے ریاستی عمل داری اور روزمرہ زندگی کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔

زیادہ پرانی بات نہیں، 1998 میں القاعدہ نے سعودی سرزمین سے امریکی فوجوں کی واپسی کا مدعا اٹھایا تھا۔ القاعدہ کو طالبان نے پناہ دی اور اس کشمکش میں طالبان کے ہاتھ افغانستان پر امریکی قبضے کا جواز آ گیا۔ تھوڑا رک کر غور کرنا چاہیے کہ سنکیانگ، وسطی ایشیا اور چیچنیا میں دہشت گردی کا تانا بانا فلسطین اور کشمیر سے کیسے ملتا ہے؟ شام اور عراق میں داعش نے جو بھیانک باب لکھا ہے، کیا اسے القاعدہ کے موقف اور افعال سے الگ کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا دہشت گردی کے عذر خواہوں نے اس کی کوئی علمی توجیہ پیش کی؟ عراق اور شام میں شکست کھانے والے جنگجو افغانستان اور پاکستان کے سرحدی علاقوں پر نظر کیوں جمائے ہوئے ہیں؟ آپریشن خیبر فور میں پاکستانی فوج نے واضح طور پر داعش کو نشانہ بنانے کا اعلان کیا ہے، گویا ہم نے ان علاقوں میں داعش کی موجودگی تسلیم کر لی۔

ادھر یورپ اور امریکہ میں تشدد کے پے در پے واقعات نے ایک طرف مسلمان آبادیوں کی تکالیف میں اضافہ کیا ہے دوسری طرف اسلام دشمنی کی انتہا پسند لہر کو بھی جنم دیا ہے۔ مغرب میں انتہائی دایاں بازو نفرت کا وہی کھیل کھیل رہا ہے جو ایشیا، افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں کھیلا جا رہا ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی کی مخالفت کرنے والے حلقوں نے بہت پہلے یہ سادہ حل

یہ کہنا آج بھی اتنا ہی درست ہے جتنا دس برس پہلے صحیح تھا کہ دہشت گردوں کی فکری اساس ایک ہے۔ مذہب کو آلہ کار بنا کر سیاسی اقتدار اور معاشی لوٹ کھسوٹ کے لیے کوشش کرنا۔

تجویز کیا تھا کہ پاکستانی ریاست کو دہشت کے اس کھیل سے مکمل طور پر الگ ہو جانا چاہیے۔ دہشت گردی کے جال میں الجھنے سے ہمارے ریاستی مفادات کو نقصان پہنچے گا اور ہماری قوم غیر ضروری طور پر تصادم کا میدان بن جائے گی۔

توجہ فرمائیے کہ اب پاکستان میں مسلک، نسل، پیشے اور زبان کی بنیاد پر دہشت گردی کی جا رہی ہے۔ ہم روس اور امریکہ کی لڑائی کو دعوت دے کر اپنے ہاں لائے تھے۔ ایران اور سعودی عرب کی غیر اعلانیہ آویزش ناگزیر طور پر ہمراہ چلی آئی۔ معلوم ہوا کہ افغانستان میں روس طالبان کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے۔ چلیے یہ تو ہوا کہ روس کی عظیم سلطنت مجاہدین کی پشت پناہی کو آن پہنچی۔ کیا صدر پوتن تبلیغی جماعت سے متاثر ہو گئے ہیں؟ نہیں صاحب، یہ ریاستی مفادات کا کھیل ہے۔ اس کا عقیدے سے کبھی تعلق تھا اور نہ ہو گا۔

آج کل ہمیں دنیا کو یہ سمجھانے کا شوق ہو رہا ہے کہ دہشت گردوں کی ڈوریاں باہر سے ہلائی جا رہی ہیں نیز یہ کہ سی پیک کا منصوبہ بہت سی قوتوں کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے۔ سی پیک کے ابتدائی معاہدوں پر مئی 2013ء میں دستخط ہوئے تھے۔ اس سے قبل پچیس برس تک ہماری زمین پر جو خون بہایا گیا وہ کس کے ہاتھ پر تلاش کریں؟ کیا ہم ایسے ہی سادہ لوح تھے کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ دہشت گردی کی ہر مہم کے پیچھے ایک بیرونی قوت ہوتی ہے۔ ہر ویت نام کے ہمسائے میں ایک کمبوڈیا ہوتا ہے۔

ہمارے ملک کے تناظر میں دہشت گردی کے بارے میں یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ گذشتہ تیس برس سے ملک میں فیصلہ سازی کے متوازی ڈھانچے موجود ہیں۔ پاکستان کے شہریوں کے لیے یہ جاننا ممکن ہی نہیں کہ جنوری 2002ء میں پرویز مشرف جب دہشت گردی کی مزاحمت کا اعلان کر رہے تھے تو کیا ریاست کے سب عناصر اور قوم کے تمام حصے ان کے پیچھے صف آرا تھے؟ کیا سوات آپریشن کے دوران عسکری قیادت اور رائے عامہ میں مکمل ہم آہنگی موجود تھی؟

ستمبر 2009ء کے اخبارات اٹھائیے اور دیکھ لیجیے کہ لڑکیوں کے سکول جلانے کی حمایت کون کر رہا تھا۔ کس نے طالبان سے مذاکرات کا پرچم مسلسل اٹھائے رکھا؟ کیا ہم شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مئی 2011 میں ایبٹ آباد میں مارے جانے والے شخص کو ہم نے دہشت گرد تسلیم کیا؟ جون 2014ء میں آپریشن ضرب عضب کا اعلان اور 14 اگست کے دھرنے کی چتاونی ایک ساتھ آئے تھے۔ چھ ماہ تک قوم کی توجہ شمالی وزیرستان، سہراب گوٹھ یا کوئٹہ پر نہیں بلکہ اسلام آباد کے ڈی چوک پر تھی۔ ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ ایک سے زیادہ قوتیں پاکستان کی ترقی کے امکانات پر جزبز ہوں گی اور ہمیں نقصان پہنچانا چاہیں گی۔ تاہم ان قوتوں کو اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے جس ایندھن کی ضرورت ہے، وہ ہم اپنی زمین پر پیدا کر رہے ہیں۔

ہم نے دہشت گردی کے بارے میں بنیادی سوالات پر اپنی ریاست کا موقف قوم کے سامنے نہیں رکھا۔ دہشت گردی کی تائید کرنے والی آوازوں کو خاموش نہیں کیا۔ حیران کن طور پر جہلم سے اسلام آباد تک کے منطقے میں جولائی 2007 اور جولائی 2017 میں فعال ہونے والے عناصر پریڈ گراؤنڈ، درگئی، صفورا گوٹھ اور کوئٹہ کے واقعات پر متحرک نہیں ہوئے۔ وکلا، ایکس سروس مین سوسائٹی اور دفاع پاکستان کونسل کے دہشت گردی کے بارے میں حساس ہونے کا کوئی اشارہ نہیں ملا۔

دہشت گردی کے ہر واقعے کے بعد ہم نے دہشت گردوں کے بارے میں سنجیدہ ہونے کی بجائے حکومت وقت کی مذمت پر ساری توانائی صرف کی ہے۔ پاکستان کی ریاست میں سیاسی بالادستی کے لئے کھینچ تان اور فیصلہ سازی کی کشمکش دہشت گردوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کے مترادف ہے۔ ہمیں اپنی معیشت اور شہریوں کی فلاح پر توجہ دینی چاہیے۔ کرنے کے فیصلے بالکل واضح ہیں مگر یہ کہ ہمیں فیصلے کا انتظار ہے!

(بشکریہ ہم سب)

پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتِ حال 2016

سالانہ رپورٹ انگریزی/اردو میں دستیاب ہے

رپورٹ HRCP کی ویب سائٹ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے

www.hrcp-web.org

انگلش ایڈیشن :	قیمت علاوہ ڈاک خرچ -/500 روپے (اندرون ملک)	(09 ڈالرز ...... 06 پاؤنڈ (بیرون ملک)
اردو ایڈیشن :	قیمت علاوہ ڈاک خرچ -/500 روپے (اندرون ملک)	(09 ڈالرز ...... 06 پاؤنڈ (بیرون ملک)

انگریزی/اردو میں رپورٹ حاصل کرنے کے لیے اپنے آرڈر بک کروایئے

Human Rights Commission of Pakistan

Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu Block, New Garden Town, Lahore-54600

Tel: (042) 35864994, 35838341, 35865969 Fax: (042) 35883582

Complaint cell: (042) 35845969 (0333) 2006800

E-mail: hrcp@hrcp-web.org

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15